DELHI.

سلسلہ اشاعت انجمن مؤید العلوم دار التالیف مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا

انچاسواں نمبر

# شریعۃ الاسلام

حصہ اول

جس کا انگریزی ترجمہ اسلام ان دی لائٹ آف شیعہ ازم ہے

نتیجہ قلم زبدۃ العلماء الاعلام وعمدۃ الفضلاء الکرام عالیجناب مولانا السید علی حسن صاحب قبلہ طاب ثراہ

بن حضرت شمس العلماء سرکار نجم الملۃ مدظلہم العالے

حسب ایماء

جناب سکریٹری صاحب انجمن مؤید العلوم دار التالیف مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

باہتمام خواجہ قطب الدین احمد پرنٹر

ناظم کار نے نظامی پریس لکھنؤ میں طبع ہو

دوسرا ایڈیشن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ ۞

جو شخص عقل و فہم رکھتا ہو وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس دنیا میں ایک وقت اُسکا نام و نشان بھی نہ تھا پھر کسی با اثر قوت نے اُسکو عدم کے پردے سے نکال کر ہستی کے لباس سے آراستہ کر دیا ۔

اور یقینی بات ہے کہ یہ کام خود اُسکا نہیں ہو اسلیئے کہ بحالت عدم کسی میں کسیطرح کی قدرت نہیں ہوتی اور وجود کی حالت میں اپنی ذات کو موجود کرنا بے معنی ہو اور اسیکو تحصیل حاصل کہتے ہیں ۔ جو محال ہو ۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اسکا وجود کسی دوسرے کی تاثیر سے ہوا ہو پھر وہ موثر (اثر کرنے والا) اگر اسیکے مثل ہو یعنی وہ بھی کسی دوسرے کے اثر سے پیدا ہوا ہے تو اُسکے وجود میں بھی یہی کلام ہوگا یہانتک کہ بالضرور ماننا پڑیگا کہ اس کی ذات کے علاوہ اور مغائر اور اس سے بالاتر کوئی مافوق العادۃ چیز ہے جسنے اس شخص کو معدوم سے موجود کیا ۔

اس حد تک پہونچکر اس وجود میں لانے (پیدا کرنے) والی چیز کی تشخیص میں

اختلاف پڑ گیا کہ وہ کیا ہے؟

کسی نے کہا کہ وہ نیچر (طبیعت) ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ دہر ہے کوئی کہتا ہے کہ مادّہ جو سب میں پایا جاتا ہے۔ کسی نے دو چیزوں کو خالق مانا اور کسی نے تین چیزوں کو کسی نے اس سے بھی زیادہ کو۔ کوئی قائل ہوا کہ ایک ایسی ذات ہے جو ان سب سے منزّہ و مبرّا ہے اور تمام کمالات اس میں پائے جاتے ہیں اور جملہ نقائص سے بری ہے اور وہ ایسا صاحب قدرت و اختیار ہے جس نے مادہ کو بھی پیدا کیا ہے اور نیچر (طبیعت) کو بھی پیدا کیا ہے۔ وہی دہر کا خالق ہے وہ قدیم بالذات ہے کسی کو اس کے قدم میں شرکت نہیں وہ وحدہٗ لا شریک (یکتا) ہے۔ وہ قادر ہے جس کی قدرت سے کوئی مقدور چیز خارج نہیں اور نام پاک اس کا "اللہ" ہے۔

**خلاصہ:-** یہ کہ جو لوگ نیچر (طبیعت) یا مادّے کو خالق عالم سمجھے وہ نہ کسی کو معبود سمجھتے ہیں نہ کسی کی عبادت واطاعت کے قائل ہیں۔

جنھوں نے واجب الوجود ذات کو خالق مانا خواہ تنہا خواہ اس کے ساتھ کسی کو شریک مان کر وہ لوگ "**اہل مذہب**" کہے جاتے ہیں انہیں کا ہر ایک فرقہ ایک خاص عقیدہ کا اعتقاد رکھنے والا اور ایک خاص طرح کی عبادت کا پابند اور ایک خاص شریعت کا پیرو ہے اور ہر ایک فرقہ کا ایک خاص نام ہے۔

سب سے پہلے ہمیں یہ مرحلہ طے کرنا ہوگا کہ عقل کے نزدیک مذہب کی پابندی میں نجات کی توقع ہے یا مذہبی قیود سے آزاد رہنے میں؟

ہمکو غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ جبتک کسی قوم کیلئے کوئی بادشاہ اور قانونِ سیاسی نہو (جو اُسے مفاسد سے بچاتا رہے) اور مصالح کا پابند رکھے۔ اُسوقت تک وہ قوم امن وامان کیساتھ زندگی نہیں بسر کر سکتی اور اُنکے مال وجان وابرو خطرے سے محفوظ نہیں رہ سکتے لیکن اس انتظام کا بھی اثر مخفی امور تک نہیں پہونچتا مثل اسکے کہ کوئی چھپا کر کسیکو قتل کرڈالے یا کسیکا مال چرالے یا کسیکے ناموس کی پردہ دری کرے یا دیگر جرائم قانونی کو کسی مکان میں بند ہو کر بجالائے تو بادشاہ وقانون اُسکے حق میں سب بیکار ہو گیا اور حقیقی امن وامان حاصل نہوئی لہٰذا عقل واہل عقل کے نزدیک ایک ایسے سلطنتی نظام کی ضرورت لازم ہوئی جسکا اثر ظاہر وباطن دونوں پر پڑے اور اسکی ہیبت خلوتِ تنہائی میں بھی اُسیطرح ہو جسطرح ظاہری مقامات میں ہوتی ہے بلکہ کبھی زیادہ۔ اور اس نظام (قانون) کے مالک ومدبر کو ہر طرح کی جزا اور سزا پر اقتدار اور ہر جزئی وکلی امور کے اسرار پر واقف تسلیم کیا جائے۔ یہ امور بغیر مذہب کی پابندی کے حاصل نہیں ہو سکتے +

انسان کو جس طرح ارتکاب جرائم کے وقت قانونِ سلطنت ظاہری امور میں روکتا ہے اُسیطرح پابند مذہب کو ظاہری وباطنی جرائم کے ارتکاب سے مذہبی قانون مانع رہتا ہے +

جو مذہب کا پابند نہیں نہ اسکے افعال پر اعتماد ہو سکتا ہے نہ معاملات پر اُسکے وثوق +

بغیر مذہبی پابندی کے نہ تو نسب محفوظ رہ سکتا ہی نہ رشتۂ قرابت محبت پر بھروسہ نہ دشمنی کا اعتبار ہو سکتا ہی نہ بادشاہ مطمئن ہو سکتا ہے نہ رعیت

اگر اب بھی مذہبی پابندی کی خوبی میں شک رہ گیا ہو تو ایک ولی خدا جامع امور حکمیہ کا قول ملاحظہ ہو جو ایک دہریہ سے ارشاد ہوا ہے جسکا حاصل یہ ہی کہ اے دہریے اگر تیرا قول صحیح ہی اور معبود و عبادت جزا و سزا حشر و نشر جنت و نار کچھ نہیں ہی تو اسیقدر فرق ہو گا کہ ہماری زحمت مذہبی پابندی کی فضول و بیکار ہو گی اور بعد موت ہم اور تم دونوں نابود و فنا ہو کر مساوی ہو جاوینگے لیکن اگر ہمارا قول صحیح ہی اور امور مذکورہ واقعی ہیں تو بتا کہ تیرا کیا انجام ہو گا ؟ ۔

نتیجہ یہ ہی کہ پابندی مذہب میں اگر کچھ زحمت تو ضرور ہی اور راحت آزادی میں کچھ خلل بھی ضرور پڑتا ہے لیکن بہت بڑے ضرر مظنون سے تحفظ ہی ۔ لامذہبی میں خطرہ موجود ہے اور عقل سلیم بتاتی ہی کہ ہر ضرر مظنون سے تحفظ واجب و لازم ہی لہذا ثابت ہوا کہ لامذہبی قبیح ہے اور اسمیں ضرر ہی جس سے بچنا عقلاً واجب و لازم ہی ۔

جب مذہب کی خوبی عقل سے ثابت ہو گئی تو ایک دوسرا مرحلۂ عظیم پیش آتا ہی کہ دنیا میں مذاہب بکثرت ہیں اور ہر صاحب مذہب اپنے ہی مذہب کو صحیح کہتا ہی اور دوسرونکو باطل ۔

پس مذہب اختیار کرنے کے بعد بھی یہ اشتباہ رہجاتا ہی کہ شاید کوئی دوسرا مذہب صحیح ہو اور جسکے ہم پابند ہوں یہ باطل ہو اور مواخذے کا اندیشہ

بدستور قائم رہتا ہی +

اس کھٹکے کے دور کرنیکا عمدہ طریقہ یہ ہی کہ ہر مذہب کے کچھ اصول ہوتے ہیں جنپر اسکا دار و مدار ہوتا ہی اور کچھ فروع ہوتے ہیں جو اصول کے تسلیم کرنے کے بعد قابل عمل ہوتے ہیں۔ اُن اصول کو عقل کی میزان میں جانچ کرلینا چاہیے اور جس مذہب کے اصول اس ترازو میں پورے اُتریں اور سنجیدہ اور بے عیب نظر آئیں اُسکو حق ماناجائے۔ اسکے بعد فروع میں چون و چرا کرنا بالکل لغو اور فضول رہجائیگا اور اُن سب کو بغیر حجّت و تکرار کے مان لینا پڑیگا +

## اسلام اور دیگر مذاہب کے اصول کا مقابلہ

اسوقت ہم اسلام کو ایک جانب رکھتے ہیں اور دیگر مذاہب عالم کو ایک جانب رکھکے اصول کو میزان عقل میں بمقابلۂ دیگر مذاہب کے جانچتے اور اصول اسلام کو بموجب طریقۂ فرقۂ امامیہ تحریر کرتے ہیں اسلیئے کہ دوسرے اسلامی فرقوں کا طریقہ اس باب میں صاف نہیں جیسا کہ آیندہ واضح ہوگا پھر سب سے مقدم خالق و معبود کے اعتقاد پر نظر ڈالتے ہیں اور اُس کی ذات و صفات کی تحقیق کرتے ہیں +

**اسلام** کا عقیدہ یہ ہی کہ عالم کے لیئے اُسکا پیدا کرنیوالا ضروری ہے کہ تمام موجودات کی خلقت اُسی کیطرف منسوب ہے اور صنائع و بدائع اور تناسب ترتیب و تالیف کی حکمت سے پورا پتہ ملجاتا ہی کہ دنیا کی پیدایش بخت و اتفاق

سے نہیں ہوئی اور نہ یہ لاشعور طبیعت کا نتیجہ ہے بلکہ ایسی کسی موجود ذات کی قدرت کا نمونہ اور اثر ہے جو واجب الوجود ہے اور جب تک ایسی ذات موجود نہ ہو کوئی چیز وجود میں نہیں آسکتی پس دُنیا میں ہزارہا چیزیں موجود ہیں تو ثابت ہوا کہ اُنکا پیدا کرنیوالا بھی ضرور موجود ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے سارے جہان کو پیدا کیا ہے۔

نیز اسلام کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ خالق وحدہٗ لاشریک ذات ہے جو جمیع کمالات سے متصف اور جملہ قبیح امور سے منزہ ہے جسم اور لوازم جسم سے مبرا ہے۔ عالم۔ قادر۔ حکیم۔ صادق۔ حی۔ قدیم ہے۔

دیگر مذاہب میں بعض تو اس عقیدے کو مانتے ہیں اور بعض اختلاف رکھتے ہیں اسطرح کہ کوئی تو خدا کو جسمانی صفتوں سے متصف مانتا ہے اور کوئی اُسکو چند فردوں کا مجموعہ قرار دیتا ہے اور کوئی حلول[1] کا قائل ہے ہر قول کے ابطال کے لیئے ایک مبسوط کتاب کی ضرورت ہے لہذا ہم توحید کی دلیل پر اکتفا کرتے ہیں جس سے دیگر اقوال خود ہی باطل ہو جائینگے۔

خالق عالم کا قدیم بالذات اور واجب الوجود ہونا ضروری ہے ورنہ اُسکے لیئے دوسرا خالق ماننا پڑیگا اور قدیم بالذات اور واجب الوجود بالذات ایک سے زائد ممکن نہیں بلکہ عقلاً محال ہے اسلیئے کہ اگر معبود خالق عالم ایک سے زیادہ ہوں تو لازم ہے کہ ہر ایک اُن میں سے ہر جہت سے کامل ہو اور اس صورت میں ایک دوسرے کا تحت حکم ہوگا یا نہ ہوگا پہلی صورت میں

---

[1] کسی چیز کا کسی میں سما جانا ۱۲

دوسرا ماتحت ہ خدائی کے قابل نہ رہے گا کیونکہ دوسرے کا ماتحت ہونا نقص اور عجز ہی۔

دوسری صورت میں پہلے کی قدرت عام نہ ہوگی کیونکہ اسکو دوسرے پر قدرت حاصل نہیں ہو لہذا اب یہ خدائی کی قابلیت سے خارج ہوجائیگا اور اگر دونوں بمشورہ باہمی خلق و ایجاد کرینگے تو دونوں میں ہر ایک دوسرے کا محتاج ہوجائیگا۔ اور دونوں خدائی کے لائق نہ رہیں گے اور اگر دونوں کے لیئے جدا جدا سلطنت وجہاں داری فرض کیجائے تو ہم دریافت کرینگے کہ ایک کے ارادے کو دوسرا روک سکتا ہو یا نہیں۔ اگر روک سکتا ہے۔ تو دوسرا مغلوب ٹھہرے گا (جسکا ارادہ روکدیا گیا) اور اگر نہیں روک سکتا تو پہلا عاجز ٹھہرے گا۔ اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دونوں میں اختلاف کا مادہ نہیں اور اُن میں سے کوئی دوسرے کی مخالفت کر ہی نہیں سکتا اور ایک جو کرتا ہو وہی دوسرا کرتا ہو تو دونوں عاجز ٹھہرینگے اور خدائی کے لائق کوئی نہ رہیگا۔

لہٰذا وہ کل مذاہب باطل ہوگئے جو ایک سے زائد خالق عالم تسلیم کرتے ہیں اور ثابت ہوا کہ خالق عالم ضرور قدیم بالذات واجب الوجود ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

# صفاتِ خدا کا بیان

(خدا کی صفاتِ مقدسہ دو قسم کی ہیں ثبوتیہ اور سلبیہ)

## صفات ثبوتیہ

وہ صفتیں ہیں جنکے ساتھ خدا کی ذات کا موصوف ہونا ثابت ہے اُنمیں سے بعض صفات حقیقیہ ہیں جنکا ثابت ہونا لازم وضروری ہے اور اُنکی ضد کا اُسمیں پایا جانا محال ہے اور یہ صفتیں خدا کی صفات ذات ہیں ÷

اوّل **علم** ہے چونکہ بے علمی عیب ونقص ہے اور خدا کی ذات کو ہر عیب سے بری ہونا لازم ہے لہذا مسلم ہوا کہ خدا **عالم** ہے۔ عالم کی ہر چیز خواہ ظاہر ہو یا مخفی جزئی ہو یا کُلی خدا کا علم سب کو محیط ہے اُسکے عالم ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اُسنے ایسی چیزیں خلق فرمائیں جنکے عجائب غرائب صنائع وبدائع میں تمام عالم حیران ہے مثل زمین وآسمان۔ انسان وحیوان۔ درخت۔ پہاڑ دریا۔ رات۔ دن۔ چاند۔ سورج کے اور اُنمیں جو صنعتیں اور مضبوط حکمتیں صرف کی ہیں وہ بغیر علم کے وجود میں نہیں آسکتیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ضرور عالم ہے ÷

جن چیزوں کو لوگ آنکھ سے دیکھکر معلوم کرتے ہیں خدا کو بغیر آنکھ کے انکا علم حاصل ہے اسیوجہ سے اُسکو "**بصیر**" کہتے ہیں اور جن چیزوں کا علم لوگوں کو کان کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے خدا کو بغیر کان کے اُنکا علم ہے اور اسی وجہ سے اُسکو "**سمیع**" کہتے ہیں اور جن چیزوں کو لوگ حواس کے ذریعے سے جانتے ہیں خدائے تعالیٰ کو بغیر حواس کے اُنکا علم ہے اور اسیوجہ سے اُسکو "**مدرک**" کہتے ہیں ÷

اور چونکہ خدا ہر چیز کی مصلحت اور اُسکے فائدے یا اُس کی مضرت اور مفسدہ کا علم رکھتا ہے اور مصلحت والی چیز کو ایجاد فرماتا ہے اور مفسدہ والی چیز کی

ایجاد کو ترک کرتا ہے لہذا اس علم خاص کے لحاظ سے اُسے مرید اور کارہ کہتے ہیں اس بنا پر ارادہ اور کراہت خدا کے علم کی ایک قسم ہے اور جنہوں نے مُرید کے یہ معنی کہے ہیں کہ وہ بندوں سے نیک کام عمل میں آنا پسند کرتا ہے اور اُس سے راضی ہوتا ہے اور کارہ کے یہ معنی کہے ہیں کہ وہ بندوں سے نافرمانی اور بُرے کام وقوع میں آنا ناپسند کرتا ہے اور اُس سے ناراض ہوتا ہے لہذا یہ صفت علم کی صفت کے علاوہ ہوئی ۔

دوسرے **قدرت** چونکہ عاجزی نقص ہے اور نقص واجب الوجود کی شان کے خلاف ہے اسلئے ثابت ہوا کہ خدا قادر و مختار ہے یعنی خدا نہ کسی کام کے کرنے میں مجبور ہے نہ کرنے میں ۔ اور وہ ایسا نہیں ہے جیسے آفتاب یا آگ جنکا کام چمکنا یا جلا دینا ہے اور اسکے خلاف اثر اُن کی ذات سے بغیر کسی دوسری قوت کے واقع نہیں ہوسکتا ۔ خدا اس تمام عالم کو ایک آن میں فنا کرسکتا ہے اور ایسے ایسے ہزار عالم نئے پیدا کرسکتا ہے البتہ جن چیزوں میں خود ہی قابلیت نہیں کہ کوئی قدرت اُنسے متعلق ہو وہ اس حکم سے خارج ہونگے اور اسمیں قدرت کا قصور نہیں ان چیزوں کی ذات کا قصور ہے اور مراد اس سے وہ چیزیں ہیں جو عقلاً محال ہیں جس طرح دو نقیضوں کا باہم جمع ہوجانا یا دونوں کا برطرف ہوجانا مثلاً ایک شے ایک ہی وقت میں موجود بھی ہو اور معدوم بھی یا نہ موجود ہو نہ معدوم ہو البتہ وہ چیزیں جو انسانی طاقت سے بحسب عادت خارج ہیں اور مطلق قدرت سے خارج نہیں ہیں اُنپر خدا کی قدرت ضرور شامل ہے جس طرح پانی کا پتھر

ہو جانا۔ مٹی کا لکڑی بنجانا۔ درخت کا گویا ہونا۔ سنگریزے کا سونا ہوجانا ایک ساعت میں ہزار کوس کی راہ طے کرنا اور یہی وہ چیزیں ہیں جنسے معجزے کا تعلق ہوتا ہی بعض نافہم محال عقلی اور محال عادی میں فرق نہیں کرتے اور معجزے کا انکار کر دیتے ہیں÷

باقی رہے وہ اُمور جو عقل کے نزدیک قبیح ہیں یا انہیں شر و فساد ہی پس وہ سب خدا کی قدرت کے تحت میں ہیں اور وہ قادر ہے کہ انھیں بجالائے لیکن چونکہ وہ حکیم ہی اور قبیح کا بجالانا اُس کی شان حکمت کے خلاف ہے اسلئے عمل میں نہیں لاتا بلکہ بوجہ مذکور خدائے حکیم سے اُن کا صدور محال ہی۔ اور چونکہ خداوند عالم اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ جس چیز میں چاہے گویائی پیدا کردے اور اُسمیں ایسا کلام سُنا جائے۔ جو معانی مقصودہ پر دلالت کرے اس قدرت کے سبب سے خدا کو "**متکلم**" کہتے ہیں÷

تیسرے **حیات** چونکہ علم و قدرت کے لیئے حیات لازم ہی جب تک کوئی زندہ نہ ہو نہ تو عالم ہوسکتا ہی نہ قادر اور خدا کا عالم و قادر ہونا ثابت ہوچکا لہذا ثابت ہوا کہ خدا حی اور زندہ ہی÷

چوتھے **صدق** چونکہ جھوٹ بولنا قبیح ہی اور ہر امر قبیح سے خدا کی ذات بری ہی لہذا مسلّم ہوا کہ وہ صادق (سچّا) ہی÷

پانچویں **قدم** چونکہ خدا واجب الوجود ہی اور اُسپر فنا و عدم جائز نہیں لہذا ثابت ہوا کہ وہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ عدم اور فنا سے محفوظ ہے وہ

ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اور اسلئے اوسکو ازلی و ابدی اور سرمدی اور باقی بھی کہتے ہیں ان صفات کو صفات ثبوتیہ بھی کہتے ہیں اور صفات حقیقیہ بھی اور یہی عین ذات ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ ذات ہی ذات ہے ذات کے سوا کچھ نہیں ہے مثلاً اُسکے علم کی یہ حالت نہیں کہ ذات بغیر علم کے جدا ہو اور اسمیں علم کا اضافہ ہوا ہو جسطرح آدمی ایک وقت جاہل ہوتا ہے پھر تعلیم پاکر عالم ہوجاتا ہے بلکہ اُس کی ذات جمیع کمالات کی جامع ہے اور علم قدرت وغیرہ اُسکے لئے ہمیشہ ثابت ہیں پس اُسی ذات کو بلحاظ علم کے جو اُس کی ذات سے کبھی جدا نہیں عالم کہتے ہیں اور بلحاظ قدرت جو اُس کی ذات کو ہمیشہ حاصل ہے قادر۔ اور یہ سب تعبیرات ہیں ورنہ وہاں درحقیقت ذات ہی ذات ہے جو ہر طرح کامل ہے۔

**صفات اضافیہ:** صفات حقیقیہ کے علاوہ باری تعالیٰ کی کچھ وہ صفتیں ہیں جو صفات ذات سے پیدا ہوتی ہیں اور اُنپر متفرع ہیں جس طرح رحمٰن۔ رحیم۔ معطی۔ واہب۔ منعم۔ خالق۔ رازق۔ ممیت و محیی وغیرہ کے ان صفتوں کا ہر وقت اور ہر آن خدا کی ذات میں پایا جانا ضروری نہیں اسکے علاوہ ہر فعل نیک کے لحاظ سے ایک صفت خدا کی قرار دی جاسکتی ہے لیکن اگر اُسمیں پہلو منقصت کا ہو یا قرآن وحدیث میں وارد نہ ہو تو خدا کی طرف نسبت نہیں دے سکتے جس طرح عاقل۔ زکی۔ سخی یا ماکر۔ مستہزی اور اسمائے الٰہیہ میں انہیں ناموں پر اقتصار کرنا چاہیئے جو اُسکے لیئے قرآن وحدیث میں وارد ہوگئے ہیں اور انھیں اسمائے حسنیٰ کہتے ہیں مگر اُن کی تعداد میں اختلاف ہے۔

## صفات سلبیہ

وہ صفتیں ہیں جو خدا کی ذات کیلئے جائز نہیں ہیں۔ بلکہ محال ہیں اور یہ وہ صفتیں ہیں جنمیں خدا کے لیے نقص یا عجز یا عیب لازم آتا ہے اس بنا پر ثابت ہے کہ خدا مرکب نہیں نہ ذہنی اجزا اسکے لئے ہیں نہ خارجی نہ وہ کسی اور مرکب کا جز ہے اسلیئے کہ ترکیب ترتیب کیلئے احتیاج لازم ہے اور خدا کی ذات اس سے بری ہے خدائے تعالی جسم بھی نہیں ہے اسلیئے کہ جسم کے لیئے حادث ہونا لازم ہے اور خدا قدیم ہے اور جسم نہیں تو جسمانی چیزیں اور اجزائے جسمانی بھی اسکے لیئے نہیں ہو سکتے خدائے تعالے جوہر یا عرض بھی نہیں اسلیئے کہ یہ ممکنات کی دو قسمیں ہیں اور وہ واجب الوجود ہے۔ خدائے تعالی کے لیئے کوئی مکان بھی نہیں ہو سکتا ورنہ احتیاج لازم آئے گی اور نہ وہ زمان کا محتاج ہے نہ اسکے لیئے جہت ہے نہ اسمیں کوئی چیز حلول کر سکتی ہے نہ وہ کسی چیز میں حلول کر سکتا ہے نہ وہ کسی دوسری چیز سے ملکر ایک ہو سکتا ہے نہ وہ محل حوادث ہے نہ اسکے لیئے جسمانی لذت یا الم ہے اور نہ جسم کے لوازم اسکے لیئے ہیں۔ پس نہ اسکے لیئے حرکت ہے نہ سکون نہ طول ہے نہ عرض نہ ثقل ہے نہ خفت نہ آج تک اسے کسی نے آنکھ سے دیکھا ہے۔ نہ دیکھنا اسکا ممکن ہے نہ آخرت میں اسے کوئی دیکھے گا بلکہ رویت اس کی محال ہے اسلیئے کہ آنکھ سے وہی چیز دیکھنے میں آتی ہے جو جسم ہو اور خدا جسم نہیں لہذا وہ ہرگز آنکھ سے نظر نہیں آ سکتا لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ؀ جو قرآن مجید میں ہے اس سے اس مطلب کی پوری تائید ہوتی ہے جو لوگ مدعی رویت ہیں وہ رویت

ــه ترجمہ اسکو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں

پ ۷

مجازی سے دہوکا کھاے ہیں جس سے یقین کرنا یا کامل معرفت کا حاصل ہونا یا آثار قدرت یا نعمت کا ملاحظ کرنا مراد ہوسکتا ہی۔

جناب میر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہی "جس خدا کو میں نے دیکھ نہ لیا ہو اس کی عبادت کس طرح کرسکتا ہوں" یعنی جب تک اُس کی معرفت تامّہ نہ حاصل کرلی ہو اور چونکہ خدا واجب الوجود ہی اور واجب الوجود کو اپنے غیر سے مستغنی ہونا لازم ہی لہذا ثابت ہوا کہ خدا کسیکا محتاج نہیں نہ اپنی ذات کے متعلق نہ صفات کے متعلق اور نہ کسی حال میں اسے احتیاج لاحق ہوسکتی ہی۔

غرض ہر عاقل جب فکر صحیح کے ساتھ غور کریگا تو اسلام کے اِس عقیدے کی حقیقت اور اسکے خلاف کا بُطلان اُسپر بخوبی واضح ہوجائیگا۔

# بیانِ نبوّت

اسکے بعد اعتقاد نبوت ہے۔ ہدایت و نظام عالم کے لیئے ایک ایسے انسان کا ہونا عقلاً ضروری ہی جو خدا کیطرف سے خاص طور پر حاکم و ہادی مقرر ہوکر آئے اور خلق تک خدا کے احکام پہونچائے اور بندوں کو خدائی قانون کا جسکو شریعت کہتے ہیں پابند بنائے اور ہر طرح قابل اطمینان ہو۔ گناہوں سے معصوم ہو۔ تمام خلق سے افضل ہو خدا کے اور اُسکے درمیان میں سوائے فرشتے کے کوئی اور واسطہ نہ ہو

خواہ اُسکو کتاب عطا ہوئی ہو یا صحیفہ یا بذریعہ ملک اُسکے پاس احکام بھیجے

گئے ہوں۔ خواہ وہ تمام عالم کے لیئے بھیجا گیا ہو یا مخصوص مقامات کے لیئے بہرطور عقل حاکم ہے کہ جبتک ایسا شخص نہو گا تمدن و انتظام نوع انسانی کا درست نہ ہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی مدنی الطبع ہے اور جب مختلف قسم کے لوگ جمع ہونگے معاملات پیش آئینگے۔ نزاع و فساد بھی ہوگا اور رفع نزاع کے لیئے ایسے حاکم کی ضرورت بھی ہوگی جو منصف و عادل ہو اور انہیں باہم فیصلہ فرمائے اور اسکا فیصلہ خدا کی مرضی کے موافق ہو اور خدا نے بذریعہ وحی اسکو مطلع کیا ہو۔ اگر ایسا شخص نہوگا تو خلق کا انتظام سب خراب ہوگا ایسے ہی شخص کو ہم نبی کہتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ نبی کا بھیجنا عقلاً خدا پر واجب ہے۔ منصب نبوت وہبی و خدائی عطیہ ہے اکتسابی نہیں ہے کہ جو چاہے ریاضت و مشق کر کے خود نبی ہو جائے بلکہ خدا کیطرف سے منتخب اور مقرر ہونا ضروری ہے اور خدا جسکو مناسب سمجھتا ہے اس جلیل الشان عہدے کے لیئے منتخب فرماتا ہے بندوں کا کام نہیں ہے کہ وہ اپنے لیئے کسی کو نبی بنالیں اسلیئے کہ اہل عالم چونکہ باطنی امور پر اطلاع حاصل نہیں کر سکتے لہذا انکا انتخاب قابل اعتبار نہ ہوگا۔

نبوت ایک ریاست عامہ ہے دین اور دنیا دونوں طرح کے کاموں میں جو خدا کیطرف سے کسی انسان کو دی گئی ہو جسمیں خدا کے اور اسکے درمیان میں کسی اور انسان کا توسط اور کسی بشر کا درمیان نہ ہو۔

نبی کے ہونیکی ضرورت پر ایک دلیل یہی ہے کہ بندے اپنے معبود سے بہت دوری رکھتے ہیں پس لازم ہوا کہ درمیان میں ایک واسطہ ہو جو صورت

میں بشر ہو مگر تقدس و پاکیزگی میں درجۂ اعلےٰ رکھتا ہو تاکہ دوسری جہت کے ذریعے سے خدا سے مرتبط ہو اور احکام شرع اُدھر سے حاصل کرے اور پہلی جہت کے ذریعے سے بندوں سے مرتبط ہو اور وہ احکام اُن تک پہونچا دے اور خدا اور بندوں میں اُسکے سبب سے تعلق وارتباط مستحکم ہو جائے اور چونکہ یہ امر ضروری ہے اسلئے نبی کا ہونا بھی ضروری ہے +

## نبی کے فرائض اور نبوت کے فوائد

جو چیزیں ایسی ہیں کہ اُنکی اچھائی بُرائی عقل نہیں سمجھ سکتی اُنکے احکام تعلیم کرنا +

جہاں عقل اچھائی بُرائی سمجھ لیتی ہے وہاں عقل کی تائید کرنا +

جو چیزیں مختلف اوقات میں اچھائی اور بُرائی دونوں کے ساتھ موصوف ہوتی ہیں اُنکے مواقع تبلانا مضر اور نافع چیزوں کی تفصیل کرنا +

نوع انسانی کی حفاظت کے لیٔے معاملات کے طریقے اور انتظام خانہ اور انتظام شہر اور انتظام ملک کے قواعد تعلیم کرنا +

اُمت کو اُنکی قابلیت کے موافق ترقی دینا +

اُمت کو نیک اخلاق کی تعلیم دینا اور بُرے اخلاق سے اُنھیں بچانا اور بُرے کاموں کے لیٔے تعزیرات جاری کرنا +

نیک کاموں کا اُخروی ثواب اور بُرے کاموں کا عقاب بیان کرنا۔

اِن تمام باتوں کا مفصل قانون جاری کرنا اور اسیکو شریعت بھی کہتے ہیں۔

## نبی کے صفات

لازم ہے کہ نبی تمام گناہوں سے معصوم ہو اور ہرگز کوئی گناہ عمل میں نہ لاتا ہو اور باوجود اپنے مختار ہونے کے کوئی بُرا کام اُس سے وقوع میں نہ آسکتا ہو اور معصوم ہونے کی **دلیل** یہ ہے کہ اگر نبی معصوم نہ ہو تو جھوٹ بولنا اسکے لئے ناممکن نہ ہوگا اور اس صورت میں انکے امر و نہی اور جملہ بیانات پر اطمینان نہ رہیگا۔ دوسرے یہ کہ نبی کی پیروی تمام باتوں میں واجب ہے اگر اس سے کوئی گناہ صادر ہونا ممکن ہوگا تو اُسمیں بھی پیروی لازم ہو جائے گی حالانکہ گناہ کی مخالفت کرنا لازم ہے تیسرے جو گناہ کرسکتا ہے فطرۃً دلوں میں اُس کی وقعت نہیں ہوتی۔ اور بغیر وقعت کے نبوت کا فائدہ کچھ نہ ہوگا +

پس نبی سے نہ کوئی گناہ کبیرہ واقع ہوتا ہے نہ صغیرہ۔ نہ جانکر نہ بھول کر۔ نہ بعثت سے پہلے نہ بعثت کے بعد نہ رسالت کے کاموں میں نہ اپنے ذاتی کاموں میں۔ قرآن یا حدیث میں اگر خلاف عصمت کسی بات کا ذکر آگیا ہے یا کسی گناہ کی نسبت کسی نبی کی طرف آگئی ہے تو وہ بطور حقیقت نہیں ہے بلکہ بطور مجاز ہے اور بنا بر تاویل کے اُسکا مطلب کچھ اور ہے اور ایسی آیت یا حدیث کی تاویل لازم ہے +

یہ بھی لازم ہے کہ نبی تمام کمالات اور فضائل میں اپنے اہل زمانہ سے افضل ہو علم۔ زہد۔ سخاوت۔ شجاعت۔ عفت۔ عبادت اور جملہ نیک خصلتوں میں اسلئے کہ نبی کی اطاعت اُن سب لوگوں پر جنپر وہ مبعوث ہوا ہے ہر قول و فعل میں واجب ہے پس اگر اُمت میں کوئی شخص کسی بات میں نبی سے بہتر ہو

یا اُسکے برابر اور اُسپر نبی کی اطاعت واجب کیجائے تو ترجیح مرجوح یا ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور عقل اسکو قبیح یا محال جانتی ہی لہذا ثابت ہوا کہ نبی کا افضل ہونا ضروری ہی۔

خدا نے بکثرت انبیا بھیجے جنکی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار مشہور ہی انمیں بعض نبی تھے اور بعض رسول صاحب شریعت۔

بعض کو خواب میں الہام کیے جاتے تھے۔

بعض فرشتے کی آواز سنتے تھے مشاہدہ نہ کرتے تھے بعض مشاہدہ بھی کرتے تھے۔

بعض انبیاء کو فقط احکام پہونچائے بعض کو صحیفے عطا ہوئے اور بعض کو کتاب خدا کی کتابیں چار ہیں ایک **توریت** ۔جو حضرت موسیٰ کو عطا ہوئی۔ دوسری **زبور**۔جو حضرت داؤد کو دی گئی۔ تیسری **انجیل** ۔جو حضرت عیسیٰ کو عنایت ہوئی۔ چوتھے **قرآن** ۔جو خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ کو عطا ہوا بعض انبیاء خاص خاص مقام کے لیئے بھیجے گئے اور بعض خاص ملک کیلئے بعض محدود زمانے کیلئے اور بعض قیامت تک کے زمانہ کیلئے انمیں چند نبی اولوالعزم ہوئے ہیں وہ حضرت نوح حضرت ابرہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور جناب خاتم الانبیا ہیں۔

ہر نبی کی شریعت ایک محدود زمانے کے لیئے قرار دی گئی مگر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کی شریعت تمام شریعتوں سے اکمل و اتم ہی۔

اس شریعت نے سب پہلی شریعتوں کے احکام منسوخ کر دیئے۔

شریعتیں چھ ہوئی ہیں سب سے پہلی شریعت حضرت آدم علیہ السلام کی اور

پانچ شریعتیں پانچوں انبیائے اولوالعزم علیہم السّلام کی ۔
ہمارے پیغمبر کی شریعت نہ کسی خاص قریہ کے ساتھ مخصوص تھی نہ کسی ملک کے ساتھ نہ کسی مدت کے ساتھ بلکہ تمام عالم کیلئے اسوقت سے قیامت تک کے لیئے قرار دی گئی ۔
اس شریعت کا قانون ایسا محکم اور کامل بھیجا گیا جو ہر زمانے کی ضروریات کو پورا کر سکے ۔
خدا نے انبیاء کو بحسب ضرورت اُنکی نبوت کی تصدیق اور اُنکے دعوے کی سچائی کے لیئے معجزے عنایت فرمائے تاکہ حجت خدا پوری ہوجائے پس نبی کی شناخت معجزے سے ہوتی ہے اور شک و شبہ رفع ہوجاتا ہے ۔

**معجزہ** دعوے کرکے دعوے کے مطابق کسی ایسے کام کے ظاہر کرنیکو کہتے ہیں کہ عادۃً ویسا کام کوئی نہ کرسکتا ہو جس طرح حضرت موسیٰ کا عصا اژدہا ہوجاتا تھا ۔ دریا اُنکے لیئے شگافتہ ہوا ۔ حضرت عیسیٰ مُردے کو زندہ کرتے تھے ۔ جناب محمد مصطفےٰ کو قرآن عطا ہوا کہ ویسے کلام پر کوئی قادر نہ ہوا ۔ علاوہ اسکے ہزارہا معجزے انبیاء کو دیئے گئے ۔ واضح ہو کہ معجزہ اُنھیں اُمور سے متعلق ہوتا ہے جو عادت کے لحاظ سے محال ہوں اُن کاموں سے متعلق نہیں ہوتا جو عقلاً محال اور ناممکن ہیں اسلیئے کہ محال عقلی کسی وقت اور کسی صورت سے وجود میں آہی نہیں سکتا اُسمیں موجود ہونے کی صلاحیت و قابلیت ہی نہیں ۔
جادو، شعبدہ یا کوئی اور صنعت اگرچہ بعض لوگوں کی نظر میں عادۃً ناممکن

معلوم ہو لیکن جو اس فن کے ماہر ہیں وہ اسکی حقیقت معلوم کر سکتے ہیں اور
اسکے مثل خود بھی کر کے دکھا سکتے ہیں۔ اور اسکو رد بھی کر سکتے ہیں لیکن معجزہ
وہی ہے جو تعلیم و تعلم سے حاصل نہ ہو سکے اور سوائے صاحب معجزہ کے کوئی
بھی اسپر قادر نہ ہو اور نہ اسکا جواب مقابلہ میں لا سکے۔

ایک فرق معجزے اور سحر میں یہ بھی ہے کہ جادو کا اثر آسمان تک نہیں پہونچ سکتا
اور معجزہ آسمانی چیزوں میں اثر کر سکتا ہے جادوگر اکثر علم و حکمت و شرافت اور
نیک اطواری سے خالی اور عوام الناس کی طرح فضول ہوتا ہے اور صاحب
معجزہ اسکے خلاف باوقار، صاحب علم، نیک صفات، نیک کردار ہوتا ہے
پس جتنے معجزے ہوئے وہ ایسے ہی کاموں میں ہوئے جو عادۃً محال سمجھے
لیکن عقل کی رو سے محال نہ تھے بلکہ ممکن تھے۔ جو لوگ معجزے کا انکار کرتے
ہیں وہ اصل مطلب اچھی طرح نہیں سمجھتے اور محال عقلی اور محال عادی میں
انہیں فرق نہیں معلوم ہوتا۔ نیز انھیں قرآن کی اس آیت نے دھوکا دیا کہ
لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا اور قائل ہو گئے کہ قانونِ قدرت کبھی بدل نہیں
سکتا حالانکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا کی سنت کو کوئی دوسرا نہیں بدل سکتا نہ
کہ خدا خود بھی نہیں بدل سکتا۔ اگر ایسا ہو تو خدا کا مجبور ہونا لازم آجائے گا۔ اس
مرتبے کے نبی جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم
بن عبد مناف تمام انبیاء سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اب تا قیامت کوئی
اور نبی نہ ہوگا۔ جو نبوت کا دعوے کرے وہ جھوٹا سمجھا جائیگا۔

حضرت کی نبوت اسطرح ثابت ہے جسطرح اور انبیاء کی نبوت ثابت کیجاتی ہے آپنے

نبوت کا دعوے کیا معجزے دکھائے پہلے انبیا نے آپکی بشارت دی
معجزات آپکے کثیر ہیں اور بشارتوں سے کتابیں مملو ہیں اگر ان امور کی تفصیل
لکھی جائے تو ایک دفتر عظیم درکار ہو سب بڑا معجزہ آپکا قرآن مجید ہو۔ آپ
۱۷ ربیع الاول کو بروز جمعہ متولد ہوئے اور چالیس برس کے بعد ۲۷ رجب
کو مبعوث برسالت ہوئے اور ترسیٹھ برس کے سن میں ۲۸ صفر کو آپنے
وفات پائی۔ قریب وفات آپنے یہ بھی فرمایا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ
کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَبَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ
وَاِنَّھُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ[1]

**انبیا** کے لیے شرط ہو کہ حلال زادہ ہوں بری صفتوں اور نفرت انگیز بیماریوں
سے مبرا ہوں اُنکے آبا و اجداد ذلیل نسب اور ذلیل پیشہ نہ ہوں اور مائیں
پاکدامن ہوں۔ خاتم الانبیا کے آبا و اجداد بھی مسلم و موحد تھے اور **آزر** حضرت
ابراہیم کا چچا تھا باپ نہ تھا۔ محاورہ عرب کے موافق اُسپر باپ کا اطلاق ہوا ہے
جن انبیا کے اسمائے گرامی قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت آدمؑ
نوحؑ۔ ادریسؑ۔ الیاسؑ۔ ابراہیمؑ۔ یعقوبؑ۔ اسمٰعیلؑ ذبیح۔ اسمعیل صادق الوعد۔
اسحاقؑ۔ یوسفؑ۔ ایوبؑ۔ عزیرؑ۔ یحییٰؑ۔ زکریاؑ۔ صالحؑ۔ ہودؑ۔ لوطؑ۔ ذوالکفلؑ۔ الیسعؑ
سلیمانؑ۔ یونسؑ۔ داؤدؑ۔ شعیبؑ۔ موسےؑ۔ ہارونؑ۔ عیسیٰؑ۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ

---

[1] یعنی میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی کتاب اور دوسرے
اپنے اہلبیت۔ اگر تم ان دونوں سے متمسک رہوگے اور دونوں کے پیرو رہوگے تو
ہرگز گمراہ نہوگے اور یہ دونوں آپس سے جدا نہونگے تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں

ہمارے رسول مسعود جہالم اور نجیبہ بعرب ہیں

بعض انبیاء کا ذکر قرآن میں ہے مگر نام مذکور نہیں ہے جیسے جناب خضر اور اکثر کا قصہ یا تذکرہ کچھ نہیں ہے جیسے جناب جرجیس یا پیغمبر اصحاب رس ÷

## ذکر معاد

آخری عقیدہ اسلام کا اعتقاد معاد ہے یعنی بعد مرجانے کے خالق عالم بروز قیامت تمام جن و انس کو دوبارہ زندہ کریگا۔ اور حساب کتاب کے بعد انھیں جزا اور سزا دیگا ÷

کسی کو نعیم جنت سے متنعم کریگا اور کسیکو عذاب نار سے معذب کریگا اور مختصر دلیل حقیت معاد پر یہ ہے کہ خالق عالم نے مخلوقات کو عبث نہیں پیدا کیا۔ اسلیئے کہ لغو و عبث فعل حکیم کی شان نہیں ہے ÷

معلوم ہوا کہ ضرور کسی غرض صحیح کے لیئے پیدا کیا ہے اور وہ غرض صحیح ضرور ایسی ہوگی جس سے اُس کی ذات پاک کو کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ خود اُس غرض کا محتاج نہ ہو اسلیئے کہ احتیاج خدا کی شان نہیں پس بالضرور وہ غرض مخلوق کی ہوگی ÷

اب وہ غرض یا دنیاوی ہوگی یا اُخروی۔ دُنیا چونکہ فانی اور چند روزہ ہے۔ لہذا حکیم کے فعل کی غرض ایسی ناپائدار چیز نہیں ہوسکتی ÷

پس ثابت ہوا کہ وہ غرض اُخروی ہے اور غرض اُخروی یہی ہے کہ نعیم ابدی سے اُسے بہرہ یاب کیا جائے اور یہ نہیں ہوسکتا مگر اسی طرح کہ بعد موت اُسے پھر زندہ کیا جائے اور بہشت بریں میں جگہ دیجائے خلود اور

مقام نعیم ابدی ہو اُسے ساکن کیا جائے اور جو اعمال خیر اُسنے دُنیا میں کیے ہیں اُنکا ثواب اُسے وہاں پورا پورا اعطا کیا جائے ◆

اور درصورت بداعمالی اُسکو سزائے اُخروی کا مستحق قرار دیکر معذب کیا جائے

معاد کے باب میں جو شبہات کیے جاتے ہیں وہ سراسر نافہمی ہو ◆

مثلاً کہتے ہیں کہ "معدوم کا اعادہ محال ہو لہذا معاد باطل ہو۔" جسکا جواب بعض اہل تحقیق نے یہ دیا ہو کہ معاد اعادہ معدوم نہیں ہو بلکہ موت سے جو اجزا متفرق ہو گئے ہیں اُنکا دوبارہ فراہم کر دینا اور پہلی ہی صورت میں ترکیب دیکر پھر سے آنا مراد ہو اور یہ ہرگز محال نہیں ہو ◆

علاوہ اسکے اعادہ معدوم سے تو مطلب یہ ہو کہ جو چیز ایک زمانہ میں موجود تھی اور پھر اُسپر عدم طاری ہوا وہ بعینہ دوسرے زمانے میں اسطرح موجود ہو جائے کہ دوسرا اور پہلا وجود ایک سمجھا جائے اور جو جو لوازم او خصوصیات پہلے وجود کے لیئے تھے وہ سب کے سب دوسرے وجود کیلیئے تسلیم کیئے جائیں اور ان قیود کے ساتھ ہم بھی مانے لیتے ہیں کہ اعادہ معدوم محال ہو لیکن معاد کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہو بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ جو جو دُنیا میں موجود ہو کر بحکم خدا مردہ اور فانی ہو گئے ہیں اُنہیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور ایک وجود مثل وجود سابق اُنہیں دیا جائیگا۔ مگر پہلے تمام لوازم وخصوصیات کا ساتھ ساتھ ہونا ضرور نہیں اور اسمیں کوئی استحالہ نہیں علاوہ اسکے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے پہلی مرتبہ عدم محض سے نکالکر وجود مرحمت کیا وہ ضرور اسپر قادر ہے کہ اس وجود کے بعد جو عدم طاری ہوا ہے

اُسکو دور کرکے پھر وجود عطا فرمائے +

بعضے کہتے ہیں کہ معاد کے عقیدے کی ضرورت نہیں جزا اور سزا یہی دنیا میں ممکن ہے اور اسی بنا پر وہ لوگ تناسخ کے قائل ہو گئے ہیں یعنی ایک روح ایک جسم کے بعد دوسرے جسم میں داخل ہوتی ہے اور پہلے جسم میں جو اچھائی یا بُرائی کی ہے اُسکا بدلہ دوسرے جسم میں پالیتے ہیں یا یہ کہ دوسرے جسم میں پیدا ہونا ہی جزا یا سزا ہے۔ حالانکہ ہم بیان کر چکے کہ حکیم مطلق کی یہ شان نہیں ہے کہ اپنے احکام کی پابندی کے ثواب میں اور اپنی نافرمانی کے عقاب میں جو جزا اور سزا دے وہ فانی اور دُنیوی ہو +

اسلیئے کہ دنیا جائے راحت نہیں ہر شخص فقیر سے بادشاہ تک ہزار طرح کی فکریں کرتا ہے کہ اُسکو اس دُنیا میں اطمینان و آسایش حاصل ہو سکیں اگر ایک طرف سے راحت ملتی ہے تو سو طرح کی زحمتیں آموجود ہوتی ہیں حکیم مطلق کا انعام و عطیہ اس طرح کا ہو تو کچھ بھی نہیں +

علاوہ اسکے اگر اُسکو دُنیا ہی میں جزا و سزا دینا ہو تو بعد کسی فعل کے فوراً ہی پہلے ہی جسم میں کیوں نہ دیدے اور مرنے کا اور دوسرے جسم کا انتظار کیوں ہو اور اگر یہ بات مان لی گئی ہے کہ عقاب و ثواب کے لیئے دوسری زندگانی لازم ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ آخرت کی ابدی زندگانی سے انکار کر کے یہی ناپائدار دُنیا گردش روح کے لیئے تسلیم کیجائے +

آخرت کے متعلق سوال منکر و نکیر۔ میزان عمل۔ صراط۔ حساب و کتاب وغیرہ کا اجمالی اعتقاد کافی ہے۔ چونکہ قرآن و احادیث میں کران امور کا تصریح

آیا ہو اور عقل کے نزدیک یہ باتیں ممکن بھی ہیں لہذا سب کے حق ہونے کا اعتقاد لازم ہو اور رسول خدا اور آئمۂ ہدیٰ کا گنہگاران مومنین کی شفاعت کرنا بلکہ علماء و شیعیان علی کا شفیع ہونا اور انکی شفاعت کا قبول ہونا بھی حق ہو بہشت و دوزخ اب موجود ہیں اور پیدا ہو چکے ہیں بہشت میں طوبیٰ۔ کوثر۔ سلسبیل۔ حور و غلماں اور وہ نعمتیں ہیں جو کسی نے نہ دیکھی نہ سنی نہ کسی دل میں گزریں۔ دوزخ میں حمیم، غسلین۔ ضریع۔ زقوم۔ اور ہر طرح کا عذاب ہو۔ موت سے قیامت تک زمانہ برزخ ہو۔ قبر میں منکر نکیر آتے ہیں اور خالق و دین و کتاب و قبلہ و پیغمبر و امام کے اعتقاد کا سوال کرتے ہیں تفصیل کتب مبسوطہ میں ملاحظہ کرنا چاہئے ❊

اس مجمل بیان پر نظر غور کیا جائے تو بخوبی واضح ہو جائیگا کہ اسلام کے عقائد بالکل صاف۔ اور مطابق عقل ہیں اور ہر عاقل جو کسی مذہب کا پابند ہونا چاہے گا وہ اسلام کے سوا کسی مذہب کو پسند نہ کریگا اور سمجھ لیگا کہ نجات کا راستہ اسلام میں منحصر ہے اور یہی سبب ہے کہ باوجود اس بات کے کہ اسلام کے پھیلانے کی کوشش بہت کم کیجاتی ہو بلکہ گویا نہیں کیجاتی لیکن پھر بھی شب و روز ہر ملک اور اقلیم میں ہزارہا بندگان خدا اپنے اپنے مذہب چھوڑ کر اسلام کی روحانیت پر اعتقاد لاکر مسلمان ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور انشاءاللہ مبدم اسلام کو ترقی ہوتی رہے گی اور کوئی وقت ایسا ہوگا کہ اسلام ہی اسلام نظر آئیگا ❊

اب ہم ایک دوسرا منظر دکھاتے ہیں جس کی طرف نہایت متانت کی نگاہ

بیسپ وا پ ۲ ع ۵ بیسپ ۲۵ وا ع ۲۳ ... ع ۱۲ ... پ ۵ ع ۱۵

کی ضرورت ہے۔ علے الخصوص اُن لوگوں کو اچھی طرح توجہ لازم ہی جو اسلام میں تازہ تازہ داخل ہوتے ہیں۔

اور وہ بات یہ ہی کہ حقیقی اسلام اگرچہ ایک ہی مسلک در ایک ہی راہ ہی جو صراط مستقیم اور خدا اور جنت تک ٹھیک ٹھیک پہونچانیوالا ہی لیکن نفسانی خواہشوں و شیطانی وسوسوں نے اسلام کو متعدد فرقوں میں تفرق کر دیا ہے جس کی خبر پیغمبر اسلام نے بھی اُمّت کو سُنا دی ہی اور فرمادیا ہے کہ:-

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثَۃٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً۔

کسقدر مقام حسرت و افسوس ہی کہ اسلام سے صاف و پاک مذہب میں انسان داخل ہو کر بھی راہ راست تک نہ پہنچے۔

تازہ مسلمان چونکہ اسلام کے اندرونی اختلافات سے بیخبر ہوتے ہیں جسکے ہاتھ پر اسلام لائے جو راہ اُسنے بتادی اور جس طریق کا وہ خود پابند ہوا اُسکو یہ بھی حق جانتے ہیں اور حقیقی اسلام سمجھ لیتے ہیں اور حقیقی صراط مستقیم سے اکثر محروم رہجاتے ہیں۔

لہذا ضروری معلوم ہوا کہ ہم اِس مطلب کو بھی واضح عبارت میں لکھیں تاکہ آنکھوں کے سامنے سے پردہ اُٹھ جائے اور راہ نجات صاف نظر آئے۔

# امامت کا بیان

لہ یعنی قریب ہے کہ میری اُمّت تہتّر فرقوں میں متفرق ہو جائیگی جن میں سوا ایک کے سب جہنمی ہونگے۔

واضح ہو کہ امامت ریاست عامہ ہے تمام عالم پر امور دین و دنیا میں کسی ایک انسان کیلئے جو خدا کیطرف سے بہ نیابت نبیؐ قرار دی گئی ہو۔

پیغمبر اسلام کی اُمت میں بڑا اختلاف بعد وفات پیغمبر جانشین و امام و وصی و خلیفہ کے باب میں ہوا کسی نے کہا کہ "پیغمبر ہدایت کی ضرورت کو پورا کر چکے خدا کے احکام پہنچا چکے خلیفہ مقرر ہونیکی ضرورت ہی نہیں"۔

بعضوں نے ضرورت تو تسلیم کی لیکن یہ کہا کہ "خلیفہ کا مقرر کرنا خدا ور رسول پر لازم نہیں اور نہ اُنھوں نے مقرر کیا بلکہ یہ کام اُمت کا ہے جسکو چاہیں مشورہ اور کمیٹی کر کے اتفاق و اجماع سے رسول کا خلیفہ مقرر کر لیں"۔

بعضوں نے خلیفہ مقرر ہونیکے کچھ اور طریقے بھی تجویز کیے۔ مثلاً استخلاف یعنی ایک خلیفہ دوسرے کو اپنے بعد خلیفۂ رسول بنا سکتا ہے۔ اور غلبہ و استیلا سے بھی منصب خلافت مل سکتا ہے کہ جسکا قابو چل جائے اور حاکم بن بیٹھے وہ خلیفہ ہو سکتا ہے۔ الیٰ غیر ذالک۔

مگر ایک فریق کا عقیدہ ہے کہ "رسول کی خلافت خدا و رسول ہی کیطرف سے ہو سکتی ہے اور خدا و رسول جسکو خلافت کیلئے منتخب کریں وہی خلیفۂ رسول ہو سکتا ہے۔ اُمت کو اسمیں کچھ اختیار نہیں"۔

جس گروہ نے خلافت کا منصوص ہونا خدا و رسول کی جانب سے ضروری سمجھا وہ "شیعہ" کہے جاتے ہیں۔ اور جنھوں نے نص کی ضرورت نہیں سمجھی وہ کل فرقے "اہلسنت و جماعت" کہے جاتے ہیں۔

فرقہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ خدا کا دین اور اُس کی شریعت نبی کی حیات تک

نبی کی حفاظت میں رہی اور چونکہ نبی بھی موت سے مستثنیٰ نہیں اسلئے نبی کے بعد ہمیشہ کے لیے کسی اور شخص کا ہونا شرع کی حفاظت کیلئے ضروری ہے۔ اور وہ حافظ شریعت اور جانشین نبی لازم ہے کہ مثل نبی کے تمام خلق سے علم و فضل و زہد و تقوےٰ۔ شجاعت و عبادت اور تمام صفات کمال میں افضل ہو کیونکہ اُس کی عام ریاست یونہی تسلیم کرنے کے قابل ہو سکتی ہے۔ ورنہ ترجیح مرجوح یا ترجیح بلا مرجح جو ہم ابھی اس باب میں تحریر کر چکے ہیں یہاں بھی لازم آئے گی۔ اسیطرح اُسکو نبی کی طرح گناہوں سے معصوم ہونا چاہیئے تاکہ امور شریعت اور حفظ احکام میں اسپر اعتبار و اعتماد پورا پورا ہو سکے اور چونکہ عصمت اور باطنی طہارت و کمالات پر مخلوقات کو اطلاع نہیں ہو سکتی اسی سبب سے ضرورت ہوئی کہ خلیفہ کا انتخاب بھی وہی کرے جسکا علم ظاہر و باطن دونوں کو محیط ہو +

لہذا اگرچہ سب کے سب اتفاق و اجماع بھی کرلیں تب بھی اُمت کا انتخاب قابل اطمینان نہ ہوگا +

## اہل سُنت کا عقیدہ

ہے کہ رسول کے بعد ابوبکر بن ابو قحافہ خلیفہ ہوئے اور انکو خلافت اس طرح ملی کہ ادھر تو نبی کی وفات ہوئی اور علی بن ابی طالب غسل و کفن میں مصروف ہوئے ادھر موقع پاکر رسولؐ کے غسل و کفن کو چھوڑکر اور خلافت کے معاملے کو سب سے زیادہ ضروری جانکر بنی ساعدہ کے سقیفے میں کچھ لوگوں نے کمیٹی کی حجت و تکرار ہوئی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرلی اُنکے ساتھ اور بھی چند آدمیوں نے

بیعت کی یہانتک کہ ایک جماعت نے انکو خلیفہ تسلیم کرلیا اور وہ خلیفہ ہوگئے نہ انھیں خدا نے خلیفہ رسول بنایا تھا نہ رسول نے انھیں اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اسلئے کہ اگر ایسا ہوتا تو اس طریقے کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طریقے کو وہ لوگ اجماع سے تعبیر کرتے ہیں +

ابو بکر نے اپنے بعد کے لئے حضرت عمر بن خطاب کو لائق سمجھکر خلیفہ تجویز کردیا پھر انہوں نے اپنے بعد کیلئے چند شخص منتخب کردیئے کہ باہم مشورہ کرکے جسکو مناسب سمجھیں آپس میں سے ایک مقرر کرلیں +

چنانچہ اس بنا پر حضرت عثمان بن عفان جو ذوالنورین کہے جاتے ہیں خلیفہ ہوگئے انھوں نے کوئی انتظام اپنے بعد کا نہ کیا اور انھیں ایسا موقع ہاتھ بھی نہ آیا یا انسے فروگذاشت ہوگئی لہذا مجبوری علیؑ ابن ابی طالب خلیفہ بنائے گئے۔ یہ چار رکن خلافت کے انکے نزدیک مسلم ہوگئے۔ اسکے بعد جب اس حدیث رسول پر نظر پڑی کہ "میرے بعد بارہ خلیفہ قریش میں سے ہونگے" تو یہ سلسلہ بڑھایا گیا اور معاویہ بن ابی سفیان و یزید بن معاویہ جنہوں نے خاندان رسالت کو تباہ و برباد کردیا۔ کربلا کے میدان میں رسول کے نواسے کو بھوکا پیاسا بہزار ظلم وستم قتل کرادیا خلیفہ رسول سمجھے گئے اور اسیطرح بارہ کا عدد پورا کردیا گیا +

**فرقہ شیعہ** کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول خدا نے اپنی جانشینی کیلئے بحکم خدا علیؑ ابن ابی طالبؑ کو منتخب فرمایا اور متعدد مقامات پر اپنی زندگی میں اسکا اظہار کنایتہً وصراحتہً کردیا +

کبھی فرمایا علیٌّ مِنّی بمنزلۃِ ھارونَ مِن موسیٰ اِلّا انّہٗ لا نبیّ بعدی
علیؑ کی نسبت مجھ سے وہ ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر فرق اتنا ہے کہ
نبوت ختم ہوگئی اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا یعنی اگر نبوت ہوتی تو علی کو ہوتی
کبھی فرمایا ھذا اخی و وصیّی۔ [۱]
کبھی فرمایا لکلّ نبیٍ وصیٌّ ووارثٌ واِنّ علیًّا وصیّی ووارثی [۲]
کبھی فرمایا حُبّہٗ ایمانٌ وبغضہٗ کفرٌ [۳]
کبھی فرمایا علیٌّ مع الحقّ والحقُّ مع علیٍّ یدورُ معہٗ حیثما دار [۴]
کبھی فرمایا علیٌّ مع القرآنِ والقرآنُ مع علیٍّ [۵]

اور مودۃ القربیٰ میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اِنّ اللّٰہَ اصطفانی علی الانبیاءِ واختارنی نبیًّا واختار ابن عمّی وصیّی وشدَّ بہٖ عضدی کما شدّ عضدَ موسیٰ باخیہ ھارون وھو خلیفتی ووزیری ولو کان بعدی نبیٌّ لکان النبوۃ لہٗ
یہاں تک کہ حجۃ الوداع سے مدینہ کیطرف مراجعت کرتے ہوئے جب مقام جحفہ (جو خم غدیر کے نام سے مشہور ہے) میں پہنچے دوپہر کا وقت تھا۔ دھوپ تیز پڑ رہی تھی۔ بے سروسامانی کا عالم تھا۔ لوگ رخصت ہو ہو کر مختلف راستوں کیطرف روانہ ہو رہے تھے۔ حکم خدا پہونچا کہ اسوقت علیؑ کی

---

[۱] یہ بھائی میرا ہے اور وصی میرا ہے [۲] ہر نبی کیلئے ایک وصی و وارث ہوا ہے اور میرا وصی اور وارث علیؑ ہے [۴] علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے جدھر علی جاتے ہیں حق انکے ساتھ رہتا ہے [۳] علی کی محبت ایمان ہے اور ان کی دشمنی کفر ہے [۵] علی قرآن کیساتھ ہیں اور

خلافت کا اعلان کردو اور یہ آیۂ قرآنی نازل ہوا ۔ ؎۱

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۝ پ۶ ع۱۳

خدا کا رسول اُسی جگہ سواری سے اُتر پڑا اور منادی کرا دی کہ جانیوالے ہر راستے سے واپس آئیں اور سب اکٹھا ہو جائیں ۔

ببُول کے کانٹے جنسے وہ میدان بھرا ہوا تھا صاف کیئے گئے اور اونٹ کے پالانوں کا منبر بنایا گیا۔ لوگ گوش بر آواز جمع ہوئے گرمی کی شدت کے سبب سے لوگ عبائیں اپنی زیر قدم ڈالے ہوئے تھے ۔

حضرت رسولؐ علیؑ بن ابی طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے منبر پر گئے۔ ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھنے کے بعد اپنی وفات حسرت آیات کی خبر دی تبلیغ رسالت اور احکام آلہی پہونچانے کی گواہی طلب کی پھر اپنے حاکم و اولے تبصرف و مولائے خلق ہونیکا اقرار لیا ۔ ؎۲

اِس تمہید کے بعد صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا۔ اَلاَمَن کُنْتُ مَولَاہُ

---

قرآن علیؑ کے ساتھ ہے ؎۱ خدا نے مجھے تمام انبیاء پر برگزیدہ فرمایا اور مجھ ہی پسند فرمایا اور میرے ابن عم کو میرے لیئے وصی منتخب کیا اور اُسنے میری بازو کو اسطرح مضبوط کیا جسطرح موسیٰ کے بازو کو اُنکے بھائی ہارون سے مضبوط کیا تھا۔ اور وہ (علی) میرے خلیفہ اور وزیر ہیں اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو نبوت علی ہی کیلئے ہوتی ؎۱ اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تمپر نازل کیا گیا ہے پہونچا دو۔ اگر تمنے ایسا نہ کیا تو تمنے اُس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہونچایا اور خدا تمکو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیگا ؎۲ آگاہ ہو جسکا میں مولیٰ اور حسب اختیار ہوں پس یہ علی بھی اُسکے لیئے مولیٰ اور صاحب اختیار ہیں ۔

فھذا علیٌ مولاہٗ۔ اسکے بعد دعا کی اللّٰھم[1] وال من والاہ وعاد من عاداہ اور جسطرح سلاطین کے یہاں ولی عہد بناتے وقت مبارکباد ادا کی جاتی ہو حاضرین نے مبارکباد کی رسم ادا کی +

سب[2] سے زیادہ بشاشت کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب نے کہا بخٍ بخٍ لکَ یا بن ابی طالب لقد اصبحتَ مولای ومولیٰ کل مومنٍ ومومنۃ

ایک خیمہ نصب تھا علی بن ابی طالب وہاں تشریف فرما تھے وہاں لوگ آتے تھے اور سلام تہنیت ادا کرتے جاتے تھے اور بحکم حضرت رسول خدا کہتے جاتے تھے۔ السلام علیکَ یا امیر المومنین +

اسوجہ سے شیعہ کہتے ہیں کہ خلیفہ رسول علی بن ابی طالب ہیں +

اور بنا بر احادیث کثیرہ اور نصوص متعددہ کے جو کہ فرمودہ رسول ہیں گیارہ جانشین اولاد رسول میں سے بعد علی کے ہیں جنکی تصریح خود رسالتمآب نے بعض احادیث میں فرمادی ہے اور وہ یہ ہیں +

حضرت امام حسنؑ امام دوم حضرت امام حسینؑ امام سوم یہ دونوں رسولخدا کے نواسے اور فاطمہ زہرا کے بیٹے اور علی بن ابی طالب کے فرزند ہیں +

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السّلام امام چہارم حضرت محمد ابن علی باقر علوم جناب امام محمد باقر امام پنجم حضرت جعفر بن محمد صادق آل محمد امام ششم دکثرت تعلیم کی جہت سے آپکی طرف یہ مذہب منسوب ہے کہ مذہب جعفری

[1] خداوندا جو علی کو دوست رکھے اسکو تو بھی دوست رکھ اور جو انہیں دشمن رکھے اسے تو بھی دشمن رکھ [2] مبارک ہو مبارک ہو اے ابن ابی طالب آپ ہر مومن و مومنہ کے سردار ہو گئے۔

کہا جاتا ہے ۔ حضرت امام موسیٰ بن جعفر ملقب بہ کاظم امام ہفتم حضرت علی ابن موسیٰ ملقب بہ رضا امام ہشتم حضرت محمد بن علی ملقب بہ جواد و تقی امام نہم ۔ حضرت علی بن محمد ملقب بہ نقی امام دہم ۔ حضرت حسن بن علی ملقب بہ عسکری امام یازدہم حضرت قائم منتظر فرزند امام حسن عسکری ملقب بہ مہدی صاحب الزمان امام دوازدہم +

یہ سب امام اعدائے دین کے ظلم سے شہید ہوئے نو اماموں کی شہادت زہر ستم سے ہوئی اور جناب علی بن ابی طالبؑ جناب حسین بن علی علیہم السّلام کی شہادت تیغ بیدریغ سے ہوئی ۔ بارہویں امام موجود ہیں خدا نے بمصلحت اُنکو پوشیدہ کر دیا ہے جب مصلحت خدا ہوگی ظہور فرمائینگے +

یہ سب امام مثل رسول کے گناہوں سے معصوم اور تمام بُرائیوں سے پاک اور بری ہیں اور جو دلیل نبی کی عصمت ثابت کرتی ہے اُسی دلیل سے امام کی عصمت ثابت ہے +

کوئی زمانہ خدا کی حجت سے خالی نہیں ہوتا خواہ وہ نبی ہو یا امام اور ظاہر ہو یا غائب +

امام کی معرفت ہر شخص پر واجب ہے حدیث میں ہے :- مَنْ[۱] مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً +

آئمہ طاہرینؑ اہل بیت طیبین کی ولایت و محبت ہر شخص پر لازم ہے

[۱] یعنی جو شخص اپنے زمانہ کے امام کی معرفت بغیر حاصل کیے ہوئے مرجائے تو وہ جاہلیت و کفر کی موت مریگا ۱۲ -

آیۂ مودت اسپر شاہد ہے اور ہر شخص کے ایمان کا جزو ہے کوئی عمل اور عبادت بغیر ولایت اہلبیت علیہم السلام قبول نہیں اور نجات آخرت بھی اسی اعتقاد پر موقوف ہے پس جو شخص اُن کی امامت کا قائل نہیں وہ ہرگز داخل جنت نہ ہوگا +

جناب رسول خدا اور یہ حضرات شفیع روز قیامت ہیں. گناہگار مومنوں کو سفارش اور شفاعت کرکے بخشوائیں گے اور بروز قیامت انھیں کی ولایت کا سوال کیا جائیگا +

دختر رسول خدا صدیقہ کبرےٰ سیدہ نساء عالمین جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا بھی شفاعت کرینگی۔ معظمہ بھی تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔ رسول اللہ انکی تعظیم کیا کرتے اور فرماتے تھے جسنے فاطمہ کو ایذا دی اُسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اُسنے خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی وہ کافر ہے۔ وہ گیارہ معصوموں کی والدہ ہیں +

بارھویں۱۲ امام کی غیبت شیعہ و سنی دونوں کی حدیثوں سے ثابت ہے سنہ ۲۵۶ ہجری میں آپکی ولادت ہوئی اُس وقت سے ابتک زندہ ہیں کچھ زمانے تک ظاہر رہے پھر خدا نے انھیں پوشیدہ کردیا مگر کچھ مخصوص آدمی حاضر خدمت ہوتے رہتے تھے بعد ازاں اُنسے بھی مخفی کردیا پہلے غیبت صغریٰ تھی پھر غیبت کبریٰ ہوگئی +

ظہور کا کوئی زمانہ معین نہیں بلکہ اسکا علم خدا کیساتھ مخصوص ہے جب خدا کی مصلحت ہوگی ظہور فرمائینگے۔ زمانہ غیبت میں آنحضرت کا فیض

اسطرح خلق تک پہونچتا ہے جس طرح زیر ابر آفتاب کا نور انھیں کی برکت سے مخلوق کو رزق ملتا ہو اور انھیں کے وجود کی بدولت زمین و آسمان قائم ہیں ظہور کی علامتیں احادیث کثیرہ میں وارد ہیں بعض علامتیں وہ بھی ہیں جو بہت قریب ظاہر ہونگی۔ جب ظہور فرمائینگے تو تمام زمین عدل و انصاف سے بھر جائیگی اور ظلم و جور بالکل اُٹھ جائے گا اور اُس زمانے کو زمانہ رجعت کہتے ہیں اگر رجعت کا تفصیلی حال لکھا جائے تو اُسکے لیے بہت بڑا دفتر درکار ہو خدا کو قادر مان کر حضرت کی طول عمر میں تعجب کرنا بالکل بے عقلی ہو اسلیئے کہ عقل کے نزدیک محال نہیں اور حدیث بجائے ایک کے سیکڑوں موجود ہیں اور ایسے آدمی بھی تاریخ سے ثابت ہیں جنکی عمریں طولانی ہوئیں اور بعضوں کا اب تک موجود ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس و حضرت خضر بلکہ شیطان کا وجود ثابت ہے لہذا انکار کرنا محض تعصب و نادانی ہو بعض اہلسنت اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آخر زمانے میں حضرتؑ کی ولادت ہوگی حالانکہ اسپر کوئی معقول دلیل اُنکے پاس نہیں ہو بعض الفاظ سے شاید اُنکو دھوکا ہوا ہو۔

اسی طرح بعض حضرات آپکو امام حسن علیہ السّلام کی اولاد میں سمجھتے ہیں اور اسمیں بھی دھوکا ہوا ہو اسلیئے کہ آپکے والد بزرگوار کا نام امام حسن عسکری ہو جسکو اُنھوں نے بظاہر حسن بن علی بن ابی طالب خیال کرلیا ہو۔

زمانہ ظہور کے حالات نہایت دلچسپ ہیں اور مومنین کی روحوں کو تازہ کرتے ہیں مگر چونکہ یہ مختصر رسالہ ہو لہذا اُسکا ذکر یہاں ترک کیا جاتا ہو۔

خلاصہ: یہی حضرات اہلبیت رسول ہیں۔ یہی عترت ہیں یہی رسول کے ذوی القربےٰ ہیں۔ یہی وہ بزرگوار ہیں جنکا نور اور رسول خدا کا نور ایک ہے۔ اور ایک نور سے سب کی خلقت ہوئی۔ یہی آیۂ تطہیر میں مراد ہیں اور یہی وارث رسول ہیں۔ یہی حدیث سفینہ میں مقصود ہیں۔ یہی ہیں جنکا حکم حکم رسول اور نہی نہی رسول اور جنکی محبت محبتِ رسول اور عداوت عداوتِ رسول اور جن کی اطاعت اطاعتِ رسول اور مخالفت مخالفتِ رسول ہے حدیث ثقلین میں بھی یہی مراد ہیں۔ لہذا ہر شخص کو لازم ہے کہ انکا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے انکی پوری پوری اطاعت کرے۔ ہر قول ہر فعل میں وہی کرے جو انکا قول وفعل ہے۔ جو انکا تابع ہو اُسکا ساتھ دے اور جو انکے خلاف ہو خواہ صحابی ہو یا تابعی اُس سے برأت کرے اور الگ رہے۔ جو لوگ انکے فضائل کا سننا گوارہ نہ کریں انکے اقوال چھوڑ کر اوروں کے اقوال پر عمل کریں انکے دشمنوں اور انپر ظلم کرنے والوں کو اپنا مقتدا جانیں اور پھر کہیں کہ ہم اہلبیت کے دوست اور مطیع ہیں انکا دعویٰ قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔

جن لوگوں کو ان حضرات کے نام تک نہ معلوم ہوں۔ اور اونکے مقابلے میں ان حضرات کا ذکر تک نہ پسند کرتے ہوں وہ کسطرح دوست سمجھے جا سکتے ہیں؟ دنیا میں سوائے شیعہ امامیہ کے کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جو اپنی نماز اپنے روزہ میں اپنے حج وعمرے میں اپنے قیام وقعود میں اپنی زندگی اور صحت و مرض میں انکے معاملات میں انکے امور دین میں انکے امور دنیا دی میں وہی کرتے ہیں

جو آل رسول کی سیرت تھی۔ اُنہیں کی حدیثوں سے تمسک کرتے ہیں اور اُنہیں کے ذریعے رسول خدا تک پہنچتے ہیں اور اُنہیں کے افعال و احادیث انکی کتابیں مملو ہیں۔ اُنکی خوشی میں خوش ہیں اُنکے غم میں غمگین۔ اِن حضرات کے ایّام ولادت کو عید قرار دیتے ہیں۔ ایّام وفات کو ایّام عزا و مصیبت سمجھتے ہیں۔ غلام اور فرمانبردار ہونے کا عمل سے ثبوت دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ خدا بھی اسی میں خوش ہے اور رسول بھی ولایت اہلبیت کو ایمان کا رُکن اعظم سمجھتے ہیں جس طرح حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ "اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ نماز۔ روزہ زکوٰۃ۔ حج۔ اور ولایتِ اہلبیت اور ولایت کے برابر کسی کی تاکید نہیں۔ مگر لوگوں نے چار چیزوں کو تو اخذ کر لیا اور ولایت کو چھوڑ دیا" اور ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ "آگاہ ہو اگر کوئی شخص قائم اللیل و صائم النہار ہو اور اپنا تمام مال صدقہ دے اور تمام عمر حج بجالائے اور ولی خدا کی ولایت کی معرفت اُسکو نہ ہو اور تولّا نہ رکھتا ہو کہ اُسکے تمام اعمال اُس ولی خدا کی ہدایت و دلالت کے مطابق ہوں تو اُسکا خدا پر کوئی حق نہ ہوگا اور نہ وہ اہل ایمان میں شمار کیا جائیگا"۔

**تتمہ**۔ اہلبیت رسول خدا سے تولّا رکھنا اور اُنکے دشمنوں سے تبرّا ہر مومن پر لازم ہے۔

**تولّا**۔ سے مراد اطاعت اور پیروی اور محبّت و ارادت ہے اور **تبرّا** سے مراد بیزاری اور نفرت اور دست کشی اور مخالفت ہے۔

خدا و رسولؐ امام کے دشمنوں پر لعنت کرنا عام طور پر یا کسی خاص دشمن پر اسکا نام لیکر سب جائز ہی۔ قرآن مجید میں خدانے خود بھی جا بجا لعنت فرمائی ہی اور لعنت کرنے والونکا مقام تعریف میں اپنے ذکر کے ساتھ ذکر بھی کیا ہی اور فرمایا ہی يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿پ۲﴾ یعنی انپر خدا بھی لعنت کرتا ہی اور لعنت کرنیوالے بھی لعنت کرتے ہیں۔

لہذا۔ ہر نو مسلم شخص پر واجب ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ خدا و رسول کا مقرر کیا ہوا خلیفہ اطاعت و پیروی کے لائق ہی یا اُمت کا بنایا ہوا۔ اور غور کرے کہ فریقین کی کتابوں میں حضرت ابوبکر کے فضائل خدا و رسول کی زبانی کس قدر اور کس حد تک ہیں اور حضرت امیر کے کس حد تک ہیں اور رسولؐ کے علمی اخلاقی کمالات و نفسانی و باطنی فضائل باعتراف علمائے اسلام کس میں پائے جاتے ہیں اور کس میں نہیں۔ اور حدیث بنی سقیفہ اور دفن رسولؐ کی حکایت دیکھکر اس بات کا اندازہ بھی ضرور ہے کہ نبی کی عظمت کس کے دلمیں زیادہ تھی اور یہیں سے روحانیت کا فیصلہ بھی واضح ہو جائیگا۔ اور اسیکے ساتھ اہل بیت رسولؐ کے مراتب و منازل پر بھی نظر ڈالے تو امید ہی کہ حق و باطل کا فرق ضرور ظاہر ہو جائیگا۔

**جناب علی بن ابی طالب کے فضائل** میں ابن عباس نے حضرت رسولخداؐ سے روایت کی ہی کہ "جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا جبتک علی مرتضیٰ کی دی ہوئی سند داخلہ انکے پاس نہ ہو۔"

نیز فرمایا: "جو علی کا دوست ہے میرا دوست ہے جو علی کا دشمن ہو میرا دشمن ہو۔"
نیز فرمایا: "اگر تمام خلق علی کی محبت پر متفق ہو جاتی تو خدا جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔"
علی کوثر کے ساقی ہیں۔ علی رسول کے علمبردار ہیں۔ علی شہر علم رسول کے دروازہ ہیں۔ علی صراط کے حاکم ہیں۔ علی قسیم جنت و نار ہیں۔ علی و نبی ایک نور سے ہیں۔ علی و نبی ایک درخت سے ہیں۔ علی نفس نبی ہیں۔

# عدل کا بیان

حقیقی اسلام نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہو کہ چونکہ خالق عالم کی ذات کا تمام برائیوں سے پاک منزہ ہونا ضروری ہو لہذا لازم ہو کہ اُسکے افعال بھی تمام عیبوں سے پاک ہوں۔ کیونکہ اگر اُسکے افعال میں کوئی عیب فرض کیا جائیگا۔ تو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ یا وہ عیب اسنے خود گوارا کر لیا ہو یا اُسکے دفع کرنے پر اُسکو قدرت نہیں ہو پہلی صورت میں اُس کی ذات صفات کمال کی جامع نہ ہوگی اور دوسری صورت میں اُسکا عاجز ہونا لازم آئیگا اسیوجہ سے شیعہ خدا کو عادل مانتے ہیں اور عدل خدا کے اعتقاد کو اصول مذہب میں داخل جانتے ہیں جسکا مطلب یہ ہو کہ کوئی نیک کام اُس سے ترک نہیں ہوتا اور کوئی برا کام وہ اختیار نہیں کرتا یعنی اُسکے افعال بھی مثل ذات کے ہر نقص و عیب سے بری ہیں اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ جو وعدہ کرتا ہے اُسے پورا کرتا ہو۔ نیکوں کو ثواب دیتا ہو گناہگاروں پر عقاب کرتا ہے یا اپنے فضل و کرم سے اگر قابل عفو ہو تو عفو کرتا ہو۔

مسئلہ عدل اگرچہ بظاہر ایک مسئلہ معلوم ہوتا ہے لیکن اُسکے ضمن میں چونکہ بہت سے اختلافی مسئلے داخل ہیں اسلیئے مسئلہ عدل عظیم الشان مسئلہ ہوگیا ہے۔

**پہلا اختلاف** حسن وقبح عقلی ہے۔ اشاعرہ المسنت کہتے ہیں کہ کسی کام اور کسی چیز میں کوئی ذاتی اچھائی برائی نہیں جھوٹ۔ سچ۔ عدل ظلم۔ وفا بیوفائی۔ نکاح۔ زنا عقل کے نزدیک سب برابر ہیں عقل کے نزدیک خدا کیلئے سجدہ کرنا اور شیطان کیلئے سجدہ کرنا یکساں ہے اور باہم کوئی فرق نہیں۔ ہاں خدا نے جسکا حکم دیا وہ اچھا سمجھا جائیگا اور جسکو منع کردیا ہے وہ برا سمجھا جائیگا۔

شیعہ کہتے ہیں کہ اشیا میں شریعت سے قطع نظر کرکے ذاتی اچھائی برائی بھی ہوتی ہے اور جو درحقیقت اچھا کام ہے اُسی کا حکم خدا کرتا ہے اور جو ذاتی طور پر برا ہے اُسیکو منع کرتا ہے کسی جگہ عقل اُس اچھائی برائی کو سمجھ لیتی ہے اور کبھی عقل کی رسائی اُس تک نہیں ہوتی مگر اتنا ضرور حکم کرتی ہے کہ اسمیں کوئی اچھائی یا برائی ضرور ہے۔

پہلی صورت کی مثال کیلئے صدق وکذب اور عدل وظلم کافی ہے۔ دیکھو دنیا میں ہر ذی عقل اور صاحب ہوش خواہ وہ پابند مذہب ہو یا نہ ہو جھوٹ کو بالذات کبھی اچھا نہ کہیگا اور سچ کو بالذات کسی حال میں برا نہ کہیگا علاوہ اسکے اگر حسن وقبح کا مدار فقط حکم شرع پر ہو تو ہم دریافت کرینگے کہ شرع کا اچھا ہونا اور اس کی مخالفت کا برا ہونا کس طرح ثابت ہوگا اگر اسکو بھی شرع ہی سے ثابت کیا جائے تو دور لازم آئیگا۔

اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے کہ خدا صدق کو حرام اور کذب کو واجب کر دے یا محال کام کی تکلیف دے یا مرجوح چیز کو ترجیح دے یا کسی جھوٹے شخص کو نبی بنا کر بھیجدے اسلئے کہ کسی چیز میں ذاتی برائی تو وہ تسلیم ہی نہیں کرتے۔

**دوسرا اختلاف۔** شیعہ قائل ہیں کہ خدا جو کام کرتا ہے اسکی کوئی غرض صحیح ضرور ہوتی ہے اور اسکا کوئی کام عبث و فضول و بیکار بغیر کسی حکمت کے نہیں ہوتا۔ اسنے زمین و آسمان۔ چاند۔ سورج۔ دریا۔ صحرا۔ چرند۔ پرند۔ نباتات حیوانات، طرح طرح کی دوائیں قسم قسم کے جواہر و سنگ، رنگ رنگ کے پھول بوٹے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ کسی نہ کسی غرض کیلئے ہے اور کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے۔ اسنے چونٹی اور مچھر کو بھی بیکار نہیں پیدا کیا اور کوئی کام بھی بغیر کسی نتیجہ اور غایت کے نہیں کیا +

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خدا کے کاموں کے لیے کوئی غرض و غایت نہیں ہوتی اگرچہ انجام میں کوئی نہ کوئی مصلحت نکل آئے ان لوگوں کے نزدیک نہ انبیاء کے بھیجنے میں خدا نے کسی غرض کو ملحوظ فرمایا ہے نہ کتابوں کے نازل کرنے میں نہ فرشتوں کے بھیجنے میں گویا خدا کے کام کو ایک سفیہ کے کام کے مثل جانتے ہیں +

**تیسرا اختلاف۔** شیعہ قائل ہیں کہ بندے جو کام کرتے ہیں وہ اپنی قدرت اور اپنے ارادے اور اختیار سے کرتے ہیں۔ اچھا کام بھی وہ خود ہی کرتے ہیں اور برا کام بھی۔ خداوند عالم کو بندوں کے افعال میں کچھ دخل نہیں البتہ بندوں میں جو قدرت و اختیار ہے وہ سب خدا کا دیا ہوا ہے بس بندہ جو کچھ کرتا ہے وہ

اُس قدرت سے خود کرتا ہے جو خدا کی دی ہوئی اُس میں موجود ہے +

اشاعرہ اہلسنت کہتے ہیں کہ بندہ جو کام کرتا ہے اُسکا فاعل مستقل وہ خود نہیں ہے بلکہ اُسکے افعال کا خالق خدا ہی ہے ایمان یا کفر۔ خیر یا شر۔ نماز روزہ ادا کرنا۔ بندوں کو فائدہ پہونچانا یا چوری اور زنا کرنا۔ بدکاری کرنا اِن میں سے کوئی فعل بندے کا نہیں ہے بلکہ خدا نے اُن میں پیدا کر دیئے ہیں اور اُسنے صادر کرا دیئے ہیں۔ بندے کے اختیار میں کچھ نہیں بلکہ وہ بالکل مجبور ہیں عہ +

اِس قول کے بموجب امر و نہی۔ نبی اور قرآن اور جملہ احکام شرع سب بیکار ٹھہرتے ہیں اور جزا و سزا اور تعریف و مذمت اور بہشت و دوزخ کا استحقاق سب باطل قرار پاتا ہے +

ذرا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آدمی کے کام دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ایسے جسطرح کوٹھے سے اُتر آنا دوسرے ایسے جسطرح کوٹھے سے نیچے گر پڑنا یا مثلاً ہاتھ کو لکھنے یا کسی کام کرنیکے وقت حرکت دینا۔ دوسرے ہاتھ میں رعشہ پیدا ہو جانا۔ پس جو شخص دونوں قسموں میں فرق نہ کرے اور جو دونوں کو یکساں سمجھے وہ دیوانہ سمجھا جائیگا اور عقلا تو یہی کہیں گے کہ پہلی قسم کے کام اختیاری ہیں اور بندہ اُنکو خود کرتا ہے اور دوسری قسم کے کام اضطراری ہیں جو بغیر اُسکے کیئے ہوئے وقوع میں آئے ہیں اور وہ خود اُنمیں مجبور ہے پھر دونوں قسم کے کاموں میں اُسکو مجبور سمجھنا بدیہیات کا انکار ہے۔ دیکھو بندہ ایک پاؤں بحالت قیام اُٹھا سکتا ہے۔ اور اگر دونوں پاؤں اُٹھا لینا

عہ اس عقیدہ سے بہت سے نتائج فاسدہ پیدا ہوتے ہیں ۱۲

چاہے تو اسمیں مجبور ہو ۔

خدا کا امر و نہی اور ثواب عقاب پہلی قسم کے کاموں سے متعلق ہو اگر بندہ اُنمیں بھی مجبور رہوتا تو خدا کیطرف سے اُنکے کرنیکا حکم ظلم ہوتا اور خدا کی شان ظلم سے بری ہے ۔

**چوتھا اختلاف** شیعہ معتقد ہیں کہ **لطف** خدا پر واجب ہے اہلسنت انکار کرتے ہیں اور لطف سے مراد وہ فعل ہو جو بندے کو اطاعت سے اور اُسکے بجالانے سے قریب کردے اور گناہ سے دور کردے یا ترک گناہ میں آسانی پیدا کردے اور واجب سے مراد یہ ہو کہ اسکا بجالانا موافق مصلحت لازم و ضروری ہو اور اسکا ترک قبیح پس خدا پر بندونکے ساتھ ایسے کام کرنا جنسے فرمانبرداری میں آسانی ہو اور جو انھیں اس باب میں فقط مدد پہونچائیں مجبور نہ کردیں واجب ہیں اسیوجہ سے اگر اُسکے شرائط موجود ہوں انبیاء کا بھیجنا اماموں کا مقرر کرنا ثواب کا وعدہ کرنا عقاب سے ڈرانا خدا پر واجب ہے مثلاً کوئی بادشاہ باغ لگانیکا حکم ایک سپاہی کو ایسی جگہ دے جہاں کنواں ہو نہ زیادہ آبادی پس بادشاہ پر لازم ہوگا کہ وہاں کنواں بنوادے اور کام کرنیوالے بھیجدے یا اسکا سامان عطا کرے جس سے باغ لگانے میں اُس سپاہی کو آسانی ہو اور آمادہ ہوجائے اگر بادشاہ ایسا نہ کرے تو اپنے مقصود کا خود بگاڑنیوالا ہوگا لیکن اشاعرہ اسکا انکار کرتے ہیں ۔ اور لطف کو خدا پر واجب نہیں جانتے ۔

**پانچواں اختلاف** شیعہ قائل ہیں کہ خدا کا اپنے بندونکو کاموں کے کرنے یا نہ کرنیکا حکم دینا لازم ہو اور وہ امر حَسَن ہو اور اسکو تکلیف کہتے ہیں اور

اُسکے ضروری ہونے پر دلیل یہ ہو کہ یہ بات بالکل ظاہر ہی کہ خدا بعض کاموں سے راضی اور بعض سے ناراض ہوتا ہی بعض باتیں اُسکو پسند اور بعض ناپسند ہیں اور جبتک وہ خود نہ فرمائے بندوں کو اُسکا علم نہیں ہو سکتا لہٰذا اپنی رضامندی اور ناراضی کا اظہار کرنا اور احکام صادر فرمانا بندونکو مکلف کرنا لازم ہوا اہلسنّت تکلیف کو قبیح جانتے ہیں اور خدا پر کسی چیز کا واجب و لازم ہونا تسلیم نہیں کرتے حالانکہ تکلیف نہ دینے میں خدا کی ذات پر قبح لازم آتا ہی اسلیئے کہ بندوں میں خدا نے شہوت اور غضب کی قوت خلق فرمائی ہی اور تمام چیزوں کی خوبی اور بدی پر پوری اطلاع اُنہیں نہیں ہے پس وہ خود اگر بُری چیز کی بُرائی اور اچھی چیز کی اچھائی نہ بتائے اور بُرائی سے بچنے اور نیکی بجا لانے کا حکم نہ دے تو وہ خود اُسکو بُرائی میں ڈالنے والا ہو جائیگا اور یہ بات عقل کے نزدیک قبیح ہی +

مگر خدا اپنے بندونکو ناممکن کام کا حکم نہیں فرماتا اور جو بات ہو نہ سکتی ہو اور محال ہو اُس کی تکلیف نہیں دیتا۔ دوسرا فرقہ اِسکے بھی جائز ہونیکا قائل ہی۔

**چھٹا اختلاف** شیعوں کا اعتقاد ہی کہ خدا کوئی ایسا کام جس میں کسیطرح کی واقعی بُرائی (عقلی قبح) ہی نہیں کرتا اور کسی واجبی اور ضروری کام کو نہیں چھوڑتا۔ دوسرا گروہ کہتا ہی کہ خدا جو چاہے کر سکتا ہی یعنی بُرا کام بھی کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ کرے وہی اچھا ہی +

اِس مقام پر اور بھی چند اختلاف بطور فہرست پیش کیئے جاتے ہیں جو غور سے ملاحظہ کرنیکے لائق ہیں +

## شیعہ اور سنی کے اختلافات مہمہ علاوہ اختلافات مذکورہ کے

| اہلسنت کا عقیدہ | اہل تشیع کا عقیدہ |
| --- | --- |
| خدا کا کلام قرآن ہو یا غیر قرآن قدیم ہے اور بعض قرآن کی جلد اور غلاف کو بھی قدیم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کلام خدا نہ امر ہے نہ نہی نہ خبر ہے نہ انشا نہ حرف ہے نہ آواز بلکہ حرفوں میں جو ادا ہوا ہے اُسکے مطلب کا نام کلام ہے جسے وہ حضرات کلام نفسی کہتے ہیں۔ | کلام خدا حروف اور الفاظ کا مجموعہ ہے کہ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے جس چیز میں چاہتا ہے خلق فرماتا ہے خدا کا کلام حادث ہے اور قرآن حروف والفاظ کے مجموعے کا نام ہے جو عالم میں موجود ہے اور جس کی ابتدا بسم اللہ سے ہے اور ختم سورۂ ناس پر ہے۔ |
| خدا کی صفتیں اس کی ذات کے مغائر ہیں جو ذات میں قائم ہوئی ہیں + | صفات خدا عین ذات الٰہی ہیں |
| خدا کا دیدار حق ہے۔ بندوں کی آنکھیں خدا کو دیکھ سکتی ہیں اور بروز قیامت مومنین اُس کی زیارت اور دیدار کا شرف حاصل کرینگے + | خدا کسی کے دیکھنے میں نہیں آسکتا اور اُسکا دیکھنا محال ہے اور جن اشیا کو کوئی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ خدا ان سب سے بالاتر اور منزہ ہے اُسکو نہ دنیا میں کوئی دیکھ سکتا ہے نہ آخرت میں۔ |
| گناہگار شخص نبی ہو سکتا ہے اور وہ سہواً گناہ بالاتفاق ہمیشہ کر سکتا ہے + | نبی اوّل عمر سے آخر عمر تک ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہوتا ہے نہ صغیرہ گناہ |

| اہلسنت کا عقیدہ | اہل تشیع کا عقیدہ |
|---|---|
| اشاعرہ کہتے ہیں کہ بعثت سے پہلے صغیرہ کبیرہ عمداً سہواً ہر قسم کا گناہ کر سکتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ علاوہ معجزات کے اور باتوں میں گنہگار ہونا مضائقہ نہیں رکھتا۔ | اُس سے صادر ہوتا ہے نہ کبیرہ۔ نہ عمداً نہ سہواً۔ نہ بعثت سے پہلے نہ بعثت کے بعد۔ |
| جناب رسالتمآب کے والد حضرت عبداللہ اور دادا عبدالمطلب کو کافر جانتے ہیں اور حضرت کے اور بھی اکثر اجداد کے کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں | حضرت کے ماں باپ اور کل آبا و اجداد مومن اور موحد تھے حضرت کی کسی پشت میں کوئی کافر نہیں ہوا۔ |
| نبی کے بعد خلیفہ کی عقلاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ | نبی کے بعد عقلاً امام اور خلیفہ کا ہونا جو حافظ شریعت ہو واجب ہے۔ اور زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی |
| نبی کے بعد خلیفہ مقرر کر لینا اُمت کا کام ہے خدا کے مقرر کئے ہوئے خلیفہ میں فساد کا اندیشہ خیال کرتے ہیں | رسول کا خلیفہ مقرر کرنا خدا کا کام ہے اور خدا پر واجب ہے کہ وہ خود رسول کا خلیفہ مقرر فرمائے اور جسکو اس منصب کے لائق سمجھے اُسکو منتخب کرے اور لازم ہے کہ وہ خلیفہ خدا اور رسول دونوں کی طرف سے منصوص ہو۔ |

| اہلسنّت کا عقیدہ | اہل تشیع کا عقیدہ |
| --- | --- |
| امام اور خلیفۂ رسول گناہگار بھی ہو سکتا ہے۔ فاسق اور ظالم ہونے سے منصب خلافت کی قابلیت نہیں جا سکتی۔ | امام اور خلیفہ اسیطرح معصوم ہونا چاہیئے جسطرح نبی معصوم ہوتا ہے فاسق اور ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ |
| اُمت میں کوئی معصوم نہیں فقط رسول خدا بعض گناہوں سے بعض اوقات میں معصوم ہیں۔ | اُمت میں چودہ۱۴ معصوم ہیں ایک رسول خدا اور بارہ۱۲ امام اور ایک رسول خدا کی صاحبزادی جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا۔ |
| خلیفۂ رسول مجتہد ہوتا ہے۔ | اجتہاد علما کا مرتبہ ہے امام اور خلیفہ کا علم خدا کا دیا ہوا اور علم لدنی ہوتا ہے اجتہاد سے انکی شان ارفع ہے۔ |
| امام اور خلیفہ اپنی رعیت سے پست مرتبہ ہو سکتا ہے اور علم و کمال اور مرتبہ و عزت میں اُمت اُس سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ | امام بالضرور ایسا ہونا چاہیئے جو کل نبی کے تمام اُمت سے تمام فضائل و کمالات میں افضل و اشرف ہو۔ |
| جو شخص کافر رہ چکا ہو وہ منصب خلافت پا سکتا ہے۔ | ایسا شخص ہرگز خلافت کے لائق نہیں ہے۔ |
| حضرت علی کے والد ابوطالب مسلمان نہ تھے۔ | حضرت ابوطالب مسلمان و مومن تھے اور رسول خدا کے حامی و ناصر تھے۔ |

ان امور کے ملاحظے کے بعد ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اسلامی فرقوں میں کونسا فرقہ از روے عقل راہ مستقیم پر ہے اور کون سی راہ اختیار کرنے کے لائق ہے۔ اس سے زیادہ بیان کی ضرورت اس مقام پر نہیں ہے جسکو ضرورت ہو کتب مبسوطہ کیطرف رجوع کرے۔

یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ توحید و نبوت اور معاد کے صحیح اعتقاد سے انسان مسلم کہا جاتا ہے اور جب اسکے ساتھ عدل و امامت کا اقرار رکھتا ہو تو اُسوقت مومن کہا جائیگا۔

اسلام کے لیئے علاوہ اعتقادات مذکورہ کے ضروریات اسلام کا اقرار بھی لازم ہے جسکا انکار باعث کفر ہوجاتا ہے منجملہ ضروریات اسلام نماز پنجگانہ کا وجوب ہے، غسل جنابت و حیض و نفاس کا وجوب ہے، نماز میت اور دفن و غسل کا وجوب ہے، زنا و لواطہ اور شراب خواری کی حرمت ہے، کلب و خنزیر کے گوشت کی حرمت ہے، ظلم کی حرمت ہے، اور قتل مومن ظلم کی حرمت ہے بیٹی۔ ماں۔ بہن۔ بھانجی۔ بھتیجی۔ خالہ۔ پھوپی کے ساتھ نکاح کی حرمت ہے عقوق والدین کی حرمت ہے، ائمہ معصومین کی محبت و تعظیم ہے۔ الی غیر ذلک۔

اسیطرح مومن ہونے کے لیئے ضروریات مذہب کا اقرار ضروری ہے جسکے انکار سے تشیع سے خروج ہوجاتا ہے منجملہ اُنکے بارہ اماموں کی امامت کا اقرار اُنکے اعلم و افضل ہونیکا اقرار۔ اُن کی اطاعت واجب ہونے کا

اقرار ہو۔ متعہ کی حلت کا اعتقاد اور متعۂ الحج کا اعتقاد ہو۔

دشمنانِ اہلبیت سے بیزاری ہو۔ قاتلان امام حسین علیہ السّلام اور جس جس نے آئمہ معصومین میں سے کسی سے جنگ کی اُس سے بیزاری ہو۔ اذان میں حیّ علی خیر العمل کہنا ہو۔ آئمہ کی عصمت کا اعتقاد ہو اور نبی و امام کے لیئے اجتہاد جائز نہ ہونے کا اعتقاد ہو۔ اس بنا پر کہ علم اُنکا خدا داد ہوتا ہے سوائے غیر ذلک +

**چند باتیں** ۔ اسلام کا عقیدہ نہ ہونے سے تعلق رکھتی ہیں اور چند باتیں ایمان کا اعتقاد نہ ہونے سے +

**اسلام** کے اصول کا اعتقاد نہونے سے انسان نجس ہو۔ دوسرے مسلمان سے اُسکا عقد صحیح نہیں تیسرے مسلمان کی میراث اُسکو نہ ملیگی۔ چوتھے مسلمان غلام وکنیز اُس کی ملک میں نہ آسکے گا۔ پانچویں اُس کا غسل وکفن۔ نماز میت واجب نہ ہوگی چھٹے اُسکے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہ ہوگا۔ ساتویں حیوان کے جسم کا کوئی جزو جو اُسکے ہاتھ میں مجہول الحال ہو میت ہوگا اور **ایمان** کے اصول کا اعتقاد نہ ہونے سے کوئی عبادت صحیح نہ ہوگی خمس و زکوٰۃ[1] و فطرہ وغیرہ کا دینا اُسکو جائز نہ ہوگا۔ سوائے غیر ذلک +

اصول دین میں تقلید نہیں ہو ہر شخص پر واجب ہے کہ دلیل کے ساتھ اصول دین کا اعتقاد حاصل کرے اور اس قدر کافی ہو کہ دل کو اطمینان حاصل

---

[1] سوائے سہم مؤلفۃ القلوب کے ۱۲

ہو جائے اور ایسی حالت بر وقت بلوغ اسمیں موجود ہونا چاہیئے تاکہ وہ مسلمان یا مومن کہا جاسکے اسلیئے کہ مومن یا مسلم ہونیمیں اعتقاد مذکور شرط ہی +

# تتمہ ارتداد کے بیان میں

اعتقادات اصول اسلام اور ضروریات اسلام کا زبان سے انکار کردینا یا دل میں اسکے خلاف اعتقاد کرلینا یا جو چیزیں شرعاً قابل احترام ہیں انکی توہین و تحقیر کرنا یہ امور باعث ارتداد ہیں یعنے ایسا کرنیوالا اسلام سے خارج ہو جاتا ہی +

مرتد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کفر کے بعد اسلام لایا تہا اور مسلمان ہوجانے کے بعد اُسنے ایسا عمل کیا تو یہ مرتد ملی ہوگا۔ اسکا حکم یہ ہی کہ توبہ کی اُس سے خواہش کیجائیگی اور اگر وہ تین دن میں توبہ کریگا تو توبہ اُس کی قبول ہوگی۔ ورنہ قتل کردیا جائے گا۔ دوسرے عقد اُسکا ٹوٹ جائیگا لیکن اگر عدت کے زمانے میں توبہ کرلیگا تو پھر وہی زوجہ بغیر عقد جدید کے اُس کی زوجہ ہوجائے گی۔ تیسرے اُسکا مال اُسکے تصرف سے نکال لیا جائیگا اور مصارف ضروری تا زندگی دیدیئے جائینگے باقی ماندہ مسلمان وارثوں کو ملجائے گا۔ اور اگر توبہ کرے گا تو اُسکا مال پھر اُسیکو دیدیا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص ہی جو اصل میں مسلمان تھا اور اپنی بدبختی سے کافر ہوگیا اُسکو مرتد فطری کہتے ہیں۔ مرتد فطری کے احکام یہ ہیں۔ جسم نجس ہو جائیگا۔ قتل اوسکا فرض ہے۔ زوجہ اُس کی اُسپر حرام ہوجائے گی اور عدۂ وفات رکھکر دوسرا

عقد کر سکے گی۔ تیسرے اُسکو امام یا نائب امام قتل کر دے گا اور اسکا مال بجرد ارتداد حق ورثہ ہو جائیگا۔ چوتھے اُسکا نکاح مسلمان عورت سے صحیح نہ ہوگا۔ پانچویں وہ اپنی صغیر اولاد کا ولی نہ رہیگا اُسکا ذبیحہ میتت ہوگا غسل و نماز اُسپر جائز نہ ہوگی۔ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن جائز نہ ہوگا۔ اگر توبہ کرے تو اُس کی توبہ قبول نہوگی لیکن انشاء اللہ اگر بصدق دل توبہ خالص کریگا تو آخرت کے لیئے ضرور قبول ہو جائیگی۔ اور دُنیا میں بھی اتنا فائدہ ہوگا کہ اگر قتل سے محفوظ رہ گیا تو جسم اُسکا پاک ہو جائیگا۔ اور زوجہ سے دوبارہ جدید عقد کر سکے گا اور مسلمانوں کے احکام اُسپر جاری ہو جائینگے لیکن مال مسترد نہ ہوگا۔ ہاں ورثہ اگر خود دیدیں تو اختیار ہے +

خداوند عالم تمام مسلمانوں کو ارتداد سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ ایمان پر ثابت قدم رکھے۔ واللہ ولی التوفیق +

maablib.org

## باسمہٖ سبحانہٗ

یہ رسالہ نہایت عمدہ اور خوشنما طریقے سے سلیس عبارت میں لکھا گیا ہے۔ عقائد حقّہ کے ساتھ مطالب مفیدہ اور مضامین سدیدہ پر مشتمل ہے اور تماماً حقیر کی نظر سے گذرا ہے مومنین کو چاہیئے کہ اسکا مطالعہ کریں اور اسکے مطالب سے مستفید ہوں۔

نجم الحسن عفی عنہ

maablib.org

1559. KAL
DELHI.

ان الدین عند اللہ الاسلام

بحمد الملک العلام در ایام برکت التیام رسالہ

نہایت نصیف عام مفید خاص و عام موسوم

حصہ دوم

# شریعۃ الاسلام

تالیف فاضل بارع مجتہد جناب مولانا المولوی السید محمد حسن صاحب

قبلہ اعلی اللہ مقامہ ابن سرکار شریعتمدار حضرت نجم العلما دام ظلہ

حسب فرمائش

جناب سید ظفر حسین صاحب ظفر نبیرہ جناب مفتی حسن صاحب اعلی اللہ مقامہ

مطبع اشاعۃ العلوم [illegible] لکھنؤ

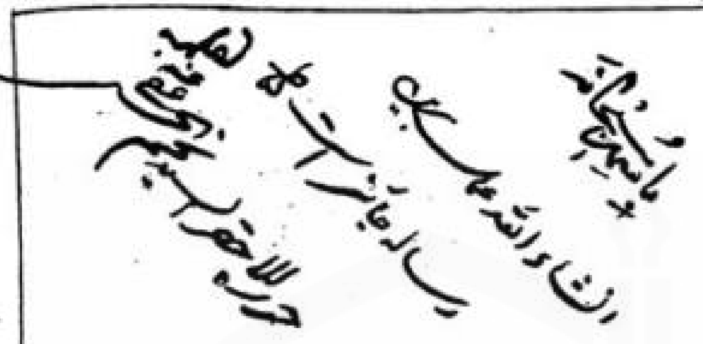

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المعبود فی الارض والسماء والصلوۃ علی محمد اشرف الانبیاء
والہ الطاہرین السادۃ العرفاء النجباء

جاننا چاہئیے کہ شرع کے احکام دو قسم کے ہیں، ایک تکلیفی دوسرے وضعی
تکلیفی احکام وہ ہیں جن میں صاحب شریعت نے بندوں سے کاموں کا بجا لانا
یا بجا نہ لانا طلب کیا ہو یا انہیں ان دو باتوں میں اختیار دیدیا ہو اور وہ احکام
پانچ ہیں، وجوب، استحباب، حرمت، کراہت، اباحت،

**وجوب** کسی فعل کی لازمی طلب کا نام ہے پس واجب وہ فعل ہو جسکا کرنا
ضروری اور نہ کرنا ممنوع ہو اور کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں عقاب ہو اور
اسکو فرض بھی کہتے ہیں،

**استحباب** وہ طلب فعل ہو جو لازمی نہ ہو پس مستحب وہ فعل ہے جسکا کرنا بہتر ہو
اور ترک ممنوع نہ ہو اور کرنے میں ثواب ہے اور ترک میں عقاب نہ ہو اور اسکو سنت
اور مندوب بھی کہتے ہیں،

**حرمت** ترک فعل کی لازمی طلب کا نام ہے، پس حرام وہ فعل ہے جسکا نہ کرنا ضروری اور کرنا ممنوع ہو اور نہ کرنے میں ثواب اور کرنے میں عقاب ہو،

**کراہت** ترک فعل کی طلب غیر لازم کا نام ہے، پس مکروہ وہ فعل ہے جسکا نہ کرنا بہتر ہو اور کرنا ممنوع نہ ہو اور اُسکے کرنے میں کوئی عقاب نہو،

**اباحت** فعل و ترک میں اختیار دینے کا نام ہے، پس مباح وہ فعل ہو جسکا کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہوں اور کسی میں ثواب و عقاب نہ ہو،

یہ پانچوں حکم مکلف یعنی بالغ عاقل سے متعلق ہوتے ہیں، نابالغ اور غیر عاقل سے انکا تعلق نہیں ہے،

**احکام وضعی** وہ ہیں جن میں صاحب شریعت کیطرف سے طلب یا تخییر تو نہو مگر وہ احکام بتائے ہوئے اُسی کے ہوں اور وہ بھی پانچ ہیں، کسی چیز کا کسی چیز کے لیئے **شرط** ہونا جسطرح نماز کی صحت کے لیئے مکان کا مباح ہونا شرط کر دیا ہے یا **سبب** ہونا جس طرح چوری کرنے یا شراب پینے یا زنا کرنے کو حد شرعی جاری کرنے کا سبب قرار دیا ہے یا **مانع** ہونا جسطرح سفر یا بیماری کو وجوب صوم کا مانع قرار دیا ہے یا جسطرح کفر کو عبادات کی صحت کا مانع قرار دیا ہے، **صحت**[۱] **بطلان**[۲]

یہ احکام غیر مکلف پر بھی جاری ہوتے ہیں مثلاً کسی غیر کا مال تلف کر دینا اسبات کا سبب قرار دیا گیا ہے کہ اُسکا عوض دینا ذمہ پر عائد ہو جائے پس اگر یہ فعل نابالغ سے صادر ہو تو وہ بھی عوض کا ذمہ دار ہو جائیگا،

---

[۱] جو حکم کے موافق عمل کرنے کا نتیجہ ہے ۱۲ [۲] جو حکم کے خلاف کسی عمل کے بجا لانیکا نتیجہ ہے ۱۲

البتہ جب تک نابالغ ہی اُس عوض کا ادا کرنا اُسپر واجب نہوگا اس لیئے کہ وجوب ادا حکم تکلیفی ہے پس اُسکا تعلق یا ولی سے ہوگا یا جب یہ بچہ بالغ و عاقل ہوجائے اُسوقت ادا کرنا خود اُسپر واجب ہوجائیگا اسی طرح اگر کوئی بچہ پیشاب کرے تو وہ محدث و بے وضو سمجھا جائیگا اسلیئے کہ پیشاب کرنا بے وضو ہوجانے کا سبب ہے لیکن جب تک نابالغ ہے وضو کرنا اُسپر واجب نہوگا بلکہ وضو اور نماز اُسکی تمرینی ہے پس بالغ ہونے کے بعد اگرچہ کوئی جدید حدث نہ واقع ہو جب بھی اسی پہلے حدث کے سبب سے وضو واجب ہوجائے گا بشرطیکہ کسی ایسے کام کا وقت آجائے جسکے لیئے وضو کرنا واجب ہوتا ہے،

## بلوغ کا بیان

بلوغ سے مراد مرد اور عورت کا توالد و تناسل کی قابلیت کی حد تک پہونچ جانا ہے لیکن دونوں کے بلوغ کی علامتوں میں فرق ہے،

مرد کے بلوغ کی تین علامتیں ہیں، پندرہ برس پورے ہوجانا زیر ناف سخت بالوں کا اُگنا، احتلام یعنی سوتے یا جاگتے میں منی کا نکلنا،

**عورت** کے بلوغ کی پہچان نو برس کا سن پورا ہوجانا خون حیض کا آنا ہے

**فائدہ** چونکہ ہر واقعہ سے خدائے قادر علیم کا کوئی نہ کوئی حکم ضرور متعلق ہے اور بندوں کو ہر فعل میں یا خدا کی رضامندی حاصل ہوتی ہے یا ناراضی لیکن بندوں کے لیئے مقصود اصلی اپنے معبود کی رضامندی کا حاصل کرنا ہے اور خالق عالم نے اپنی عبادت واطاعت ہی کے لیئے پیدا بھی کیا ہے،

اور خدا کے جتنے احکام ہیں وہ سب بندوں ہی کے فائدے کیلئے ہیں اور انہیں کی نفع رسانی ان احکام کے جاری کرنے سے مقصود ہے،

اور بندے خود اتنی قابلیت نہیں رکھتے کہ اپنی عقل سے ہر مقام میں پہچان لیں کہ فلاں کام خدا کی رضامندی کا سبب ہے اور فلاں کام بالخصوص موجب ناراضی ہے اسلئے بمقتضائے حکمت خدا کی ذات پر واجب ہوا کہ وہ بندوں تک اپنے احکام پہونچائے اور انہیں بتادے کہ فلاں کام میں میری رضا ہے اور فلاں کام میں میری ناراضی ہے، جس میں رضامندی ہو اسکی بجاآوری کا حکم دے اور جس میں ناراضی ہو اسکو منع کردے اور اسی کا نام اصطلاح میں **تکلیف** ہے، اور جس سے یہ حکم متعلق ہو اسکو **مکلف** کہتے ہیں،

احکام تکلیفیہ متعلق ہونے میں مکلف کے لئے بالغ ہونا شرط ہے نابالغ اور دیوانہ مکلف نہیں ہوتا، اسیطرح قادر ہونا بھی شرط ہے جس چیز پر قدرت نہو اسکی تکلیف نہیں ہوتی تکلیف بندوں کے حق میں خداوند عالم کا بے انتہا لطف ہے جسکے ذریعے سے دائمی راحت و آسائش کی جگہ یعنی بہشت میں عیش و عشرت کا ملنا اور ابدی عقاب کے مقام یعنی جہنم سے بچنا آسان ہوجاتا ہے

شریعت کی غرض نفس انسانی کی تکمیل ہے اور تکمیل نفس کا بڑا ذریعہ عبادت ہے اور اسی عبادت کیلئے جن و انس پیدا کئے گئے ہیں اور عبادت چونکہ خدا کی دربار داری ہے اسکے قواعد و ضوابط اور آداب و شرائط پر اطلاع حاصل کرنا ضروری ہے اور چونکہ دربار عالم الغیب کا ہے لہذا ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی شائستگی و پاکیزگی ضروری ہے

جو چیزیں اُسکے منافی ہیں اُنسے بچنا لازم ہے اسلیئے شریعت نے عبادات کے احکام بھی مفصل بیان کردیے اور باہمی معاملات کے بھی جیسا کے احکام بھی اور ترکے کے بھی کھانے پینے کے احکام بھی اور تجارت و زراعت کے بھی، نکاح و طلاق کے احکام بھی اور جرم تاوان کے بھی، اور سب کا حاصل یہ ہو کہ دنیا میں قانون امن و امان جاری ہو جان و مال محفوظ رہے نسب بھی حفاظت میں رہے ظلم و ستم برطرف ہو اکل و حلال کھانے سے آدمی کے بے جبر ہو سچائی کا پابند رہے اور اکل حلال و صدق مقال کے ساتھ اپنے معبود کی عبادت بجالائے لہذا کل مسائل چار قسموں میں منقسم ہوگئے عبادات، عقود، ایقاعات، احکام،

تنبیہ شرع کے احکام کا جاننا ہر شخص پر واجب ہے اور بلوغ کے بعد پہلا کام درستی عقائد کے ساتھ ان احکام کی واقفیت ہے تاکہ جو اعمال بمجرد بلوغ واجب ہوتے ہیں وہ صحیح طور پر ادا ہو سکیں اور یہ امر خالی از زحمت نہیں لیکن کسقدر عظیم احسان خدا کا ہے کہ بلوغ سے پہلے اُس نے اپنے بندوں کو ایک وسیع زمانہ مرحمت فرمادیا ہے جو بالکل آزادی کا زمانہ ہے اور جس میں اچھی طرح ضروری احکام معلوم کرسکتے ہیں اُنھیں پورا موقع دیدیا ہے کہ اتنے عرصہ میں شائستگی حاصل کرلیں، دربار الٰہی کے قواعد و قوانین دربار رسی کے شرائط

---

سلہ باب عبادات میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، خمس، حج، جہاد سے بحث کی جاتی ہے اور عبادت وہ ہے جس میں تقرب کی نیت شرط ہے اور باب عقود میں بیع، رہن، اجارہ، وقف، وصیت، نکاح وغیرہ داخل ہیں اور عقود وہ ہیں جو دو شخصوں میں واقع ہوں اور دونوں طرف سے صیغہ کی ضرورت ہو اور ایقاعات میں طلاق، ظہار، عتق وغیرہ کا ذکر ہے جنمیں ایک طرف کا صیغہ کافی ہو اور احکام میں میراث، تعزیرات، حدود وغیرہ مذکور ہیں جن میں صیغہ کی ضرورت نہیں

وضوابط اچھی طرح سیکھ لیں تاکہ جب حاضر باشی کا فرمان واجب الاذعان آجائے قواعد دانی کے ساتھ بے تأمل وتاخیر اس فرض کو ادا کر سکیں بہمیو قع غلطی وفروگذاشت میں مبتلا نہوں نا واقفیت کے عذر کا موقع نہ رہے ۔

افسوس ہے کہ لوگ ایسے اوقعت وقت کو کھیل کود کا زمانہ سمجھ کر ضائع کر دیتے ہیں اور جہالت کا عیب دفع کرنے میں توجہ نہیں کرتے حالانکہ بعد بلوغ جاہل مسئلہ ہونے کا عذر قابل سماعت نہوگا اور نا واقفیت میں جو اعمال بیقاعدہ ہونگے باطل قرار پائینگے اور انکا مواخذہ ذمہ پر رہجائیگا ۔

شاہی دربار کی رسائی کے لئے کیسی کیسی کوششیں کیجاتی ہیں پھر بھی ہزار دو ہزار میں دو ایک کو مشکل یہ شرف ہاتھ آتا ہے جو انکی پشتوں کے لیے مایۂ فخر ہوجاتا ہو لیکن یہ کتنی بڑی رحمت اور نعمت خدا کی ہے کہ اسنے تمام بندوں کو اپنے دربار کی حاضری کا موقع دیدیا ہو اور خود انہیں عبادت کا حکم دیکر اپنے دربار میں طلب کیا انکی ایسی عزت افزائی اور قدر دانی فرمائی کہ کوئی آقا اپنے غلاموں کی اتنی قدر ومنزلت نہیں کر سکتا ، کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ بندے اسکی قدر نہ جانیں اور اسکو اپنا فخر نہ سمجھیں بلکہ حاضری سے جان چرائیں

## اجتہاد اور تقلید کا بیان

جب یہ واضح ہوا کہ شرع کے احکام پر عمل کرنا ہر مکلف پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور عمل کرنے کے لیے طریقۂ عمل کا جاننا اور اسکے قواعد معلوم کرنا بھی ضروری اور یہ بات واضح ہے کہ ہر قوم میں بکثرت تر ایسے ہی لوگ ہوتے

ہیں جو مختلف کاروبار اور مختلف پیشوں میں اور معاش کے کاموں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور مذہبی علما کی طرح باقاعدہ شرع کے احکام معلوم نہیں کر سکتے اور دوسرے افراد کم ہیں جنھوں نے اپنا فرض یہی سمجھا ہے کہ اسکے احکام کی تحقیق کرتے رہیں اور خدا کے بندوں کی ہدایت میں مصروف رہیں لہذا شارع علیہ السلام کی جانب سے دوسری قسم کے حضرات کو علم دین کی اشاعت اور خلق کی ہدایت کا منصب عطا ہوا تاکہ وہ خالص نیت سے شرع کے احکام قرآن و حدیث سے معلوم کریں اور اسکے موافق خود بھی عامل ہوں اور دوسروں کو بھی اسپر عمل کی ہدایت کریں اور قسم اول کے حضرات پر فرض ہوا کہ اپنے مذہبی علماء سے اپنے دین کے احکام معلوم کر لیں؛ اور انکی ہدایت کے موافق عمل کرتے رہیں اور ذاتی رائے سے قطعی اجتناب رکھیں اسی وجہ سے جب تک دو باتوں میں کوئی ایک بات نہ ہوگی کوئی عمل صحیح نہ ہوگا اول

**اجتہاد** دوسرے **تقلید** شرع کے فرعی احکام کو تفصیلی دلیلوں سے جاننے کا نام اجتہاد ہے اور مجتہد کے بتائے ہوئے احکام کو بے دلیل جاننا اور بغرض عمل معلوم کرنا تقلید ہے جسکو رتبۂ اجتہاد حاصل ہو اُسے تقلید کرنا حرام ہے اور جو خود مجتہد نہ ہو اسپر مجتہد کی تقلید واجب ہے، اعتقادات اور اصول دین میں تقلید جائز نہیں ایسی ہی تقلید کی مذمت جابجا قرآن مجید میں وارد ہے،

جو مسائل ضروریات دین میں محسوب ہیں جیسے نماز روزے کا واجب ہونا ظہر کی نماز چار رکعت ہونا اور وہ مسائل جو اجماعی ہیں اور وہ مسائل جن کا حکم

یقینی طور پر معلوم ہو جائے اور یقین حاصل ہونیکا طریقہ مثل طریقہ علما ہو یہ سب اجتہاد و تقلید سے مستغنی ہیں،

**اور جو** شخص احتیاط کا طریقہ جانتا ہے تو جن مسائل میں احتیاط ہو سکتی ہو اور اسکے موافق عمل کرنا کسی دوسری جہت سے مخالف احتیاط نہ ہو جائے وہ بھی مستغنی ہے اُسے تقلید کی ضرورت نہیں احتیاط پر عمل کر سکتا ہو

**اجتہاد** کے حاصل اور معتبر ہونے کے لیے چند باتیں ضروری ہیں، بالغ ہونا عاقل ہونا عادل ہونا مومن ہونا علم صرف و نحو، علم منطق علم رجال، علم تفسیر و حدیث علم اصول فقہ علم لغات میں بقدر ضرورت ماہر ہونا علما کے اقوال سے باخبر ہونا اور اُسکے ساتھ قوت قدسیہ کا حاصل ہو جانا جس سے استنباط مسائل کا سلیقہ درست ہو جاوے اور ملکہ پیدا ہو جائے

**یہ** بھی شرط کی گئی ہے کہ آزاد ہو غلام نہو، مرد ہو عورت نہو اور وہ ایسا ضعیف الدماغ نہو کہ سہو نسیان نے اُس پر غلبہ کر لیا ہو، نیز وہ دنیا دار نہو کہ دل اُسکا دنیاوی کاموں کی فکر میں لگا رہتا ہو بلکہ چاہئیے کہ پرہیزگار ہو،

**اعلم** کی تقلید بمقابلہ غیر اعلم کے مقدم ہو اور اعلم وہ ہو کہ احکام شرع کے سلوک کرنے میں اُسکی استنباطی قوت اوروں سے زیادہ ہو، ہاں اگر مساوی حالت کے دو مجتہد ہوں تو اختیار ہو جسکی چاہے تقلید کرے اور یہ بھی جائز ہو کہ چند مسئلوں میں ایک مجتہد کی تقلید کرے اور دوسرے مسائل میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرے اور احوط یہ ہے کہ جسکا تقوی زیادہ ہو اُسکی تقلید کرے،

**تقلید** کا تعلق احکام و مسائل سے ہے موضوعات کے جانتے ہیں تقلید نہیں

ہے اور موضوع وہ چیز ہے جس سے حکم کا تعلق ہو مثلاً خرگوش کے گوشت کے حکم میں تقلید کیجائیگی کہ حلال ہے یا حرام، مگر جب حکم معلوم ہو جائے کہ مجتہد نے اسکو حرام بتایا ہے تو خرگوش کی شناخت میں مجتہد سے دریافت نہ کیا جائیگا کہ یہ جانور خرگوش ہے یا کوئی اور چیز ہے بلکہ اگر اسمیں کچھ شک اور اشتباہ ہو تو اہل عرف اور واقفکار لوگوں کی طرف رجوع کیجائیگی، ہاں اگر موضوع بھی شرعی ہوگا مثل نماز کے تو ضرور مجتہد سے دریافت کیا جائے گا۔

تقلید کے لئے فقط دل میں قصد کر لینا کہ میں فلاں مجتہد کی تقلید کرتا ہوں کافی نہیں اور نہ زبان سے اسکا ظاہر کرنا یا اسکے پیچھے نماز پڑھ لینا کافی ہے بلکہ جب عمل کرنے کے ارادے سے مجتہد کے مسائل کو یاد کریگا یا اسکی کتاب بہ نیت سے لیگا اور عمل بھی اسکے موافق کریگا اُسوقت تقلید صادق آئے گی اگرچہ عمل کی شرط میں تامل ہے،

**جس** شخص کو قوت اجتہاد حاصل ہوگئی ہو لیکن تمام مسائل میں اجتہاد کرنیکا اسے موقع نہ ملا ہو اسے جائز ہے کہ جن مسائل میں اجتہاد کر لیا ہے انمیں اپنے اجتہاد پر عمل کرے اور جنمیں اجتہاد کی نوبت نہیں آئی انمیں تقلید کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ عمل باحتیاط کرے،

## تقلید کے چند مسائل

تمام عبادات و معاملات کے بجالانے کے لئے ہر شخص پر واجب ہے کہ حکم کو یا اجتہاد سے جانتا ہو یا تقلید سے یا احتیاط سے،

**مسئلہ** کسی مسئلہ میں ایک مجتہد کی تقلید کرکے دوسرے مجتہد کیطرف رجوع جائز نہیں البتہ اعلم کی طرف جائز ہے بلکہ واجب بشرط امکان

**مسئلہ** جس مجتہد کی تقلید ہے اگر وہ مرجائے تو مجتہد حی کی اجازت سے مجتہد سابق کی تقلید باقی رکھ سکتا ہے اور ابتدائً میت کی تقلید جائز نہیں،

**مسئلہ** جو شخص مسئلہ نہ جانتا ہو اور معلوم کرنے کا موقع پاکر معلوم نہ کرتا ہو اور اس سے غافل بھی نہو تو اسکا عمل باطل ہوگا اگرچہ واقع کے موافق و مطابق بھی ہو جائے البتہ اگر معلوم کرنیکا موقع نہو یا عمل کے وقت اس خیال سے غافل ہوگیا ہو اور بقصد قربت عمل کرلیا ہو تو احوط یہ ہے کہ جس مجتہد کی تقلید وقت عمل سے لازم تھی اس سے مطابق کرے،

**مسئلہ** جسطرح واجب و حرام میں تقلید لازم ہے اسیطرح مستحب مکروہ میں بھی علی الاحوط لازم ہے،

**مسئلہ** اگر اعلم کا فتویٰ نہ ملے تو جن علماء تک رسائی ممکن ہے انمیں جو اعلم ہو اسکے فتویٰ پر عمل لازم ہے اور اگر احتیاط ممکن ہو تو عمل باحتیاط ہو سکتا ہے،

**جواز تقلید کی دلیل** حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے

اما من کان من الفقہاء صائنا لنفسہ حافظا لدینہ مخالفا علی ہواہ مطیعا لامر مولاہ فللعوام ان یقلدوہ یعنی فقہا میں جو شخص ایسا ہو کہ اپنے نفس کا نگہدار اپنے دین کا محافظ ہو اور اپنی خواہش نفس کی مخالفت کرنے والا اور اپنے خدا کی اطاعت کرنے والا ہو عوام پر لازم ہے کہ اسکی تقلید کریں اور ایسے ہی علماء کے بابمیں حضرت حجت صاحب الزمان

علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے فانہم حجتی علیکم وانا حجۃ اللہ علیہم یعنی یہ لوگ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں ان پر خدا کی حجت ہوں

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ مجتہد جامع الشرائط کی تقلید درحقیقت حکم امام کی بجاآوری اور امام کی اطاعت ہے،

**بعض ناواقفوں کی غلطی جو اجتہاد و تقلید کو پیری مریدی سمجھتے ہیں** تقلید کا حکم امام نے دیا ہے مرید ہونے کا حکم کسی امام یا نبی نے نہیں دیا، مجتہد عالم ہوتا ہے پیر کا عالم ہونا شرط نہیں مجتہد قرآن و حدیث سے احکام بتاتا ہے پیر باطنی اسرار کا دعوی کرتا ہے، مجتہد کو نبی اور امام کے علم کا وارث سمجھا جاتا ہے، پیر کو لوگ مرتبۂ ولایت پر فائز جانتے ہیں، مجتہد کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی جاتی پیر کے ساتھ بیعت کرتے ہیں مجتہد میں عدالت شرط ہے کہ واجبات کی بجاآوری اور محرمات سے اجتناب کا اسکو ملکہ ہو پیر سے شرع کے احکام کی پابندی ساقط سمجھی جاتی ہے، خلاصہ یہ کہ کہاں پیری مریدی اور کہاں اجتہاد و تقلید دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے

**علماء و مجتہدین کا مرتبہ** جن حضرات کی تقلید کا امام نے عوام کو حکم دیا ہے وہ علمائے اسلام ہیں، انکی تعظیم اور انکا احترام درحقیقت امام کے حکم کا احترام ہے اس مقام پر علم اور طالب العلم اور عالم دین کی فضیلت میں جامع الاخبار وغیرہ سے چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں جنہیں غور سے پڑھنا چاہیئے،

ایک عالم ستر عابد سے بہتر ہے، مجتہدین دین کے مضبوط قلعے ہیں، علم دین کی

مجلس میں ایک گھڑی بیٹھنا ہزار شہیدوں کے جنازے کی شرکت سے اور بارہ ہزار مرتبہ پورا قرآن پڑھنے سے بہتر ہے، طالب علم کو خدا اور ملائکہ دوست رکھتے ہیں اور علم کو وہی دوست رکھیگا جو نیکبخت ہوا، جو شخص سات دن عالم کی خدمت کرے تو ایسا ہے کہ اُسنے سات ہزار برس خدا کی عبادت کی جس طالب العلم کی تعظیم کی تو گویا اُسنے ستر ہزار انبیا کا اعزاز کیا، جسنے عالم یا طالب العلم کی اعانت کی اگرچہ وہ اعانت ایک ٹوٹے ہوئے قلم یا ایک کاغذ کی ہو تو گویا اُسنے خانہ کعبہ کو ستر مرتبہ تعمیر کیا، جسنے طالبان علم دین کے لیئے ایک درہم خرچ کیا تو گویا اُسنے راہ خدا میں سونے کا پہاڑ دیدیا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ جسنے طالب العلم کو حقیر جانا اُسنے مجھے حقیر جانا اور جسنے مجھے حقیر جانا اُسکے لیئے جہنم ہے، نیز فرمایا کہ میری اُمت کے علماء مثل بنی اسرائیل کے انبیا کے ہیں، دوسری حدیث میں فرمایا کہ پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ سے خطاب کیا کہ علماء کی تعظیم کرو اور انکی فضیلت کو پہچانو اسلیئے کہ میں نے سوائے انبیاء اور مرسلین کے اپنی تمام خلق پر انھیں ایسی فضیلت دی ہے جیسی آفتاب کو ستاروں پر ہے

## نماز کا بیان

باب العبادات میں سب سے مقدم اور اشرف و افضل چونکہ نماز ہے اسلیئے اول نماز کا ذکر کیا جاتا ہے اور اسکا طریقہ اور اُسکے شرائط و مقدمات بیان کیے جاتے ہیں،

**نماز کی فضیلت** احادیث میں وارد ہے کہ نماز مومن کے لیے معراج ہے
نماز دین کا ستون ہے یعنی اگر نماز نہو تو دین کی عمارت منہدم ہوجائے، سب سے
پہلے بروز قیامت نماز کا سوال ہوگا اور سب سے پہلے آدمی کے جس عمل پر نظر کیجائیگی
وہ نماز ہے، اگر نماز قبول ہوئی تو اور اعمال بھی قبول ہوجائینگے اور اگر نماز نہ قبول
ہوئی تو کچھ قبول نہوگا فرمایا کہ جو نماز کو ہلکا اور کم قدر جانے وہ ہم میں سے نہیں ہے
اور نہ اُسے ہماری شفاعت نصیب ہوگی،

واضح ہو کہ نماز کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے، جو مسلمان نماز کے وجوب کا انکار
کرے یا نماز کی توہین کرے اسے ذلیل وحقیر سمجھے یا اسے شرعی عبادت نہ
سمجھے وہ مرتد اور کافر ہوجاتا ہے اور جو شخص نماز کو واجب توجانے لیکن پڑھتا
نہو تو وہ فاسق ہے اور بعض روایات میں اُسکو بھی کافر فرمایا ہے جو بطور مجاز ہو
ایسے مسلمان کو حاکم شرع سزا دیگا اگر اُسپر بھی نہ پڑھے تو دوبارہ سزا دیگا اور
چوتھی مرتبہ میں اُسے قتل کردیگا،

**نماز کی عقلی خوبی** نماز اوقات کی پابندی سکھاتی ہو اعضا میں چستی اور
چالاکی پیدا کرتی ہے جسمانی عمدہ ریاضت ہے جن اوقات میں سونا عقلا
مضر ہے وہاں بیداری کی تعلیم دیتی ہے برائیاں دور کرتی ہے بدافعالی سے
روکتی ہے لباس وبدن کو کثافت سے بچاتی ہے نیک صفتیں پیدا
کردیتی ہے اطاعت وفرمانبرداری کا سبق دیتی ہے دل میں معبود کی
وقعت بڑھاتی ہے،

## فروعِ دین کیلئے دلیل عقلی طلب کرنا بے عقلی ہے

اس زمانے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز روزہ، حج، زکوٰۃ ہر چیز کیلئے عقلی دلیل طلب کیا کرتے ہیں اور جبتک ایسی دلیل نہ بتائی جائے اس عمل کو تسلیم نہیں کرتے اگرچہ بحمدہ تعالیٰ اسلام کا ہر حکم حکمت و مصلحت کا پہلو لیے ہوئے ہے اور اس میں عقلی فوائد ضرور موجود ہیں لیکن یہ طریقہ بالکل کجی کا ہے عقل بتارہی ہے کہ کسی مذہب کی جانچ اگر منظور ہو تو اسکے اصول کی جانچ کیجائے اور جب عقل کے ذریعہ سے مذہبی اصول مان لیے جائیں تو اسکے فروع و احکام میں چون و چرا کا موقع نہیں ہے اگر اسلام میں کچھ کلام ہو تو اعتقاد توحید و نبوت و معاد کی جانچ کر لیجئے اور جب مثلاً ثابت ہو جائے کہ نبوت کا اعتقاد حق ہے اور کسی شخص کو نبی برحق تسلیم کر لیا جائے تو پھر اسکے بعد اُس نے جو حکم دیا ہو جو کچھ ارشاد فرمایا ہو بے قیل و قال ماننا چاہیئے البتہ اس بات کی تحقیق ضرور مناسب بلکہ لازم ہے کہ اس نبی نے ایسا حکم دیا ہے یا نہیں پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نبی برحق ہیں اور ثابت ہو گیا کہ انھوں نے مثلاً نماز کا حکم دیا ہے اور فلاں نماز میں اتنی رکعتیں اور فلاں میں اتنی رکعتیں ارشاد کی ہیں تو ہمیں دریافت کرنے یا اعتراض کرنیکا ہرگز موقع نہیں ہے کہ ظہر کیلئے حضرت نے چار رکعتیں کیوں قرار دیں اور مغرب کیلئے تین اور صبح کیلئے دو کیوں قرار دیں حضرت جو کچھ حکم دیں انکی نبوت کے ماننے والوں کو اسکا ماننا لازم ہوگا اور شک و شبہ کرنا بالکل بے عقلی قرار پائیگا اسکی مثال یہ ہے کہ ہمارے سامنے اگر کوئی دنیاوی ملکی قانون بیان کیا جائے تو ہمیں یہ معلوم کرنا بے موقع نہ ہوگا کہ بادشاہ نے ایسا حکم دیا ہے یا نہیں اور یہ قانون

اُسکا جاری کیا ہوا ہو یا نہیں، مگر جب معلوم ہو جائیگا کہ یہ بادشاہی حکم ہے تو پھر یہ کہنا بالکل بےموقع ہے کہ بادشاہ نے یہ حکم کیوں دیا حالانکہ بادشاہ معصوم نہیں اور نبی معصوم ہوتا ہے، وہاں غلطی کا امکان ہے یہاں غلطی سے اطمینان ہے،

## واجب و سنت نمازوں کا بیان

واجب نمازیں نماز یومیہ، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز آیات، نماز طواف، نماز میت، نماز نذر و یمین وغیرہ ہیں، سنتی نمازیں کثیر ہیں جن میں نوافل یومیہ سب سے افضل ہیں،

**یومیہ** واجب نمازیں پانچ ہیں جنکی کل سترہ رکعتیں ہیں اور تفصیل یہ ہے نماز صبح دو رکعت، نماز ظہر چار رکعت، نماز عصر چار رکعت، نماز مغرب تین رکعت نماز عشا چار رکعت،

**نوافل یومیہ** روزانہ سنتی نمازیں اٹھارہ ہیں جنکی چونتیس رکعتیں ہیں، نافلہ صبح ایک نماز دو رکعت، نافلہ ظہر و عصر چار چار نمازیں آٹھ آٹھ رکعت نافلہ مغرب دو نمازیں چار رکعت، نافلہ عشا ایک نماز کھڑے ہو کر ایک رکعت یا بیٹھ کر دو رکعت، نافلہ تہجد نماز شب چار نمازیں آٹھ رکعت، نماز شفع ایک نماز دو رکعت نماز وتر ایک نماز جو ایک ہی رکعت ہے،

نماز کے بیان سے قبل طہارت و اوقات نماز اور استقبال قبلہ اور نماز گزار کے لباس و مکان کا بیان ضروری ہے

**طہارت کا بیان** طہارت کی دو قسمیں ہیں ایک **حدثی** دوسرے **خبثی** حدثی جیسے طہارت میں نیت تقرب کی ضرورت

نہیں اُسکو طہارت خبثی کہتے ہیں جیسے کسی نجس چیز کا پاک کرنا،
اور جب طہارت میں تقرب خدا کی نیت ضروری ہو اُسکو طہارت حدثی کہتے ہیں
اور حقیقی طہارت یہی ہو اور اسکی تین قسمیں ہیں: اوّل وضو دوسرے غسل تیسرے
تیمم جنکا تفصیلی بیان آئیگا،

**طہارت** خبثی میں نجاسات اور انکی پاک کرنے والی چیزیں اور پاک کرنے کا
طریقہ جو شرع میں معتبر ہے بیان کیا جاتا ہے،

**تنبیہ** طہارت و نجاست کوئی عقلی حکم نہیں ہو اور نہ کوئی چیز بالذات
نجس ہے نہ طہارت ذاتی صفت ہے بلکہ یہ شرعی بات ہے شارع نے جسکو
نجس بتادیا وہ نجس ہے اور ہمیں لازم ہے کہ اُسے نجس جانیں اور اجتناب
کریں اور جسے پاک بتادیا اُسکو پاک جاننا ہمارا فرض ہے خداوند عالم کی رحمت
ہے کہ اُسنے دنیا کی ہزاروں لاکھوں چیزوں میں چند چیزیں تو نجس قرار دیں اور
باقی تمام اشیا کو پاک و طاہر قرار دیا تاکہ اُسکے بندوں کو زحمت نہو اور شارع نے
مفید عام قاعدہ یہ ارشاد فرمایا کہ کل شیء طاہر حتی تعلم انہ قذر یعنی ہر چیز
پاک ہو جبتک یقین اس بات کا نہو جائے کہ یہ چیز نجس ہو،

## نجاسات کا بیان

نجاسات دس ہیں اوّل و دوم بول و براز اُس حیوان کا جسکا خون جہندہ اور
گوشت حرام ہو عام اس سے کہ اُسکے گوشت کی حرمت اصلی ہو یا کسی دوسرے
سبب سے اُسکا گوشت حرام ہو گیا ہو جس طرح کسی نجاست خوار جانور کی غذا محض

فضلہ ہوجائے یا اُنسے ان خوک کا استقدر ہ و دھ پیا ہوگہ جسم سے ہڈی یں
مضبوطی پیدا ہوگئی ہو یا کسی انسان نے اس حیوان کے ساتھ وطی کی ہو کہ ان
وجوہ سے حلال جانور حرام ہوجاتے ہیں، اور جن حیوانات کا خون جندہ نہ
مثل مچھر اور مکھی وغیرہ کے تو انکا بول و براز پاک ہے تیسرے خون جندہ
رکھنے والے حیوان کی منی خواہ حیوان حلال گوشت ہو یا حرام گوشت. انسان
ہو یا غیر انسان،

چوتھے خون جندہ رکھنے والے ہر حیوان کا خون خواہ حلال گوشت کا ہو یا حرام گوشت کا
مقدار میں کم ہو یا زیادہ مگر ذبیحہ کے جسم میں معمولی مقدار نکلنے کے بعد جو خون رہجاتا
ہے خواہ قلب میں یا کبد میں یا رگوں میں یا گوشت میں یا دیگر اعضا میں وہ
پاک ہے لیکن کھانا اسکا حرام ہے مگر جسقدر کہ گوشت کا جزو شمار کیا جائے۔ اور جو خون
ذبح یا نحر میں نکلتا ہے یا گردن پر بعد ذبح رہ جاتا ہے وہ نجس ہے

پانچویں خون جندہ رکھنے والے ہر حیوان کا مردہ اور اسی طرح وہ اجزا جو زندگی
میں اسکے جسم سے جدا ہوجائیں، مگر جن اجزا میں جان نہیں ہوتی وہ مرنے
یا زندگی میں جسم سے جدا ہونے سے نجس نہیں ہوتے مثل بال، ناخن، دانت
ہڈی سینگ اور کھر کے اور اسی طرح جاندار چھوٹے چھوٹے اجزا بھی اگر زندگی میں
جدا ہوجائیں تو نجس نہیں ہوتے جیسے کہ مرده یا وہ کھال جو ہونٹوں پر سے یا خارش
میں جدا ہوجاتی ہے،

چھٹے اور ساتویں کتا اور سور جنگلی ورنہ دونوں کے وہ اجزا بھی نجس ہیں جنمیں جان

نہیں ہو، دریائی سگ و خوک نجس نہیں ہیں،

آٹھویں کافر یعنی جو عقائد اسلام کا منکر ہو خواہ کافر اصلی ہو یا مرتد ہو یعنی جو بعد اسلام کے کافر ہو گیا ہو اور انکے بے جان اجزا بھی جنمیں جان نہیں ہوتی نجس ہیں، اور چھوٹے بچے کفار کے بھی اسی حکم میں داخل ہیں،

نویں شراب اور ہر نشہ لانے والی چیز جو اصل میں رقیق ہو اگرچہ کسی وجہ سے خشک بھی ہو جائے اور انگور کا پانی جب جوش کھا کر گاڑھا پڑ جائے اور قوام تیز ہو جائے تو حرام ہو جاتا ہے اگرچہ نشہ اسمیں نہو اور نجاست اسکی اختلافی ہے مگر علی الاحتیاط نجس ہے کشمش، خرما، منقے کے پانی سے جوش کھانے بعد احتیاط چاہیے اور اگر نشہ پیدا ہو جائے تو نجس و حرام ہے، کشمش داغ کرنے سے نجس نہیں ہوتی لیکن بغیر داغ کے پلاؤ وغیرہ میں ڈالنا کہ اسمیں جوش آ جائے خلاف احتیاط ہے اور فقاع شراب جو بھی نجس ہے جبتک فقاع کا نام اسپر بولا جائے،

دسویں پسینہ اُس شخص کا جو بطور حرام جنب ہوا ہو خواہ زنا کیا ہو یا لواطہ یا کسی جانور سے وطی کی ہو اور زوجہ سے حالت حیض میں یا حالت صوم میں، یا زمانہ ظہار عـه میں وطی کرنے سے جو پسینہ آئے اُس سے بنا بر احوط اجتناب چاہیے

نجاستہائے مذکورہ سے جو چیزیں اثر پذیر ہوں انکو **متنجس** کہتے ہیں کسی متنجس چیز کا پاک کرنا بالذات یعنی بغیر کسی دوسری ضرورت کے واجب نہیں البتہ مستحب ہے،

---

عـه زوجہ کی پشت کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ دینا اور کہنا انت علی کظہر امی ۱۲

ہاں نماز و طواف کی صحت میں لباس اور بدن سے نجاست کا دور کرنا شرط ہے اور اسی طرح سجدے میں پیشانی رکھنے کا مقام پاک ہونا ضروری ہے اور اگر برتن نجس ہو جائیں اور کھانے پینے ہیں انکا استعمال بر طوبت کرنا مقصود ہو تو انکا پاک کرنا لازم ہے اور محترم چیزیں مثل مسجد اور ورق قرآن کے اگر نجس ہو جائیں تو انکا پاک کرنا واجب ہے اور یہی حکم ضریح مقدس کا ہے علی الاحوط،

نجس العین چیزوں سے فائدہ اٹھانا علی الخصوص میت سے علی الاحوط ممنوع ہے مگر فضلہ کا کھاد کے لیے اور نجس روغن کا جلانے کے لیے استعمال کرنا مستثنیٰ ہے،

**مطہرات** پاک کرنے والی چیزیں گئی ہیں، ایک پانی، دوسرے آفتاب تیسرے زمین چوتھے اسلام پانچویں آب انگور کا جوش کھانے کے بعد بقدر دو ثلث ریعنے حصہ کم ہو جانا چھٹے انتقال یعنی نجس چیز کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں پہونچکر اسی کا جزو محسوب ہو جانا ساتویں نجاست کا خود بخود آدمی کے باطنی اعضاء اور دیگر جانوروں کے باطنی و ظاہری اعضا سے دور ہو جانا آٹھویں تبعیت یعنی ایک شئے کے پاک ہو جانے سے دوسری شئے کا خود بخود پاک ہو جانا جیسے کنوئیں کے پاک ہو جانے سے رسی، ڈول، جگت وغیرہ کا پاک ہو جانا نویں استحالہ یعنی ایک چیز کا دوسری چیز ہو جانا یعنی اپنی صورت نوعیہ چھوڑ کر دوسری صورت نوعیہ میں آجانا دسویں استبراء اسی طرح اور چیزیں بھی مطہرات میں شمار کی گئی ہیں جو ضمناً آگے بیان میں معلوم ہو جائینگی،

---

سلہ نجاست خوار جانوروں کو ایک محدود مدت تک انکی عادت سے روکنا،

## مطہرات کی تفصیل اور اُسکے احکام

پہلا مطہر آب مطلق ہے، اور مراد اُس سے وہ پانی ہے جسکو بلا قید پانی کہہ سکیں اور اگر کوئی قید بڑھائیں بھی تو وہ ضروری نہو جس طرح دریا کا پانی، مینہ کا پانی، نہر کا پانی، ان مقامات میں فقط پانی کہنا بھی صحیح ہے،

اسکے مقابل میں آب مضاف ہے یعنی جس میں جب تک کوئی قید بڑھائیں پانی حقیقۃً اُسے نہیں کہتے جیسے گلاب عرق گاؤزبان کاسنی کا پانی کہ یہاں فقط پانی نہیں کہا جاتا،

**آب مطلق** ہر نجاست کو پاک کرسکتا ہو بشرطیکہ وہ نجاست پاک ہونے کے قابل ہو پس آب مضاف یا شوربا یا کوئی روغن اگر نجس ہو جائے تو پاک نہیں ہو سکتا اسلیئے کہ یہ چیزیں پاک ہونے کے قابل ہی نہیں ہیں،

**آب مطلق** میں اگر نجاست ملجائے تو لحاظ احکام متعلقہ اُسکی چند قسمیں کیگئی ہیں، ایک آب جاری دوسرے آب باراں تیسرے آب چاہ چوتھے آب حمام پانچویں آب راکد چھٹے وہ جس میں کسی جانور کا جسم لگ جائے اور اُسکو سؤر کہتے ہیں ساتویں وہ دھوون کسی چیز کا جسکو غسالہ کہتے ہیں،

**آب جاری** وہ پانی ہو جو زمین سے پھوٹ کر بہنے لگے یہ پانی کسی نجاست سے نجس نہیں ہوتا ہاں اگر نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ پانی میں اثر کر جائے تو نجس ہو جائیگا لیکن اگر متنجس یعنی نجس شدہ چیز کا رنگ یا بو یا ذائقہ اثر کرے مثل اسکے کہ رنگا ہوا کپڑا کافر کا ہاتھ لگنے سے نجس ہو جائے اور اُس کپڑے کی سرخی پانی میں اثر

کر کے تغیر کر دے تو پانی نجس ہو گا، بشرطیکہ پانی مضاف نہ ہو جائے اور جاری پانی کا جب تغیر زائل ہو جائے گا تو خود بخود پاک ہو جائیگا، آب جاری کر اور کم از کر دونوں برابر ہیں

**آب باراں** جب مینھ برس رہا ہو تو آب جاری کے حکم میں ہو گر مینھ تھم جانے کے بعد آب الکد کا حکم اُس پر جاری ہو جائیگا جو آگے بیان ہو گا،

**آب چاہ** بھی جاری کے حکم میں ہو جبتک نجاست کے باعث سے اُسمیں تغیر نہو نجس نہیں ہوتا البتہ فرق یہ ہے کہ کنوئیں میں درصورت عدم تغیر نجاستوں کے گرنے سے پانی کھینچنا سنت ہے اور ہر نجاست کے لیئے خاص مقدار پانی کی معین ہے جسکی تفصیل حاشیہ پر ہے[۱]،

**آب حمام** بھی آب جاری کے حکم میں ہو اگر حمام کے چھوٹے حوضوں کا پانی ایک بڑے حوض سے (جو کہ بھر یا زیادہ ہو جسے ادہ کہتے ہیں) ملا ہوا ہو

[illegible]

[illegible]

اور اگر چھوٹے حوض اور ٹانک ملکر بقدر کر یا زیادہ ہوں تو بھی یہی حکم ہوگا۔

**آب راکد** ٹھہرے ہوئے پانی کو کہتے ہیں جیسے تالاب یا حوض کا پانی یا مٹکے اور گھڑے کا پانی، اس پانی کی دو قسمیں ہیں، **قلیل** یعنی کر سے کم **کثیر** یعنی کر بھر یا کر سے زائد، قلیل پانی نجاست کے ملتے ہی نجس ہو جاتا ہو پس اگر تغیر نہیں ہوا تو اسکے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کر بھر پانی اسپر ایک دفعہ ڈالدیں اور درصورت تغیر یہ بھی شرط ہے کہ کر ڈالنے سے پہلے یا ساتھ ہی اسکے تغیر بھی زائل ہو جائے،

**آب کثیر** ملاقات نجاست سے نجس نہیں ہوتا البتہ نجاست سے اسمیں اگر تغیر پیدا ہو جائے تو نجس ہو جائیگا اور کر بھر پانی کے دفعۃً ملنے سے پاک ہو جائیگا بشرطیکہ تغیر بھی زائل ہو جائے اور قلیل وکثیر دونوں طرح کا پانی بارش سے بھی پاک ہو جاتا ہے اور اگر آب جاری مثل آب دریا و آب نہر کے اس سے ملجائے تو بھی پاک ہو جائیگا، کر بھر پانی وہ ہے جو پیمائش میں (۳½) ساڑھے تین بالشت مکعب کی مقدار میں ہو جو ۴۲⅞ بالشت سطح کے برابر ہے چاہے وہ مقام جہاں پانی ہے مربع ہو یا مستطیل یا مدور یا کوئی دوسری شکل لیکن مساحت میں کم نہو، یا وزن میں بارہ سو رطل عراقی بھر ہو جو انگریزی وزن سے قریب دس من کے ہوتا ہے،

**سُوٗر** یعنی وہ قلیل پانی جسمیں کسی حیوان کا کوئی عضو لگ جائے اس پانی کا حکم اس حیوان کے حکم کا تابع ہے جسکا جسم اس پانی میں لگ گیا ہے

اگر وہ طاہر ہے تو یہ سور بھی پاک ہوا اور اگر وہ حیوان نجس ہو تو یہ پانی بھی نجس ہوگا پس کافر اور سگ و خوک کا سور نجس اور باقی کل حیوانات کا سور پاک ہے اگر ان حیوانات کے اعضا پاک ہوں، البتہ اگر وہ عضو جو پانی تک پہونچا ہے نجس ہو تو یہ سور بھی نجس ہوگا، اور گدھے، گھوڑے، خچر کا سور اور اس عورت حائض کا سور جو بے احتیاط ہو مکروہ ہے اور مومن کا سور شفا ہے،

وضو کرنے میں جو پانی استعمال ہو وہ طاہر بھی ہوا اور مطہر بھی اور غسل کا پانی پاک تو ہے مگر دوبارہ اس سے وضو یا غسل نہ چاہیئے،

**آب غسالہ** نجاست کے پاک کرنے میں جو پانی نجس چیز سے جدا ہوتا ہے اگرچہ صاف رہے اس سے نہ وضو و غسل ہو سکتا ہے نہ دوبارہ کوئی چیز پاک کر سکتے ہیں

**آب مضاف** اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو مثلاً گلاب کا ایک حوض بھرا ہوا ہو یا شوربے کی دیگ بھری ہو بمجرد ملاقات نجاست کل نجس ہو جاتا ہے،

آب مضاف اگر نجس ہو جائے تو اسکے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آب کثیر میں اسکو ڈال دیا جائے اور وہ آب کثیر میں مل کر آب مطلق کہا جائے،

**آفتاب** جو دوسرا مطہر ہے وہ تمام غیر منقول چیزوں کو پاک کرتا ہے مثل دیوار، سقف، زمین، ستون، درخت، زراعت، پھل وغیرہ کے اور شرط یہ ہے کہ نجاست جرم دار نہو اور تابش آفتاب سے خشک ہو جائے اگر نجاست بغیر دھوپ کے خشک ہو گئی ہو تو اسکو پھر تر کر دیا جائے اور آفتاب

اسکو خشک کردے تب پاک ہوجائیگی

اگر زمین کے بالائی سطح اور اندرونی حصہ سب نجس ہو اور سب کو دھوپ خشک کردے تو سب پاک ہوجائیگا،

منقول چیزوں میں فقط چٹائی آفتاب سے پاک ہوسکتی ہے

**زمین** جو تیسرا مطہر ہے وہ پاؤں کے تلووں اور کھڑاؤں اور جوتے کے تلے کو جس میں نجاست لگ گئی ہو عین نجاست صاف ہوجانے پر ۱۰ پندرہ قدم راہ چلنے سے پاک کردیتی ہے،

اور مٹی کے تیمم پاک ڈھیلے سبزہ کو پاک کردیتے ہیں جسکا بیان آئیگا بنابر احوط زمین اشیائے مذکورہ کو اسوقت پاک کریگی جب وہ خود خشک اور پاک ہو اور تلوے وغیرہ گیلے ہوں،

**اسلام** جو چوتھا مطہر ہے وہ کافر اصلی اور مرتد ملی کو پاک کردیتا ہے، اور جس نے شہادتین اور عقائد اسلام کا اقرار کیا ادھر اسکا جسم پاک سمجھا گیا اگرچہ دلی حالت کا علم حاصل نہ ہو

مرتد فطری کے باب میں بیان ہوچکا اسکی توبہ پر جب تک پورا اطمینان نہو پاک نہ سمجھا جائیگا،

مسلمان ہوجانے سے کافر کا آب دہن، آب بینی، ناخن، بال سب پاک ہوجاتا ہے

**آب انگور کا دو ثلث کم ہوجانا** جو پانچواں مطہر ہے باقیماندہ شیرے کو

پاک کر دیتا ہے پس اگر جوش کے سبب آب انگور نجس مانا جائے جیسا کہ احوط ہے تو جل کر دو حصہ کم ہو جانے سے جو ایک حصہ اسکا باقی رہجائیگا پاک ہو جائے گا،

**انتقال** جو چھٹا مطہر ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً آدمی کا خون کھٹمل یا مچھر کے بدن میں چلا جائے اور یہ کہنے کی نوبت آجائے کہ یہ خون مچھر یا کھٹمل کا ہے تو پاک ہو جائے گا، یا نجس پانی درخت یا کھیتی میں دیا جائے اور اسکے رگ و ریشہ میں پہونچ جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ درخت یا کھیتی کی رطوبت ہے تو وہ پانی پاک ہے،

**زوال عین** جو ساتواں مطہر ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً انسان کا منھ یا ناک اندر سے نجس ہو جائے پھر اصل نجاست زائل اور صاف ہو جائے تو ناک اور منھ خود بخود پاک ہو جائے گا،

دیگر حیوانات کے ظاہری جسم کا بھی یہی حکم ہے کہ صرف نجاست کے زائل ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہے،

**تبعیت** جو آٹھواں مطہر ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً آب چاہ درحالیکہ نجس ہو جائے اور اسکو نزح سے یعنی پانی کے ڈول کھینچ کر پاک کیا جائے تو اسکے بعد ڈول رسی کنوئیں کے کنارے بھی پاک ہو جائینگے،

اسی طرح آب انگور دو ثلث کم ہو جانے سے چمچہ اور پتیلی بھی پاک ہو جائیگی اور شراب سرکہ ہو جائے تو اسکا برتن بھی پاک ہو جائیگا، اور کافر اگر مسلمان ہو جائے تو اسکی نابالغ اولاد اسکے ساتھ خود بخود پاک سمجھی جائیگی،

**استحالہ** جو نواں مطہر ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ نجس چیز اپنی حقیقت چھوڑ کر پاک چیز کی صورت میں آجائے اور اس دوسری چیز کا نام اُس پر صادق آنے لگے ۔ مثلاً نطفہ سے طاہر الجسد حیوان بنجائے تو پاک سمجھا جائیگا ، یا کوئی چیز آگ میں جل کر راکھ ہو جائے یا بھاپ یا دھواں ہو جائے یا فضلہ مٹی ہو جائے لیکن نجس العین چیز کا عرق پاک نہو گا ، اور اگر شراب کسی تدبیر یا بغیر تدبیر کے سرکہ ہو جائے تو وہ بھی پاک ہو جائیگی مگر یہ استحالہ نہیں بلکہ انقلاب ہے ، لیکن اگر شراب میں کوئی اور نجاست بھی گر گئی ہو اور اسکے بعد وہ شراب سرکہ ہو جائے تو پاک نہ ہوگی ،

واضح ہو کہ گنے کا رس اگر نجس ہو تو سرکہ ہو جانے سے پاک نہو گا اسی طرح نجس گندہا ہوا آٹا روٹی ہو جانے سے اور نجس دودھ دہی ہو جانے سے اور نجس لکڑی کوئلہ ہو جانے سے پاک نہو گی ۔

**استبرا** جو دسواں مطہر ہے وہ فضلہ خوار حیوان کو پاک کر دیتا ہے اور اس سے مراد یہ ہے ایسے حیوان کو ایک محدود مدت تک محفوظ رکھیں تاکہ اُسکی یہ عادت ترک ہو جائے اور اُس مدت تک کوئی دوسری غذا کھاتا رہے اور اب اُسکو فضلہ خوار نہ کہیں یعنی یہ نام اُس سے زائل ہو جائے اور وہ مدت اونٹ کے لیئے چالیس دن اور گائے کے لیئے بیس دن اور بکری کے لیئے دس دن اور خانگی مرغ کیلیے پانچ دن کی ہے علاوہ مذکورہ اسکے غسل میت مسلمان کی میت کے لیئے اور پانی کی معین مقدار کنوئیں سے کھینچنا آب چاہ کے لیئے مطہر ہے درصورتیکہ آب چاہ نجس فرض کر لیا جائے ،

اسی طرح ذبح کے وقت خون کی معمولی مقدار کا نکل جانا باقیماندہ خون کے لیے جو جسم کے اندرونی حصے میں رہجائے مطہر ہے اور غسالہ کا جدا ہوجانا نجس شئے کیلئے مطہر ہے۔

**غیبت** کو بھی مطہرات میں شمار کیا ہے اگرچہ درحقیقت غیبت خود مطہر نہیں ہے بلکہ طہارت کو ثابت کرنیوالی ہے، بہرطور اگر کسی کا جسم یا لباس یا برتن نجس ہوجائے پھر وہ شخص اور وہ نجس شدہ چیز سامنے سے ہٹ جائے اور اتنی مدت گذر جائے کہ اس میں طہارت کی گنجائش ہو اور پاک کر لینے کا احتمال بھی ہو پس اگر اسکے بعد نجس شدہ چیز سامنے آئیگی تو پاک سمجھی جائیگی مگر شرط یہ ہے کہ وہ شخص جانتے وقت علم رکھتا ہو کہ اُسکی یہ شئے نجس ہے اور پھر اُسکو مدت مذکورہ گزرنے کے بعد پاک چیز کے استعمال کی طرح استعمال بھی کرے پس اگر یقین ہو کہ پاک نہیں کیا تو غیبت مفید نہ ہوگی اور اگر وہ ایسا ہے جسے نجاست کی پروا نہ ہو تو بھی طہارت کا حکم مشکل ہے

## طہارت ونجاست کا مفید قاعدہ

جنس العین چیزوں کے سوا ہر چیز محکوم بطہارت ہے جب تک اُسکی نجاست کا یعنی نجس چیز سے اسکے نجس ہوجانے کا علم نہ ہوجائے شرع کا حکم ہے کہ ہم اُسے پاک جانیں، پس اگر نجاست کا احتمال وہم گمان ہو تو اسکا اعتبار نہیں ہاں اگر قطعی اور یقینی قرائن نجاست کے پائے جائیں یا دو عادل گواہی دیں کہ یہ چیز نجس ہوگئی

ہے یا ذوالید یعنی جو مالک اسکا ہے یا جسکے قبضہ میں ہے وہ خبر دے کہ یہ چیز نجس ہے تو وہ چیز نجس سمجھی جائیگی اور ایک عادل کی گواہی سے اگر نجاست کا گمان بھی ہو جائے تو احتیاط چاہیے اس سے ان تمام چیزوں کا حکم جو ممالک کفار سے آتی ہیں مثل بسکٹ و عرق و ادویہ وغیرہ کے واضح ہو جاتا ہے اور گوشت کھال اور اسی طرح دیگر اجزائے حیوانی اگر کفار سے لیئے جائینگے تو نجس سمجھے جائینگے تا وقتیکہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ یہ ذبیحہ کے اجزا ہیں، جوتا، دستانے، چمڑے کے تسمے جو ٹوپی یا دیگر لباس میں ہوتے ہیں اسی حکم میں ہیں گھی، دودھ، پنیر، دہی، مکھن انڈے بھی اگرچہ حیوانی اجزا ہیں لیکن انپر گوشت کا حکم جاری نہ ہوگا اسلیئے کہ ان میں حیات کا حلول نہیں ہوتا بلکہ انکا حکم طہارت و نجاست میں وہی ہوگا جو غیر اجزائے حیوان کا حکم ہے یعنی جب تک نجاست ثابت نہ ہو یا یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ چیزیں حرام جانور کی ہیں پاک سمجھینگے اگرچہ کافر سے بھی لیئے ہوئے ہوں۔ حلال جانور کے پیٹ کا انڈا اگر چھلکا سخت ہو گیا ہو حلال ہے مگر دودھ سے اجتناب چاہیے

**جب** کسی چیز کے نجس ہو جانے کا علم ہو جائے پھر اسپر طہارت کا حکم جاری کرنے کے لیے طہارت کا یقین درکار ہے مثلاً خود اسکو طاہر کرے یا دوسرے کو بطور صحیح طاہر کرتے ہوئے دیکھے یا عادل یا مالک و قابض اسکے پاک ہو جانے کی خبر دے یا کسی دوسری طرح طہارت کا یقین حاصل ہو جائے اگر نجس چیز کسی دوسرے کو طاہر کرنے کے لیئے دی جائے تو چاہیے کہ وہ شخص طاہر کرنے

کا طریقۂ شرعیہ جانتا ہو،

**مسئلہ** اگر نجس کپڑا دھوبی کو دیا جائے اور اُسے نجاست کی خبر دی جائے پاک کرنے کا اُسے حکم نہ دیا جائے تو اسکے دھوئے ہوئے کپڑے کو پاک نہ سمجھا جائیگا البتہ اگر علم ہو جائے کہ اُسے باقاعدہ پاک کرلیا ہے یا طہارت حاصل ہوگئی ہو پاک ہوگا، ہاں جب اُسکو مطلع کردیا جائے کہ کپڑا نجس ہے اُسکو پاک کرلینا اور وہ کہے کہ میں نے پاک کرلیا ہے اور تطہیر کا طریقہ اُسے معلوم بھی ہو تو پاک سمجھا جائیگا،

## کسی چیز کے نجس ہوجانے کی صورتیں

نجس العین چیز جب کسی پاک چیز سے اس طرح سے لگے کہ ان دونوں میں ایک مرطوب ہو تو پاک چیز نجس ہوجائیگی اور نجس شدہ جب اس طرح کسی اور پاک چیز سے ملیگی تو وہ بھی نجس ہوجائیگی اور اگر رطوبت نہو یا ایسی کم ہو کہ سرایت نہ کرے تو نجاست اثر نہ کریگی،

## تطہیر کا بیان

نجس چیزوں کی نجاست دور کرنا اور نجس پاک کرلینا سنت ہے اور جبتک کوئی شرعی ضرورت نہو واجب نہیں ہے، اگر مسجد یا مصحف یا اسی طرح کی واجب الاحترام چیز نجس ہوجائے تو اسکا پاک کرنا واجب ہے اور وہ جو چیزیں پاک ہوں تو انکا نجس کرنا حرام ہے اور نماز و طواف کے لیئے بدن اور لباس کا تا بہ امکان پاک ہونا شرط ہے اسی طرح سجدے کی جگہ کا حکم ہے اور کھانے

پینے کے لئے کھانے پینے کی چیزوں کا اور برطوبت استعمال کرنے کے لئے برتنوں کا پاک ہونا شرط ہے، نجس چیزوں کا کھانا پینا اور نجس برتنوں میں رطوبت چیزوں کا کھانا پینا جائز نہیں حرام ہے

## پانی سے نجس چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ

نجس ہو جانے کے بعد تمام چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ یکساں نہیں ہے اور نہ ہر نجاست کا حکم یکساں ہے بلکہ مختلف چیزیں مختلف نجاستوں سے جدا طریقہ سے پاک ہوتی ہیں لیکن ہر طریقے میں پاک کرنے سے پہلے عین نجاست کا دور کرنا لازم ہے اگر زوال عین کے بعد نجاست کا رنگ یا اسکی بو دور نہ ہو سکے اور باقی رہ جائے تو مضائقہ نہیں **پس** اگر کپڑا یا بدن پیشاب سے نجس ہو جائے اور آب قلیل سے پاک کریں تو دو مرتبہ دھونا اور نچوڑنا ضرور ہے اور آب کثیر میں بھی احوط یہی ہے، آب جاری میں ایک مرتبہ کافی ہے، بول کے سوا دوسری نجاستوں میں ایک مرتبہ دھونا چاہیے اور دو دفعہ احوط ہے **برتن** اگر اندر سے نجس ہو جائیں تو قلیل پانی سے تین مرتبہ دھونا چاہیے اور آب کثیر میں بھی یہی اولی ہے، اگر برتن میں کتا پانی جائے یا سور تو سات مرتبہ علی الاحوط دھونا لازم ہے، پہلی مرتبہ سوکھی مٹی سے پھر گیلی مٹی سے پھر پانی سے **اور اگر** شراب سے برتن نجس ہو جائے یا صحرائی چوہا اُس میں مر جائے تو بھی سات مرتبہ احوط ہے **اگر** برتن اوپر سے نجس ہو جائے تو اسکا وہی حکم ہے جو اور چیزوں کا ہے **شیر خوار** بچہ کے پیشاب سے اگر کپڑا نجس ہو جائے تو

پانی سے خوب تر کردینا کافی ہے نچوڑنے کی ضرورت نہیں **قروح** و جروح کا خون نجس ہے البتہ جب تک بند ہو جائے اسی طرح نماز پڑھ سکتے ہیں الیک کرنے کی تکلیف نہیں خواہ یہ خون بدن میں ہو یا لباس میں البتہ دوسرے شخصوں کے لئے معاف نہیں ہے **درہم** بغلی سے جو خون مقدار میں کم ہوگا بھی معافی میں یہی حکم ہے بشرطیکہ یہ خون حیض و استحاضہ و نفاس کا نہ ہو اور نجس العین کا بھی نہ ہو **درہم** بغلی کی مقدار ہتھیلی کے گڑھے کے برابر ہے اور بنا بر احوط انگوٹھے کے ناخن کی مقدار پر اقتصار چاہیے، اتنا خون ایک مقام میں ہو یا متفرق ہو برابر ہے،

**کپڑا پاک کرنیکا طریقہ** اگر کپڑا رنگین ہے اور رنگ کچا ہے تو اول اسقدر دھوئیں کہ رنگ چھوٹنا موقوف ہو جائے پھر اسکے بعد پاک کریں اور اگر رنگ پکا ہے تو اسی طرح پاک کرلیں کپڑا دو مرتبہ دھونے اور نچوڑنے سے پاک ہو جاتا ہے، آب کثیر میں ایک مرتبہ دھونا نچوڑنا کافی اور دو مرتبہ احوط ہے،

**چند مسئلے** اگر کسی برتن میں نجس پانی بھرا ہوا اور اس پر مینہ برس جائے پاک ہو جائیگا اگر ہاتھ میں خون لگا ہوا اور زمین پر مل ڈالنے سے چھٹ جائے پاک نہ ہوگا پانی سے دھونا لازم ہے اگر کوئی عضو چکنا ہو اور نجس ہو جائے تو اول چکنائی دور کرنی چاہیے پھر پاک کرنا چاہیئے **گھڑ بھر** پانی میں اگر نجس ہاتھ ڈالا جائے اور پانی کی سطح بدل جائے یعنی

یعنی پانی کے اندر ایک مقام سے دوسری جگہ ہٹا لیا جائے تو دو مرتبہ دھونا صادق آجائیگا **نجس** تنور یا مٹی کے نجس برتن آگ سے پاک نہیں ہو سکتے **نجس** العین چیزوں کا عرق نجس ہے **پانی** اگر بغیر نجاست کے بدبو ہو جائے جس طرح حقہ کا پانی یا خود بخود رنگ بدل جائے تو نجس نہوگا،

**برتنوں کے احکام** سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور لوٹے سے وضو یا غسل یا طہارت کرنا یا ان سے مسجدوں اور مشاہد مشرفہ کی زینت کرنا مکانات میں بغرض زینت رکھنا حرام ہے بلکہ ذخیرہ کرنا بھی حرام ہے بیع و شرا بلکہ بنانا اور بنانے کی اجرت لینا بھی حرام ہے اجرت اور قیمت بھی حرام ہے اور توڑ ڈالنا انکا واجب ہے بلکہ غیر شخص کو بھی توڑ ڈالنا چاہیئے اگر قادر ہو، البتہ اگر برتنوں کو برتن اور انکی صورت کے لحاظ سے بیع نہ کرے اور بلحاظ چاندی یا سونے کے بیع کرے یا توڑ ڈالنے کے لیئے تو بیع و شرا جائز ہے، سونے چاندی کے ملمع برتنوں سے بھی اجتناب احوط ہے نقرہ کوب اور طلا کوب یعنی بودی برتنوں کا استعمال جائز ہے مگر مکروہ ہے جن برتنوں پر چاندی سونے کا خول ہو یا پتر چڑھے ہوے ہوں ان کا استعمال بھی ممنوع ہے، لیکن جو کھانے پینے کی چیز ان برتنوں میں رکھی جائیگی وہ حرام نہو جائیگی جب دوسرے برتن میں پہونچ جائے استعمال کر سکتے ہیں اگرچہ نکالنے والا گنہگار ہوگا اس لیئے کہ نکالنا بھی استعمال ہے، کھوٹا یا ناقص سونا یا چاندی خالص سونے چاندی کے حکم میں ہے اور انگریزی سونا چاندی اگر حقیقۃً سونا اور چاندی ہے تو اسکا حکم بھی یہی ہے اور اگر حقیقۃً اور کوئی

چیز ہے جس طرح چاندی کو سفید پیتل بتاتے ہیں تو وہ اس حکم سے خارج ہوگا
سونے چاندی کے سوا اور چیزوں کے برتن جائز ہیں اگرچہ سونے چاندی سے قیمت میں بہت زیادہ بھی ہوں مثل عقیق و فیروزہ و یاقوت و زمرد و الماس وغیرہ کے حقہ کی مہنال گھڑی کا ڈھکن چھری تلوار کا نیام سونے چاندی کا ہو جائز ہے، تعویذ کا ڈھولنا بھی جائز ہے اور گنگر دار زیور بھی جائز ہے کلب اور خنزیر کی کھال کے برتن یا مردہ جانور کی کھال کے برتن کا استعمال ناجائز ہے کافروں کے برتن جب تک یہ یقین ہو جائے کہ انھوں نے برطوبت انکو چھوا ہے پاک ہیں، کافر کے یہاں اگر چمڑے کا برتن ہو اور یہ علم نہو کہ یہ کھال ذبیحہ کی ہے تو وہ برتن نجس سمجھا جائیگا، تیل کی کپیاں اور گھی کے کپے اور پانی بھرنے کے ڈول یا مشکیں اور اسیطرح کی چیزیں جو حیوانات کی کھال سے بنائی جاتی ہیں سب اسی حکم میں ہیں،

خاک شفا کے برتن میں استعمال جائز ہے لیکن اگر بغرض احترام لیا ہے تو اسکا نجس کرنا حرام اور طاہر کرنا واجب ہے اور اگر استعمال کے لئے لیا ہے تو کربلا کی سٹی میں ہر طرح کا استعمال جائز ہے اور نجاست سے بچانا واجب نہیں لیکن کربلائے معلےٰ سے دوسری جگہ لے جاکر نجس کرنا جائز نہ ہوگا،

## تخلی کے احکام

بول و براز کے وقت قبلہ رو اور پشت بقبلہ بیٹھنا حرام ہے بوقت استنجا بھی اجتناب چاہیئے اور عورتیں یعنی آگے پیچھے کا محترم دیکھنے والے سے چھپانا

واجب ہے یعنی شوہر و زوجہ اور آقا و کنیز[له] کے سوا سب سے چھپانا واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت محرم ہو یا نامحرم ممیز بچہ بلکہ مجنون بھی اسی حکم میں ہے ہاں غیر ممیز بچہ ہو یا اندھا یا آنکھیں بند کیے ہو یا کسی کی نگاہ اس طرف نہ ہو یا کوئی جانور ہو تو چھپانا واجب نہ ہوگا زوجین اور آقا کے سوا ہر دیکھنے والے کو دوسرے کے عورتین کا دیکھنا بھی جائز نہیں، کافر و کافرہ کی عورتیں کا دیکھنا بھی ممنوع ہے اور چھپانے میں احوط یہ ہے کہ ناف سے زانو تک بلکہ نصف ساق تک چھپائے بچوں کو بھی رو بقبلہ اور پشت بقبلہ نہ بٹھانا بہتر ہے لیکن اگر وہ خود بیٹھ جائیں تو روکنے کی ضرورت نہیں **مکروہات** وقت تخلی آیۃ الکرسی ذکر خدا اذان کی حکایت کے سوا کوئی کلام کرنا شاہ راہ دریا کے گھاٹ میوہ دار درخت کے نیچے قافلہ کے پڑاؤ مسجد اور گھروں کے دروازوں پر اور مومنین کی قبروں کے درمیان میں بول و براز کرنا مکروہ ہے اور اگر قبروں کے لئے ہتک حرمت ہوتی ہو تو حرام ہے اور چاند سورج کی طرف رخ کرکے اور جانوروں کے سوراخوں میں بہتے ہوئے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں سخت زمین میں ہوا کے رخ پر پیشاب کرنا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے بوقت تخلی اور بیت الخلاء میں کھانا پینا مسواک کرنا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا بھی مکروہ ہے اور ایسے وقت سنت ہے سر کا ڈھکنا جاتے وقت بایاں پاؤں رکھنا اور آتے وقت داہنا پاؤں نکالنا، پیشاب کا استنجا اول کرنا وقت بول و براز اور وقت استنجا دعائے منقول پڑھنا، بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا، ڈھیلوں سے استنجا کرنے میں انکا طاق رکھنا، پیشاب کے لیے اونچا یا نرم مقام اختیار کرنا پیشاب کے بعد استنجا سے پہلے

له علاوہ اس کنیز کے جس کی شادی کر دی ہو یا اس میں کوئی دوسرا شریک ہو ۱۲

استبرا کرنا،

# استنجا کا بیان

پیشاب کی طہارت فقط پانی سے ہوتی ہے ڈھیلے سے طہارت حاصل نہیں ہوتی اور پانی سے دو مرتبہ دھونا لازم ہے اور تین مرتبہ اولیٰ ہے اور جبکہ مخرج پر پیشاب خشک ہوگیا ہو تو دھونے میں ہاتھ سے ملنا بھی چاہیئے براز (پاخانہ) کے استنجا میں پانی سے طہارت حاصل ہوجاتی ہے اور ڈھیلے پتھر وغیرہ سے بھی لیکن تمام جگہ پانی سے بھی طہارت بہتر ہے، پانی کی طہارت اسقدر چاہیئے کہ مقام صاف ہوجائے عین نجاست بالکل دور ہوجائے اور اسکے بعد ایک مرتبہ دھونا کافی ہے ڈھیلے وغیرہ کی طہارت میں شرط ہے کہ مخرج کے اطراف آلودہ نہ ہوں اور اگر آلودہ ہوجائیں تو پانی کے سوا کسی چیز سے طہارت نہ ہوگی اسی طرح اگر براز کے ساتھ خون بھی آیا ہو تو بھی فقط پانی ہی سے طہارت لازم ہوگی، جب ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کیا جائے تو تین عدد کی ضرورت ہے ایک ڈھیلے کے تین کونوں سے پاک کرنا کافی ہوگا اگر تین عدد سے زوال نجاست نہ ہو تو عدد بڑھانا لازم ہے یہانتک کہ نجاست زائل ہوجائے، غصبی چیز سے استنجا کرنا گوبر اور ہڈی اور متبرک چیز اور کھانے کی چیز سے استنجا کرنا حرام ہے استبرا کی شکل یہ ہے کہ مبرز سے پیشاب گاہ کی جڑ تک تین مرتبہ بیچ کی انگلی سے دبائے پھر انگوٹھے اور اسکے پاس کی انگلی سے تین مرتبہ وہاں سے حشفہ تک دباتا آئے پھر حشفہ کو تین مرتبہ دبائے اور جھٹکے دے استبرا کا فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی مشتبہ رطوبت اسکے بعد نکل آئے گی تو پاک

سمجھی جائیگی لیکن پیشاب کا یقینی قطرہ پھر بھی نجس ہوگا پیشاب میں بے احتیاطی کی ممانعت شرع میں بہت ہے اور حدیث میں ہے کہ زیادہ تر عذاب قبر پیشاب کی بے احتیاطی سے ہوتا ہے،

شریعت اسلام اور خدا و رسول کے احکام مسلمانوں سے غور کرنے کے لائق ہیں صفائی اور پاکیزگی میں جو اہتمام کیا گیا ہے اسلام کے سوا کسی مذہب میں اس خوبی اور ضابطہ کے ساتھ نہیں ہے پیشاب پاخانہ کے آداب و احکام دیکھنے سے اس بیان کی پوری تصدیق ہو سکتی ہے، خداوند عالم سب مسلمانوں کو پوری پابندی کی توفیق عطا کرے،

## طہارت حدثی کا بیان

حدثی طہارت وہ ہے جس میں نیت تقرب شرط ہے اور جب تک تقرب کی نیت ان میں نہ کی جائے صحیح نہ ہوگی اس طہارت کی تین قسمیں ہیں وضو غسل تیمم وضو اور غسل اختیاری طہارت ہے اور تیمم اضطراری طہارت ہے

جس جس چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسکو حدث اصغر کہتے ہیں اور جس جس چیز سے غسل ٹوٹ جاتا ہے اسکو حدث اکبر کہتے ہیں،

**لطیف نکتہ** جو لوگ میکروب یعنی بیماری کے کیڑوں سے تحفظ کا اہتمام کرتے ہیں اور اسکے لیے طرح طرح کی تدبیریں نکالتے ہیں وہ غور کریں کہ اسلام کی شریعت نے جس وقت طہارت کی تعلیم دی ہے تحقیقات نے ان کیڑوں کی طرف اسوقت توجہ بھی نہ کی تھی، اور نہ کسی نے بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب ایسے کیڑوں

کو بتایا تھا، مگر شارع حکیم نے ایسی تدبیر بتائی اور ایسی تعلیم دی کہ اس سے خود بخود مسکرو عیب سے بھی اعلیٰ درجہ کا تحفظ ہو جاتا ہے دیکھیے کتنے مقامات پر وضو واجب فرمایا کتنے مقام پر سنت قرار دیا کتنے مقامات پر غسل واجب کیا اور بکثرت اغسال سنت قرار دیے جنکی تفصیل بیان ہو گی، تطہیر کے قواعد تعلیم کیے لباس اور بدن اور ظروف اور مکان کے پاکیزہ رکھنے کی تاکید کی اور اسکے طریقہ بتائے اگر حکم شرع کے موافق واجبات و مسنونات پر عمل کیا جائے تو میل اور کثافت کا کہیں نام تک نہیں رہ سکتا اور ثواب آخرت کے علاوہ صحت جسمانی کے لیے ہر طرح کافی ہے، کم از کم اگر واجبات کی ہی پابندی کی جائے تو ستھرائی اور پاکیزگی بہت کچھ حاصل ہو سکتی ہے،

**وضو کا بیان** نیت کر کے منھ اور ہاتھوں کے دھونے اور سر اور پاؤں کے مسح کرنے کا نام وضو ہے قرآن مجید میں اسکا حکم اس طرح ہے فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق اپنے منھ اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھو ڈالو وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین اور سروں کا اور کعبین تک پاؤں کا مسح کرو،

**منھ دھونے کی مقدار** جہاں سے سر کے بال شروع ہوتے ہیں وہاں سے ٹھڈی تک لمبان میں اور جسقدر متوسط ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھا پہونچ سکے چوڑان میں منھ دھونا چاہیے، اور ہر طرف سے تھوڑا بڑھا لینا بھی چاہیے اور لازم ہے کہ منھ اوپر سے نیچے کو دھویا جائے اُلٹا دھونا جائز نہیں اور ڈاڑھی اور مونچھ اور ابرو کے بال اگر گھنے ہوں کہ جلد نظر نہ آتی ہو تو بالوں کے نیچے پانی پہونچانا لازم نہیں اور اگر جلد نظر آتی ہو تو اسکا دھونا واجب ہوگا

اور جو بال ڈاڑہی کے چہرہ کی حد سے خارج ہوں اُنکا دہونا واجب نہیں،
**ہاتھوں کے دہونیکی مقدار** کہنیوں سے انگلیوں کے سرے تک دہونا
چاہیئے اس طرح کہ کہنیوں سے دہونا شروع کرے اور انگلیوں تک دہوتا ہوا
آئے اور کہنیوں کے اوپر کا حصہ بھی کسیقدر شامل کرنا لازم ہے اور اگر ہاتھ
میں انگوٹھی چھلہ ہو تو اسکے نیچے بھی پانی پہونچانا ضرور ہے خواہ اتار ڈالے یا
حرکت دیدے اور اگر ناخون میں میل ہو تو اُسکو پہلے سے دور کر ڈالنا چاہیئے
اور اگر کوئی انگلی زائد ہو یا کہیں گوشت ٹہرا ہوا ہو تو اُسکا بھی دہونا لازم ہے
**سر اور پاؤں کا مسح** سر کا مسح سامنے کے حصہ میں اوپر سے پیشانی کیطرف
دہنے ہاتھ سے چاہیئے طول یا عرض میں اسکے لیئے کوئی مقدار معین نہیں
مسح کا نام صادق آجانا چاہیے اور افضل یہ ہے کہ ملاکر تین انگلیوں سے
مسح کرے، یہ مسح جلد پر بھی ہو سکتا ہے اور بالوں پر بھی بشرطیکہ وہ بال دہیا
کے ہوں اور پاؤں کا مسح انگلیوں کے سرے سے پنڈلی کے جوڑ تک علی الاحوط
کرنا چاہیے جوڑ ان میں اُسکی کوئی حد مقرر نہیں ایک انگلی سے بھی کافی ہے
اور افضل یہ ہے کہ پوری ہتیلی سے مسح کرے اور دہنے پاؤں کا مسح دہنے
ہاتھ سے اور بائیں پاؤں کا بائیں ہاتھ سے کرے اور لازم ہے کہ مسح وضو کی تری
سے کرے اور اگر ہاتھ خشک ہو جائیں تو دیگر اعضا سے لے سکتا ہے اور
مسح میں اسبات کا لحاظ رکھے کہ سر اور پاؤں ساکن رہیں اور ہاتھ کو حرکت ہو،
**وضو کے شرائط** پہلی شرط نیت ہے دوسری ترتیب یعنی اول منھ

دہوئے پہر داہنا ہاتھ پہر بایاں ہاتھ پہر سر کا مسح کرے پہر دونوں پاؤں کا۔ نویں موالات یعنی اعضاء یکے بعد دیگرے دہونا درمیان میں دیر نہ کرنا کہ پہلے عضو کی رطوبت خشک ہو جائے چوتھے جب تک مجبوری ہو افعال وضو خود بجا لانا لیکن دوسرے سے پانی منگوانا پانی گرم کرانا مضائقہ نہیں، دوسرے شخص کا اسکے چلو میں پانی ڈالتے جانا مکروہ ہے، پانچویں پانی کا مطلق ہونا مضاف نہ ہونا چھٹے مباح اور پاک ہونا نجس اور غصبی نہ ہونا، ساتویں وضو کرنے کی جگہ اور وضو کے برتن اور پانی گرنے کے مقام کا مباح ہونا اور مباح ہونے سے یہ مراد ہے کہ وضو کرنے والے کی ملک ہو یا مالک نے اجازت صریحی یا فحوائی دیدی ہو، یا قطعی طور پر قرائن موجود ہوں کہ مالک کی اجازت ہے جس طرح نہر و تالاب وغیرہ، آٹھویں اعضاء وضو کا پاک ہونا، نویں یہ کہ پانی نجاست کا غسالہ اور غسل میں استعمال شدہ نہو دسویں یہ کہ وضو کے برتن چاندی سونے کے نہوں اور پاک و مباح ہوں گیارہویں یہ کہ وضو کرنے سے ضرر کا خیال نہو بارہویں یہ کہ وقت میں وضو بجالانے کی گنجائش ہو، اگر اعضاء وضو میں کوئی چیز پانی پہونچنے سے مانع ہو تو اسکا دور کر دینا بھی لازم ہے۔

**وضو کی نیت کا بیان** نیت اُس ارادہ کا نام ہے جو کسی کام کرنے کا باعث ہو، نیت میں قصد قربت یعنی خدا کی اطاعت و بندگی کا ارادہ لازم ہے وجوب یا سنت یا ادا و قضا کا یا رفع حدث یا استباحت صلوٰۃ

**وضو کی نیت کا بیان** نیت اس ارادہ کا نام ہے جو کسی کام کے کرنے کا باعث ہو اور نیت میں قصد قربت یعنی خدا کی طاعت و بندگی کا ارادہ لازم ہے وجوب یا سنیت یا ادا و قضا کا یا رفع حدث یا استباحت صلوٰۃ کا ارادہ لازم نہیں قصد قربت کے ساتھ کسی دوسرے امر کے ارادہ کا شریک کرلینا کہ مقصود و اصلی وہی ہو جائے جائز نہیں مثلاً گرمی کے وقت اعضا کو خنکی پہونچانے کا ارادہ البتہ اگر ضمناً بھی خیال ہو اور اصلی غرض قصد قربت ہو تو مضائقہ نہیں۔ نیت میں ریا و سمعہ کا خیال جس سے مراد لوگوں کو دکھانا یا شہرت کے لیے عمل کرنا ہے عمل کو باطل کر دیتا ہے عام اس سے کہ یہ قصد مستقل ہو یا دوسرے قصد کے ساتھ شامل ہو خواہ اصل عمل کے متعلق ہو یا کسی جزو عمل کے متعلق ہو خواہ شروع ہی میں یا درمیان میں قصد ہو جائے،

نیت میں استدامت بھی شرط ہے یعنی جو نیت کی ہے آخر تک اُس کے خلاف کا ارادہ نہ کرے نیت میں الفاظ کا زبان سے ادا کرنا یا دل میں حرف بحرف خیال کرنا لازم نہیں، اور اولیٰ یہ ہے کہ وضو کی نیت میں اس طرح قصد کرے کہ وضو کرتا ہوں واجب یا سنت بسبب اُس کے واجب یا سنت ہونے کے واسطے مباح ہونے نماز کے اور رفع ہونے حدث کے قربۃً الی اللہ

وضو کی نیت منھ دھونے کے وقت چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ قبل وضو ہاتھ دھوتے وقت نیت کرے اور منھ دھونے کے وقت تک اُس قصد کو برقرار رکھے،

**جبیرہ کا حکم** اعضائے وضو میں اگر زخم یا پھوڑا یا کوئی بیماری ہو اور اُس پر کوئی بندش نہ ہو اور وہ مقام پاک بھی ہو یا پاک کرنا ممکن ہو تو اگر پانی سے کسی طرح کا ضرر نہ ہوتا ہو تو وضو کرنا اور پانی پہونچانا لازم ہے اور اگر پانی مضر ہو تو اُس مقام پر مسح کرنا چاہیے اور اطراف کو دھونا چاہیے اور اگر وہاں کی جلد

پر مسح کرنا ممکن نہو تو اُسپر پاک کپڑا رکھکر اس کپڑے پر مسح کرنا چاہیے اور اگر زخم یا پھوڑے پر بندش ہو یا پھایا ہو اور پاک ہو، تو اُسپر مسح کرے ورنہ پاک کپڑا رکھے اور مسح کرے اور اگر جبیرہ کا کھول ڈالنا ممکن ہو یا جبیرہ پر اتنا پانی ڈالنا کہ جلد تک پہونچ جائے یا جبیرہ سمیت عضو کا پانی میں ڈبونا ممکن ہو تو لازم ہوگا،

**وضو کے واجب یا سنت ہونیکا بیان** وضو نماز واجب اور طواف واجب کے لیے واجب ہے اور اگر قرآن کی تحریر کا چھونا کسی وجہ سے واجب ہو جائے تو اسکے لئے بھی واجب ہے اور نذر و قسم و عہد سے بھی واجب ہو جاتا ہے کبھی وضو کسی عمل کی صحت میں شرط ہوتا ہے اور واجب نہیں ہوتا جس طرح سنتی نماز کے لیے شرط ہے اور کبھی وضو کسی عمل کے جائز ہونے کی شرط ہوتا ہے مثلاً کتابت قرآن کا چھونا درصورتیکہ چھونا واجب نہوا ہو اور کبھی عمل کے کمال کی شرط ہوتا ہے مثلاً وضو قرآن پڑھنے کے لیئے

اور جن مقامات پر وضو سنت ہے یہ ہیں سنتی نماز سنتی طواف، اور دیگر مناسک حج کا بجالانا، داخلہ مسجد، داخلہ مشاہد مشرفہ، تلاوت قرآن قرآن کے حاشیہ اور جلد اور غلاف کا چھونا، قرآن کا لکھنا، تعقیبات پڑھنا، سجدۂ شکر یا سجدۂ تلاوت کرنا، زیارت قبور مومنین، نماز میت پڑھنا، دعا کرنا، سونا زوجۂ حاملہ سے ہمبستر ہونا مقدمات فیصل کرنا، ہمیشہ باطہارت رہنا ائمہؑ کی زیارت کرنا اگرچہ دور سے ہو، اذان یا اقامت کہنا،

یہ وہ سنتی وضو ہیں جو بے وضو شخص کے لیے سنت ہیں اسکے علاوہ جو وضو واجب کر چکا ہو اسکو دوبارہ وضو کرنا چند مقام پر مستحب ہے،

جھوٹ بولنے کے بعد ظلم کرنے کے بعد، باطل شعر زبان پڑھنے کے بعد عورتوں کے مس کرنے کے بعد تکبیر اور قہقہے کے بعد بغیر استنجا جسنے وضو کرلیا ہو اُسے استنجا کرنے کے بعد وضو سابق میں خلل کا احتمال پیدا ہونے کے بعد اسی طرح اگر خلال کرنے سے خون نکل آئے یا مذی، ودی، وذی نکلے یا وضو کیے ہوئے دیر ہوگئی ہو یا اُس سے نماز ادا کرلی ہو ان صورتوں میں دوبارہ وضو سنت ہے، علاوہ اسکے چند وضو ہیں جو شخص جنب کے لیے سنت ہیں مثلاً بحالت جنابت جب سونے کا ارادہ ہو یا کھانا پینا چاہے یا قصد مقاربت ہو یا غسل مس میت دینا مقصود ہو احتلام کے بعد اگر دوبارہ مقاربت کا ارادہ ہو سنت ہے اور جسنے میت کو غسل دیا ہو اگر غسل مس میت سے پہلے دفن کفن یا قبر میں اتارنا چاہے اور جو میت مس کرے اور غسل کرنے سے قبل مقاربت کرنا چاہے تو وضو سنت ہے اور حائض اگر اپنے مصلے پر بیٹھکر بقدر نماز ذکر خدا کرے تو وضو کرلینا سنت ہے،

جنب و حائض وغیرہ کے لیے جو سنتی وضو ہیں وہ فقط وضو کی صورت میں ہیں اور اُنسے افعال مذکورہ کی کراہت کا دور ہونا مقصود ہے طہارت و رفع حدث کا حصول نہیں ہوتا، اور باوضو شخص کے لیے جو وضو ہیں وہاں پہلا وضو کافی ہے اور دوسرے سے ثواب کی زیادتی مقصود ہوتی ہے اور بے وضو شخص کے لیے جو وضو سنت ہیں تبے

رفع حدث بھی ہو جاتا ہے اور نماز وغیرہ بھی ادا ہو سکتی ہے لیکن وضو کی نیت میں امور مذکورہ کے نتیجہ کا بھی لحاظ کر لیا جائے البتہ وضوٗ لازم میں تامل ہے،

**شک اور سہو** اگر بھولے سے نماز بغیر وضو کے پڑھ لے تو جب یاد آئے وضو کرکے نماز کا اعادہ لازم ہوگا اور اگر کسی کو وضو کر لینے کا یقین ہو اور اس بات میں شک ہو کہ اسکے بعد حدث صادر ہوا یا نہیں تو وضو کی ضرورت نہیں اور اگر حدث کا یقین ہو اور اس بات میں شک ہو کہ اسکے بعد وضو کیا تھا یا نہیں تو وضو کرنا لازم ہوگا اور دونوں کا یقین ہو اور یہ شک ہو کہ آخر میں کیا تھا تو بھی وضو کرنا لازم ہوگا۔

**وضو توڑنے والی چیزیں** پیشاب یا پاخانہ ریاح معدہ کا اسفل سے دفع ہونا سونا جبکہ آنکھ اور کان دونوں غافل ہو جائیں جنون، بیہوشی نشہ میت کا مس کرنا عورتوں کو خون حدث کا آنا ان چیزوں سے باوضو شخص کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جہاں وضو کی ضرورت ہے وہاں وضو کرنے کا حکم ہو جاتا ہے اور استحاضۂ قلیلہ کے علاوہ خون حدث میں وضو کے ساتھ غسل کا بھی حکم ہو جاتا ہے جنابت بھی ناقض وضو ہے لیکن جنابت کے بعد وضو کا حکم نہیں بلکہ فقط غسل کیا جاتا ہے علاوہ ان چیزوں کے اور کسی چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا

**مسنونات وضو** وضو کے قبل بسم اللہ کہنا سنت ہے اور جب کشادہ برتن سے نرم یا پیشاب کے بعد وضو کرے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے

گٹوں سے ایک مرتبہ ہاتھوں کا دھولینا اور پاخانہ کے بعد دو مرتبہ ہاتھوں کا دھونا اور ایسے ظروف کا داہنی طرف رکھنا اور داہنے ہاتھ سے چلّو میں پانی لینا سنت ہو اور مسواک کرنا اور تین مرتبہ کلی کرنا اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا بھی سنت ہے اور وضو کے اول و آخر میں سورۂ انا انزلنا کا پڑھنا اور آخر میں آیۃ الکرسی کا پڑھنا اور وضو کے وقت آنکھوں کا کھلا رکھنا اور اُن میں پانی پہونچانا اور وضو ٹھنڈے پانی سے کرنا بھی سنت ہے اور داہنے ہاتھ سے منھ دھونا اور وضو کی منقول دعاؤں کا ہر ایک کے موقع پڑھنا اور ایک مُد پانی وضو میں صرف کرنا اور دھونے میں ہاتھ کا بھی منھ اور ہاتھوں پر پھیرنا سنت ہے،

**مکروہات وضو** جُر پانی سے وضو کرنا اور فضلہ خوار جانور اور مرغی اور گدہے اور خچر اور چوہے اور سانپ وغیرہ اور ولدالزنا اور حائض و نفساء کے سوٗر[۱] سے وضو کرنا تصویر دار برتن سے وضو کرنا دھوپ کے گرم شدہ پانی سے وضو کرنا وضو کے پانی کا نجس موری میں بہانا آبِ وضو کا سے خشک کرنا بائیں ہاتھ سے منھ دھونا دوسرے شخص سے وضو میں مدد لینا مکروہ ہے اور وضو میں زیادہ پانی بہانا وضو میں زیادہ شک کر دخل دینا بھی مکروہ ہے اور اگر وسواس کی حد تک پہونچ جائے تو حرام ہے،

**وضو کے چند ضروری حکم** (۱) اگر وضو کی توڑنے والی کئی چیزیں پے در

---

[۱] سوٗر سے وہ قلیل پانی مراد ہے جس میں حیوان کا کوئی عضو لگ گیا ہو ۱۲

پیشاب پاخانہ اور نوم کے جمع ہو جائیں اور یکے بعد دیگرے وقوع آئیں تو سب کے لیے ایک وضو کافی ہے

(۲) جس شخص پر کئی چیزوں کے لیئے وضو واجب ہو مثلاً نماز کا وقت آگیا اور طواف کا بھی وقت آگیا ہے اور قرآن کا چھونا بھی نذر وغیرہ سے واجب ہو گیا ہو تو سب کی نیت سے ایک وضو کافی ہے

(۳) جو شخص خود وضو کرنے سے معذور ہو تو دوسرا شخص اسکو وضو کرا سکتا ہے اس طرح کہ خود نیت کرے اور دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے منھ دھلا دے مسح کر دے اور جو شخص بعض اعضا کے دھونے میں مجبور ہو تو جو خود کر سکتا ہو خود کرے اور جس میں مجبور ہے اسے دوسرا شخص پورا کر دے اور اگر موقع تقیہ کا ہے تو بجائے مسح کے پاؤں کا دھونا موزہ پر مسح کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہو جاتا ہے،

(۴) جس شخص کو پیشاب برابر جاری ہو یا قطرہ قطرہ آتا ہو یا دست جاری ہوں پس اگر کوئی وقت معین طور پر منجملہ اوقات نماز کے خالی ملتا ہو جس میں وضو اور نماز کی گنجائش ہو تو اسی وقت وضو اور نماز کا بجالانا لازم ہے اور اگر کوئی وقت نہ ملتا ہو تو ہر نماز کے لیئے جداگانہ وضو کرنا چاہیئے اور اسی حالت میں نماز پڑھ لینا کافی ہے،

(۵) اگر ہوا بہت گرم ہو اور دھوتے دھوتے پانی خشک ہو جاتا ہو تو اعضا کا یکے بعد دیگرے دھو لینا کافی ہے اور مسح کے لیئے ہاتھوں میں تری نہ رہے تو دیگر اعضائے وضو سے رطوبت لیکر مسح کرنا چاہیے اور اگر اعضا

اور دونوں ہاتھوں میں کسی طرح تری نہ رہ سکے تو خشک ہاتھ سے مسح کافی ہے اور احوط یہ ہے کہ آب تازہ سے بھی اسکے ساتھ مسح کرے اور بعد اسکے تیمم بھی کرلے ،

**ناظرین!** غور کریں کہ خدا کی عبادت کی اسلام میں کیا عزت ہے اور اہلبیت اطہار نے نماز کے لیئے طہارت کا کیا اہتمام تعلیم فرمایا ہے اور بارگاہ خدا میں حاضری دینے کے لیئے پاکیزگی کی کسقدر ضرورت ہے اور شریعت میں اسکے لیے کیسے محکم اور عاقلانہ قواعد ہیں ، خدا خود بھی پاک و پاکیزہ ہے اسکی صفات بھی پاک ہیں اور اسکی کتاب بھی اور جبرئیل نازل ہوئی وہ بھی طاہر اور جس جنت میں بندوں کو پہونچانا مقصود ہے وہ بھی پاک اور پاکوں کے لیئے سزاوار اسی لیئے وہ طہارت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

## غسل کا بیان

تمام ظاہری بدن بقصد اطاعت بندگی خدا دھونے اور سب جگہ پانی پہونچانے کا نام غسل ہے اور اسکے دو طریقے ہیں ترتیبی اور ارتماسی

غسل ترتیبی کے کئی طریقے ہیں اور سب میں جسم کے تین حصے کیے جاتے ہیں اول سر و گردن جسکو پہلے دھوتے ہیں دوسرے گردن کے نیچے کل جسم کا داہنا حصہ جو سر و گردن کے بعد دھویا جاتا ہو، تیسرے بایاں حصہ جو آخر میں دھویا جاتا ہے اور اس میں اسکا بھی لحاظ لازم ہو کہ پانی سب جگہ پہونچ جائے کوئی جگہ باقی نہ رہے بالوں کی جڑ و نیز بغل کے نیچے کا اور

ناک میں جسقدر جگہ کھلی ہوئی ہے کان ناک کے سوراخوں میں اور ان میں چہاچہا پانی کی جگہ ہے اگر کان میں بالیاں یا انگلیوں میں انگوٹھیاں ہوں تو انھیں حرکت دینا چاہیئے تاکہ پانی جلد تک پہونچ جائے لیکن جو اعضا اندرونی سمجھے جاتے ہیں مثلاً منھ اور ناک کے اندر پانی پہونچنا لازم نہیں اور اگر جسم نجس ہو تو پہلے پاک کرلینا اور اگر چکنائی ہو تو اسکا دور کرنا اور اگر کوئی چیز پانی پہونچنے سے مانع ہو تو اسکا بھی دور کردینا لازم ہے، اور **غسل ترتیبی** کے کئی طریقہ ہیں،

(۱) آب قلیل سے غسل کیا جائے اور نیت کرکے لوٹے وغیرہ سے اول سر وگردن پھر داہنی طرف پھر بائیں طرف دھوئے (۲) چلوؤں میں پانی لے لیکر ترتیب مذکور غسل کرے (۳) آب کثیر میں سروگردن دھونے کے قصد سے غوطہ لگائے اور باہر نکل کر دوبارہ داہنی جانب دھونے کے ارادہ سے اور اسی طرح تیسری مرتبہ بائیں جانب دھونے کے قصد سے پانی میں داخل ہو یا ہر مرتبہ باہر نہ نکلے بلکہ اول سروگردن کو ڈبوئے پھر داہنی شق کو پھر بائیں شق کو (۴) پانی کے اندر نیت کرکے سروگردن دھونے کے ارادہ سے سروگردن کو حرکت دے اسی طرح داہنی طرف کو پھر بائیں طرف کو (۵) بعض اعضا کو چلو یا کسی ظرف سے دھوئے اور بعض کو پانی میں داخل کرے،

**تنبیہ** لازم ہے کہ ہر حصۂ جسم کے دھونے میں دوسرے حصوں کا کوئی جزو شریک کرے تاکہ حصۂ مذکورہ کے پوری طرح دھو جانے کا یقین ہو جائے مثلاً سر وگردن کے دھونے میں سینہ اور شانہ اور پشت کے کنارے بھی کسی قدر دھوئے اور داہنی شق کے دھونے میں بائیں طرف کا کچھ حصہ اور کچھ حصہ

گردن کا اور بائیں شق دہونے میں داہنی طرف اور گردن کا کچھ حصہ شریک کرلے اور ناف اور عورتیں کو داہنے بائیں دونوں طرف دہوئے؛

**تنبیہ دوم** جتنے شرائط وضو میں بیان ہوے مثلاً پانی کا پاک ہونا وغیرہ سب غسل میں بھی معتبر ہیں البتہ موالات غسل میں شرط نہیں اور جائز ہو کہ ایک حصہ کے بعد جسم کے دوسرے حصہ کو دیر میں دہوئے پھر کچھ زمانہ تک توقف کرے کہ تیسرے حصہ کو دہونے اگرچہ حصۂ سابقہ خشک بھی ہوگیا ہو البتہ اولیٰ یہ ہے کہ موالات کی پابندی کیجائے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو موالات کا لحاظ واجب ہے؛

**دوسرا طریقہ** غسل کا جو ارتماسی ہے اسطرح کیا جاتا ہے کہ تمام جسم پانی کے باہر ہو اور نیت کرکے ایک مرتبہ پانی میں کود پڑے اور تلووں کو حرکت دیدے تاکہ انکے نیچے بھی پانی پہونچ جائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پانی کے اندر نیت کر کے ایک جگہ سے دفعۃً دوسری جگہ ہٹ جائے اور اگر کچھ پانی کے اندر اور کچھ باہر ہو اور نیت کرکے پانی میں غوطہ لگائے تو بھی کافی ہو لیکن احوط ترک ہے

**آب کثیر** میں غسل ارتماسی اور ترتیبی دونوں ہوسکتے ہیں اور آب قلیل کم از کر میں غسل ترتیبی محل تامل ہو؛

جسپر غسل واجب ہو گا سے اختیار ہو چاہے ترتیبی غسل کرے یا ارتماسی البتہ روزہ اور احرام میں غسل ترتیبی لازم ہو ارتماسی حرام ہو اور عمداً غسل ارتماسی کرنے میں روزہ صحیح ہوگا نہ غسل اور جب وقت تنگ ہو اور جانتا ہو کہ ترتیبی کی گنجائش نہیں تو ارتماسی لازم ہے ترتیبی صحیح نہوگا۔ اور غسل جب دونوں طرح ممکن ہو تو ترتیبی افضل ہو؛

جو غسل کہ واجب ہیں پانچ ہیں غسل جنابت غسل مس میت ان دونوں میں
مرد و عورت شریک ہیں غسل حیض غسل استحاضہ غسل نفاس یہ تینوں خاص
عورتوں کے غسل ہیں علاوہ اسکے ایک اور غسل واجب ہے جو دوسرے کو دیا جاتا ہے
یعنی غسل میت جس طرح سنتی غسل اغسال مسنونہ میں غسل مولود ہے جو بچہ کو دیا
جاتا ہے سنتی غسلوں کی کئی قسمیں ہیں **اول** جو بلحاظ مقام سنت ہیں وہ یہ ہیں،
(۱) کعبہ میں داخل ہونے کے لیے (۲) مسجد الحرام (۳) حرم کعبہ (۴) شہر مکہ میں داخلے
کے لیے (۵) شہر مدینہ (۶) حرم مدینہ (۷) مسجد نبی میں داخل ہونے کے لیے (۸)
مشاہد مشرفہ (۹) اور ہر مقام شریف میں داخل ہونے کے لئے **دوسرے** جو بلحاظ
زمانہ سنت ہیں مثلاً (۱) روز عید فطر (۲) روز عید قربان (۳) شب عید فطر (۴) روز
عرفہ (۵) روز ترویہ (۶) روز غدیر (۷) روز مباہلہ (۸) سترہویں ربیع الاول یعنی روز
ولادت رسولؐ خدا (۹) ستائیس رجب یعنی روز مبعث (۱۰) روز نوروز (۱۱) شب
نیمۂ شعبان (۱۲) ماہ رمضان کی ہر طاق رات میں (۱۳) روز جمعہ شرع میں غسل جمعہ
کی بہت تاکید ہے بلکہ بعض حدیثوں میں واجب فرمادیا ہے وقت اسکا صبح سے زوال
تک ہے اور روز شنبہ بہ نیت قضا غسل کرنا سنت ہے اور شب جمعہ اور پنجشنبہ کے دن
جمعہ بھی جائز ہے بشرطیکہ جمعہ کے دن پانی نہ ملنے کا اندیشہ ہو **تیسرے** وہ غسل جو بلحاظ
کسی فعل کے اس فعل سے پہلے کیے جاتے ہیں مثلاً (۱) غسل احرام (۲) غسل زیارت
(۳) غسل وقوف عرفات و مشعر کے لئے (۴) منی میں قربانی کے لیے **چوتھے** وہ غسل
جو بلحاظ کسی فعل کے بعد فعل کئے کے جاتے ہیں مثلاً (۱) توبہ کے بعد (۲) چھپکلی مارنے

کے بعد (۳) سولی دیے ہوئے شخص کو بعد تین دن گذرنے کے دیکھنے کی وجہ سے علاوہ انکے اور بھی اغسال ہیں جنکا بیان بلحاظ اختصار ترک کیا گیا،

غور کرنے والوں کو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کثرت سے واجب و سنت غسل قرار دینے میں کیسی کیسی دینی و دنیوی مصلحتیں ملحوظ ہیں اور کسقدر کثافت و گندگی اور میل کچیل سے بچایا ہے اور کس حد تک خدا اور رسول کو صفائی و پاکیزگی مطلوب ہے درحقیقت اگر کوئی شخص تمام واجب و سنت اغسال بجالانے کی پابندی کرے تو ہزاروں قسم کی بیماریوں اور خرابیوں سے محفوظ رہیگا اور چونکہ پابندی اسکی زحمت سے خالی نہیں اور اکثر نفوس پر شاق ہوتی ہے اس لیئے خدا کی حکمت متقضی ہوئی کہ دنیاوی فوائد کے علاوہ اخروی ثواب بھی مقرر کیا جائے اور اس پابندی کرنے والوں کی قدر بڑہائی جائے لہذا کہیں وجوبی حکم دیا کہیں سنت قرار دیا اور ثواب کثیر کا وعدہ فرمایا تاکہ اُسکے بندے ثواب کی امید میں غسل کریں اور ضمناً دنیوی او جسمانی مضرتوں سے بھی محفوظ رہیں،

**واضح** ہو کہ غسل جنابت کے ساتھ وضو نہیں ہو فقط غسل کافی ہے بلکہ ضروری سمجھ کر وضو کرنا حرام ہو اور غسل حیض و استحاضہ و نفاس کے ساتھ وضو لازم ہو خواہ غسل سے پہلے بجالائے یا غسل کے بعد اور یہی حکم غسل مس میت کا ہو اور جتنے غسل سنتی ہیں اُنسے حدث رفع نہیں ہوتا اگر حدث اصغر کا رفع مقصود ہو تو وضو کرنا غسل کے قبل یا بعد لازم ہے

**غسل** واجب وقت نماز داخل ہونیسے واجب ہوجاتا ہے اسی طرح ان

کاموں کا وقت آجانے سے واجب ہوجاتا ہے جنکے لیئے وجوب غسل مذکور ہوا لیکن غایات مسنونہ کے لیئے مثل تلاوت قرآن وغیرہ کے اغسال واجبہ بنیت ادا کیے جائینگے اور امور واجبہ کے لیے کافی ہوجائینگے ہاں اگر غایات مسنونہ نذر وقسم وغیرہ کے سبب سے واجب ہوجائیں تو غسل بھی انکے لیئے واجب ہوجائیگا اسکے بیان کے بعد غسل کی ہر قسم کے احکام جدا جدا بیان کیے جاتے ہیں،

## غسل جنابت کے اسباب کا بیان

پہلا سبب منی نکلنا ہے خواہ جاگتے میں نکلے خواہ سوتے میں قصد وارادہ سے نکلے یا مجبوری اور اس میں مرد اور عورت کا حکم یکساں ہے اگر ایسی رطوبت نکلے جسکا منی ہونا مشتبہ ہو تو شناخت کیلئے علامتوں پر نظر چاہیئے پس اگر شہوت اور جہندگی کے ساتھ نکلی ہو اور اسکے بعد عضو میں سستی بھی پیدا ہوئی ہو تو منی ہے ورنہ منی نہیں لیکن بیمار کے لیے جہندگی کا اعتبار ساقط ہے،

دوسرا سبب عورت کی قبل یا مرد وعورت کی دبر میں حشفہ کا داخل ہونا خواہ انزال ہو یا نہ ہو پس فاعل ومفعول دونوں پر غسل واجب ہوجاتا ہے چاہے یہ فعل دونوں کی رضامندی اور اختیار سے ہوا ہو یا غفلت یا مجبوری کی حالت میں،

**مسئلہ** نابالغ بھی انزال سے جنب ہوجاتا ہے مگر نابالغی میں غسل کرنا اسپر واجب نہیں ہوتا بعد بلوغ اگرچہ وہ بلوغ سن پورا ہونے سے ہوا ہو غسل واجب ہوجائیگا،

**مسئلہ** عورت کے ساتھ وطی فی الدبر حرام ہے لیکن اگر کوئی اسکا مرتکب ہو تو غسل کا حکم وہی ہے جو بیان ہوا،

**مسئلہ** مرد کے ساتھ لواطہ میں حرمت شدیدہ ہے اور حد بھی جاری ہوگی اور یہ فعل داخل کبائر ہے لیکن غسل کا یہاں بھی وہی حکم ہے،

واضح ہو کہ غسل جنابت کے بجالانے پر اتنی چیزیں موقوف ہیں نماز واجب وسنت طواف واجب اور روزۂ ماہ رمضان کی ابتدا یعنی صبح سے پہلے غسل کرلینا لازم ہے

**جو چیزیں جنب پر حرام ہیں** (۱) مسجد نبی اور مسجد الحرام میں داخل ہونا (۲) دیگر مساجد میں ٹھہرنا اور مشاہد مقدسہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں (۳) عزائم اربعہ کا پڑھنا یعنی جن سوروں میں سجدہ واجب ہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور وہ آیۂ سجدہ بھی نہ ہو (۴) قرآن کی تحریر کا چھونا اسماء خدا و اسمائے معصومین کا بھی یہی حکم ہے (۵) مسجد میں کسی چیز کا رکھنا اگرچہ باہر سے ہو، اگرچہ پاک ہو اور مسجد کے باہر ہو،

**مکروہات غسل** (۱) قرآن کی جلد یا غلاف یا حاشیہ اور خالی ورق کا چھونا (۲) قرآن کا اٹھانا یا گلے میں لٹکانا (۳) بغیر غسل کیے ہوئے سونا (۴) خضاب لگانا (۵) تیل ڈالنا (۶) کھانا پینا مگر سونے کی کراہت وضو کرلینے سے اور کھانے پینے کی کراہت وضو سے یا کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے سے دور ہو جاتی ہے،

**غسل کے مستحبات** (۱) غسل سے پہلے پیشاب کرلینا (۲) کلائی تک تین مرتبہ ہاتھوں کا دھونا (۳) تین تین مرتبہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا (۴) ایک صاع پانی سے غسل کرنا (۵) پانی کے ساتھ جسم پر ہاتھ بھی پھیرنا (۶) ہر حصہ میں تین مرتبہ ہونا (۷) شروع میں بسم اللہ کہنا (۸) اول و آخر دعا پڑھنا (۹) انگوٹھی وغیرہ جو پانی کی مانع نہ ہو اسکو

حرکت دینا یہ لغو و غسل ہیں سنت ہیں،
**مسئلہ** اگر غسل کرنے میں حدث اصغر صادر ہو تو غسل کو تمام کرکے دوبارہ غسل کرنا احوط ہے اور وضو بھی کرنا چاہیے،
**مسئلہ** جسکے ذمے کئی غسل ہوں اور اسمیں غسل جنابت بھی ہو تو ایک غسل بقصد غسل جنابت کافی ہے اور کئی سنتی غسلوں کی صورت میں کوئی ایک غسل کافی ہے،
عورتوں کے خاص غسل کے احکام علیحدہ ضمیمہ میں مذکور ہیں،
**غسل مس میت** آدمی جب مر کر ٹھنڈا ہو جائے اور ابھی غسل پورا نہ ہوا ہو تو اسکے چھو لینے سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ میت بچہ کی ہو یا بڑے کی مسلمان کی ہو یا کافر کی اگر ساقط شدہ حمل چار مہینہ کا ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے بلکہ اس سے کم میں بھی غسل احوط ہے اگر کسی کا بال میت کے لگ جائے یا کوئی شخص میت کے بال کو چھوئے تو غسل کی ضرورت نہیں باقی اجزا کا حکم یکساں ہے خواہ جاندار ہوں یا مثل ہڈی اور ناخن کے بے جان ہوں اگر مس برطوبت ہوا ہو تو جس عضو سے چھوا ہے اسکا دھونا بھی لازم ہے اور بغیر رطوبت کے احوط ہے
زندہ یا مردہ کا اگر کوئی جدا شدہ عضو ہو اور اس میں ہڈی بھی ہو تو اسکے بھی چھونے سے غسل واجب ہوگا البتہ خالی گوشت بے ہڈی کا ہو تو غسل واجب نہیں لیکن اگر خالی ہڈی ہو تو اسکے چھونے میں غسل احوط ہے
جسکے جسم کا ٹکڑا جدا ہو کر مردہ ہو گیا ہو خود بھی اسکو چھوئے تو غسل واجب ہو جائیگا
**زندہ** آدمی کا ٹوٹا ہوا دانت چھونے سے غسل لازم نہیں ہوتا،

## شہید کا جسم چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا،

**مسئلہ** جسپر مس میت کا غسل واجب ہو وہ مسجد میں جا سکتا ہے عزائم کی تلاوت کر سکتا ہے

**تنبیہ** میت کے چھونے سے جو غسل کا حکم دیا ہے اس میں شارع نے جو مصلحت قرار دی ہے اسکو وہ خود بہتر جانتا ہے لیکن بظاہر اسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے جسم میں جب تک روح باقی ہے جو مدبر بدن ہے اُسوقت تک اصلاح کرتی رہتی ہے لیکن جب روح جدا ہوگئی فوراً جسم میں تغیر شروع ہو جاتا ہے اور فساد پیدا ہو جاتا ہے اور چونکہ زندوں کی مصلحت مقدم ہے اسلیئے غسل کا حکم دیکر اُنکا تحفظ فرمایا ہے علاوہ اسکے موت اور حیات میں چونکہ شدید مغائرت ہے اسلیئے زندوں کو مردوں سے وحشت رہتی ہے اور قوت خیال طرح طرح کے وسواس پیدا کرتی ہے جس سے ضرر کا اندیشہ ہے اسلیئے مناسب ہوا کہ مردے کے چھونے سے زندوں کو غسل کا حکم دیا جائے تاکہ وسواس دفع ہو جائے اور ضرر پیدا نہو،

غسل میت اور اموات کے دیگر احکام ضمیمہ کے طور پر یکجا تحریر کیے گئے ہیں

## تیمم کا بیان

تیمم اضطراری طہارت ہے جو وضو اور غسل کے بدلے میں کیجاتی ہے واضح ہو کہ تیمم اُسوقت جائز ہے جب پانی کا استعمال نہو سکے خواہ اسلیئے کہ پانی ہی بقدر ضرورت موجود نہو یا موجود ہو اور بخس یا غصبی ہو یا وہاں تک دسترس نہو یا اُسکے استعمال سے ضرر کا اندیشہ ہو یا اتنا وقت نہو کہ وضو یا غسل کر سکے جب پانی موجود نہو تو آبادی یا قافلہ میں تلاش کی کوئی حد مقرر نہیں اسقدر

ڈھونڈھنا لازم ہو کہ پانی سے ناامیدی ہو جائے اور صحرا میں تلاش کیلئے حد معتبر ہی پست و بلند زمین میں چاطرف اتنی اتنی دور تک کہ متوسط قوت کا آدمی معتدل کمان سے معتدل وقت میں اگر تیر لگائے تو وہاں تک پہونچ جائے اور صاف و ہموار زمین میں اسکا دونا لیکن جہاں جہاں پانی نہ ہونے کا یقین ہو ادھر تلاش کی ضرورت نہیں اور اگر اس مقدار سے زیادہ فاصلہ پر یا اطراف اربعہ کے درمیان میں پانی کا یقین ہو اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو حاصل کرنا واجب ہی پانی کی تلاش کیلئے کسی معتبر شخص کو وکیل کرنا جائز ہی اگر دو عادل گواہی دیں کہ یہاں پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا پھر بھی احوط ہی اگر اتنا پانی ہو جو کافی نہو تو بمنزلہ نہ ہونے کے ہو

پانی تک دسترس نہونے سے یہ مراد ہو کہ پانی موجود ہے مگر راہ میں درندہ یا چور یا کسی طرح کا خوف ہی جس سے جان یا مال یا آبرو کو ضرر پہونچ سکتا ہی یا ضعف و پیری مانع ہی یا پانی کنویں میں ہی اور ڈول رسی موجود نہیں اور نہ کوئی لباس ایسا ہو جسے صحیح طور پر یا پھاڑکر رسی کی جگہ کام میں لاسکے اور نہ یہ چیزیں بقیمت مل سکتی ہوں یا مل سکتی ہوں اور قیمت دینے کی قدرت نہ ہو یا پانی دوسرے کی ملک ہو اور وہ راضی نہو یا قیمت مانگتا ہو اور قیمت دینے سے یہ شخص عاجز ہو پس اگر پانی بقیمت ملتا ہو اگرچہ دونی چوگنی قیمت ہو اور یہ شخص دے بھی سکتا ہو اور اسکی حالت کیلئے مضر نہو تو مول لینا واجب ہوگا چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وضو کا پانی سوا شرفی کو مول لیا تھا اسی طرح ڈول رسی

کی قیمت کا حکم ہے اور اگر قیمتی کپڑا ہو اور اُسکے چاک کرنے سے پانی کنویں سے نکل سکتا ہو تو چاک کرنا لازم ہوگا بلکہ اگر زمین کھود کر پانی نکل سکتا ہو اور کھودنا باعث ضرر نہو تو لازم ہوگا،

اور پانی کے استعمال سے ضرر کا اندیشہ جو مذکور ہوا اُس سے ایسا ضرر مراد ہے جسکا برداشت کرنا بسبب عادت شاق ہو مثلاً خوف ہو کہ کوئی بیماری پیدا ہو جائیگی یا بڑھ جائیگی یا طول مرض ہو جائیگا، اگر خوف ہو کہ پانی کے استعمال کرنے سے کوئی پیاسا جو قابل حفاظت ہے بالفعل پیاس سے ہلاک ہو جائیگا یا کچھ دیر کے بعد تشنگی لاحق ہوگی اور پانی نہ ملیگا اور ہلاکت کا اندیشہ ہو عام اس سے کہ اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو یا کسی اپنے متعلق کی ہلاکت کا یا اپنے قافلہ میں کسی کی ہلاکت کا بلکہ کسی اپنے محترم حیوان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو بھی تیمم کا حکم ہے،

**جن چیزوں پر تیمم صحیح ہے** تیمم خالص مٹی پر کرنا چاہیے خواہ وہ سفید ہو یا رنگین اور اگر مٹی نہو تو بالو یا غیر معدنی پتھر پر کرنا چاہیے، پکی ہوئی مٹی پر مثل اینٹ اور خزف کے تیمم صحیح نہوگا اور سونے چاندی تانبے رانگے لوہے یا مثل سنگ مرمر کے معدنی پتھر پر یا عقیق وفیروزہ پر صحیح نہیں، مٹی نہو تو غبار پر بھی تیمم صحیح ہے، غصبی اور نجس زمین پر تیمم ناجائز ہے آٹے اور راکھ پر تیمم صحیح نہیں اور زمین شورہ زار پر تیمم مکروہ ہے بشرطیکہ اسپر نمک جما نہو اور ریت کی مٹی پر اور جس مٹی پر چلنے پھرنے ہوں اور بالو پر تیمم مکروہ ہے اور سنت ہے کہ تیمم کی مٹی اونچی زمین کی ہو،

**مسئلہ** اگر تیمم کی مٹی سونے یا چاندی کے برتن میں ہو تو تیمم صحیح نہوگا، اور یہی حکم

غصبی برتن کا ہے، زمین اگر نہ ممکن ہو تو کپڑوں اور نمد کے غبار پر تیمم ہو سکتا ہے

**مسئلہ** جب شخص کو نہ تیمم کی چیز ممکن ہو اور نہ پانی اس سے نماز ساقط ہے لیکن بعد تمکن قضا واجب ہے، اور احوط ہے کہ بے طہارت کے بھی نماز پڑھے اور قضا بھی پڑھے

## اُن امور کا بیان جنکے لئے تیمم کیا جاتا ہے

نماز واجب اور طواف واجب کے لئے تیمم واجب ہے، اسی طرح ان سب چیزوں کے لئے جنکے لئے وضو اور غسل واجب ہے، اگر کوئی شخص مسجد الحرام یا مسجد نبوی میں محتلم ہو تو اُس پر اسلئے تیمم واجب ہے تاکہ وہاں سے باہر آسکے یہ وہ مقام ہے جہاں باوجود پانی کے تیمم کا حکم ہے، اسی طرح نماز میت کے لئے اور سونے کے لئے بھی باوجود پانی کے تیمم ہو سکتا ہے مگر واجب نہیں سنت ہے، اور جہاں وضو و غسل شرط ہے مثل نماز سنتی کے وہاں بحالت عذر تیمم بھی شرط ہے،

## تیمم کے شرائط

اعضائے تیمم کا پاک ہونا، ماسح و ممسوح میں کسی حائل و مانع کا نہ ہونا، تیمم کی جگہ کا پاک و مباح ہونا، افعال تیمم کا خود بجالانا، ترتیب یعنی اوّل پیشانی کا مسح کرنا پھر داہنے ہاتھ کا پھر بائیں ہاتھ کا، موالات یعنی بے تاخیر ان افعال کا بجالانا،

## تیمم کا طریقہ

دونوں ہاتھ بعد نیت کے زمین پر ایک ساتھ مارنا واجب ہے زمین پر رکھ دینا کافی نہیں اور نہ ایک ہاتھ کی ضرب کافی ہے اور نہ علی التعاقب دونوں ہاتھوں کا مارنا کافی ہے پھر دونوں ہاتھوں سے پیشانی اور کنپٹیوں کا مسح کرنا واجب ہے اور اسکی ابتدا بالوں کے اُگنے کی جگہ سے چاہئے اور انتہا ابرو اور ناک کی جانب اعلیٰ تک چاہئے اور مسح اوپر سے نیچے کو ہونا چاہئے اُسکے بعد بائیں ہاتھ

سے داہنے ہاتھ کی پشت کا مسح کرنا چاہیئے گٹوں سے انگلیوں کے سرے تک پھر کف دست سے پیر بائیں ہاتھ کا اسی طرح داہنے ہاتھ سے مسح کرنا چاہیے انگلیوں کے درمیان کا مسح لازم نہیں ہے اور مسح میں لازم ہے کہ پیشانی ساکن رہے ہاتھ کو حرکت دیجائے اور پشت دست ساکن ہو اور جس ہاتھ سے مسح کرتا ہے اوسے حرکت ہو تیمم بدل وضو میں ایک ہی ضرب پیشانی اور ہاتھوں کے لیئے کافی ہے اور غسل کے بدلے میں ایک ضرب پیشانی کیلئے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لیئے چاہیئے اور احوط ہے کہ وضو اور غسل دونوں کیلئے یک ضربی تیمم بھی کیا جائے اور دو ضربی بھی۔

**تیمم کے احکام** آخر وقت سے پہلے تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ آخیر وقت تک عذر برطرف ہو جانے کی امید بھی ہو اور انتظار کرنا احوط ہے وقت سے پہلے تیمم جائز نہیں۔ تیمم کے بعد وہ سب چیزیں جائز ہو جاتی ہیں جو وضو اور غسل سے جائز ہوتی ہیں اور جو تیمم ایک نماز کے لیے کیا جائے اُس سے دیگر اوقات کی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے جب تک عذر باقی رہے اور تیمم کی توڑنیوالی کوئی چیز صادر نہ ہو تیمم بدل وضو ہو یا بدل غسل حدث اکبر سے ٹوٹ جاتا ہے اور وضو کے بدلے کا تیمم حدث اصغر سے بھی ٹوٹ جاتا ہے لیکن تیمم اگر بدل غسل کیا ہے تو حدث اصغر کے بعد احتیاطاً یہ کہ تیمم پھر کرے مگر نہ اس میں بدل وضو کی نیت کرے اور نہ بدل غسل کی بلکہ یہ نیت کرے کہ جو کچھ میرے ذمہ واجب ہے خواہ وہ وضو ہو یا غسل اُسکے بدلے میں تیمم کرتا ہوں اور احتیاطاً وضو بھی کرے اور اگر تیمم پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا ہو تو پانی کا دستیاب ہو جانا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو وضو یا غسل لازم ہو جا

ہو، جو نمازیں تیمم سے پڑھی ہیں پھر اُنکے اعادہ کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ کافی ہیں،
اگر وہ عذر جسکی وجہ سے تیمم کیا ہو برطرف ہو جائے تو تیمم خود بخود ٹوٹ جاتا ہی، اور اگر
مثلاً نماز پڑھ چکا تھا اور وقت ابھی باقی ہو تو نماز کا اعادہ احوط ہے،
اگر اعضاے تیمم پر چہرہ پر تو چہرہ پر مسح کیا جائیگا اور اگر زخم یا پھوڑا ہو اور اُسپر ہاتھ
پھیرنا مضر ہو یا مقام نجس ہو تو اُسپر جبیرہ کیا جائیگا اور جبیرہ پر مسح کیا جائیگا،

**قبلہ کا بیان** اہل اسلام کا قبلہ خانۂ کعبہ ہی جو ملک حجاز شہر مکہ میں واقع ہے
واضح ہو کہ کعبہ کا استقبال یعنی اس طرف منھ کرنا کہیں واجب ہے اور کہیں صحت عمل
کی شرط ہی اور بعض جگہ سنت اور بعض جگہ حرام ہے اور کہیں مکروہ بھی ہی، استقبال
نماز واجب میں خواہ ادا ہو یا قضا یومیہ ہو یا غیر یومیہ نماز احتیاط ہو یا اعادہ
واجب ہے، نماز میت کا بھی یہی حکم ہی، سجدۂ شکر اور سجدۂ قرآن میں البتہ واجب
نہیں نماز کے علاوہ بوقت ذبح بھی ذبح کرنے والے کو رو بقبلہ ہونا اور ذبیحہ
کو رو بقبلہ کرنا واجب ہے، اور نزع کی حالت میں محتضر کو رو بقبلہ کر دینا واجب ہے اور
وقت نماز میت کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ قبلہ کا خط اُسکے جنازہ پر عمود ہو
اور سرہانا نماز پڑھنے والے کے داہنی طرف ہو،
سنتی نمازمیں قبلہ رو ہونا شرط صحت ہی لیکن سواری پر یا راہ چلنے میں اگر نماز کا
موقع ہو تو یہ شرط بھی اُٹھ جائیگی،
بیت الخلا میں استقبال قبلہ حرام ہے اور پشت بقبلہ ہونا بھی حرام ہی جو بیان
ہو چکا اور جن مقامات میں استقبال سنت ہی یہ ہیں تعقیبات نماز سجدۂ شکر دعا

کے اور تلاوت قرآن کیوقت، قاضی کے پاس جب مقدمات پیش کرے،
اور تھوکنے کے یا ناک صاف کرنے کے وقت، پائجامہ پہننے کے وقت ہمبستری
کے وقت اور اُن اوقات میں کہ قبلہ رو ہونا قبلہ کی تعظیم و احترام کے خلاف ہو
استقبال مکروہ ہے،

**نماز میں استقبال کا طریقہ** اسقدر کافی ہے کہ عرف میں کہا جائے کہ یہ شخص قبلہ رو ہے جسکا استقبال کیا جاتا ہے فقط وہ عمارت کعبہ نہیں
ہے بلکہ زمین کے نیچے کے طبقہ سے لیکر آسمان تک جسقدر تحت و فوق میں عمارت
کعبہ کے مقابل ہے قریب بعید سب کے لیے یہی قبلہ ہے پس اگر قریب ہے اور کعبہ کو دیکھ
سکتا ہے تو اُسکے مقابل اسطرح کھڑا ہوگا کہ اگر خط مستقیم کھینچا جائے تو کعبہ پر پہنچے
اور اگر دور ہو کہ کعبہ تک نظر نہیں پہونچ سکتی تو اس طرح کھڑا ہوگا کہ اگر حجاب اُٹھ
جائیں تو قبلہ رو نظر آئے اور بالفعل علامات و قرائن سے مقابل ہونے کا یقین
نہ ہو تو گمان کافی ہے اور گمان خواہ اپنی تحقیق سے حاصل ہو یا عادل کے
کہنے سے یا فاسق یا کافر کے کہنے سے سب یکساں ہے اور واضح رہے کہ جسقدر دوری
بڑھتی جاتی ہے اُسی قدر مقابلہ کی مقدار وسیع ہوتی جاتی ہے مثلاً پانچ گز چوڑا
مینار ہو تو قریب کے مقام میں برابر برابر دس آدمی کھڑے ہوسکیں گے اور ایک
میل کے فاصلہ پر بجائے دس کے بیس آدمی مقابل کھڑے ہونگے اور سب کو
ظاہر نظر میں یہی معلوم ہوگا کہ ہم مقابل ہیں اور دو تین میل کے فاصلہ پر چالیس
آدمی یہی سمجھیں گے غرض جتنا فاصلہ زیادہ ہوتا جائیگا مقابلہ کی وسعت بڑھتی

جائیگی یہاں تک کہ شہر کا شہر اور ملک کا ملک کبھی مقابلہ میں محسوب ہو جاتا ہو چنانچہ ہندوستان کا بڑا حصہ قطب کو داہنے شانے کے مقابل لیکر نماز پڑہتا ہو اور سب قبل قبلہ سمجھے جاتے ہیں اور نمازیں صحیح ہوتی ہیں اگرچہ خط مستقیم مصلی کے قدم سے کعبہ تک نہ پہونچے لیکن مقابلہ کی صحت کے لیئے بعید مقامات پر کسی علامت کی ضرورت ہو خواہ اُس علامت کا اعتبار شرع سے ثابت ہو یا قواعد سے لہذا کچھ علامتیں جو معتبر قرار دی گئی ہیں بیان کی جاتی ہیں،

**منجملہ** دائرۂ ہندیہ ہو کہ جسکو با اطلاع لوگوں نے معتبر مان لیا ہو اور جہاں کا قبلہ معلوم کرنا ہو وہاں کا عرض وطول بلد اور مکہ کا عرض وطول بلد معلوم ہونے کے بعد بقاعدۂ معینہ اُس سے معلوم ہو سکتا ہو ایک علامت کسی معصوم کی قبر شریف ہو، ایک علامت وہ محراب ہو جہاں کسی معصوم کا نماز پڑہنا ثابت ہو نیز مسلمانونکے قبور اور مسجدیں بھی علامت قبلہ ہیں جب تک غلط بنائے جانے کا علم نہ ہو جائے، اہل مغرب کے لیے ثریا کا داہنی جانب اور عیوق کا بائیں جانب لینا اور عراق والوں کے لیے آفتاب کا بعد زوال داہنے ابرو کے مقابل آجانا بھی علامت قبلہ ہو، ایک بڑی علامت ستارۂ جدی ہو جسکو پس پشت لینا اہل موصل کے لیئے داہنے کان کے عقب میں لینا اہل شام کے لیئے اور اُسکے مقابل لینا اہل عدن کیلیئے اور داہنے شانہ کے مقابل لینا اہل ہند کے لیے علامت قبلہ ہے،

**قبلہ کے احکام** جو شخص باوجود علم عمداً نماز میں استقبال ترک کرے نماز

اسکی باطل ہو اور جسنے غفلت سے یا بھول کر یا نادانی سے خلاف قبلہ نماز پڑھی ہو اور انحراف اتنا ہو کہ قبلہ داہنے یا بائیں شانے پر ہو جائے تو غلطی معلوم ہونے کے بعد اگر وقت باقی ہو تو دوبارہ پڑھے اور اس سے کم انحراف ہو اور بعد نماز ظاہر ہو تو نماز صحیح ہو اور اگر پڑھتے ہیں ظاہر ہو تو قبلہ رو ہو جانا چاہیے اور اگر قبلہ پشت پر ہو گیا ہو تو وقت میں اعادہ اور بعد وقت کے قضا لازم ہے،

کشتی اور جہاز میں ابتداءً استقبال کر لینا چاہیئے پھر اگر رُخ بدل جائے اور اُس شخص کو معلوم بھی ہو جائے اور گھوم جانا ممکن ہو تو رخ بدل دینا چاہیئے اور اگر ناممکن ہو تو کسی طرح نماز تمام کرے،

جہاں قبلہ بالکل معلوم نہو سکے اور گمان بھی کسی طرف نہو تو وہاں چار طرف نماز پڑھنا چاہیے

## مصلی کے لباس کا بیان

مرد پر آگے پیچھے کا چھپانا اور علی الاحوط ناف سے گھٹنوں تک چھپانا واجب ہے خواہ کوئی دیکھنے والا ہو یا نہو یہاں تک کہ اندھیرے میں بھی، اور اسی طرح عورت پر وضو میں ہونے کی مقدار چہرہ اور گٹوں سے ہاتھ چھوڑ کر تمام جسم کا چھپانا نماز میں واجب ہے لیکن اگر نامحرم سامنے موجود ہو تو پورا ستر چاہیے اور بالوں کا چھپانا کنیز پر واجب نہیں اگر نامحرم نہو،

ستر مذکور ہر طرف واجب ہے مگر پاؤں کی جانب واجب نہیں البتہ اگر ستون پر کھڑا ہو اور نیچے کیطرف سے عورتیں کا نظر آنا ممکن ہو تو تحت کی جانب سے بھی ستر واجب ہوگا،

## لباس کے اوصاف و شرائط

نماز کا لباس چاہیے کہ پاک ہو اسکا

کوئی قلیل جزو بھی اگر نجس ہو گا بلکہ نجس تاگے سے بھی اگر سیا ہوا ہو گا تو نماز صحیح
نہ ہوگی مگر جو کپڑا اتنا چھوٹا ہو کہ تنہا اُس سے ستر نہ ہو سکتا ہو جیسے ٹوپی ازار بند تو اُسکا
پاک ہونا لازم نہیں البتہ اولیٰ ہو مگر جو ستر کے قابل ہو اور اُسکو تہ کر کے جیب میں
رکھ لے تو نماز صحیح نہ ہوگی کسی اور نجس چیز کا نماز میں ہمراہ رکھنا مثلاً نجس پیسہ یا چاقو
یا کاغذ قابل احتیاط ہو،

**دوسرے** یہ کہ مباح ہو پس اگر کوئی لباس خواہ ساتر ہو یا غیر ساتر یا کوئی چیز
لباس کے ہمراہ غصبی ہو تو اُسمیں دانستہ عمداً نماز پڑھنے سے نماز باطل ہو یہاں
تک کہ ایک تار بھی لباس کا غصبی ہو گا تو نماز باطل ہو گی

**تیسرے** یہ کہ لباس سونے کے تاروں کا نہ ہو، مگر یہ حکم مردوں کے لیے ہے
اور مردوں کو غیر نماز میں بھی ایسا لباس پہننا جائز نہیں ہو اگرچہ نیچے چھپا ہوا
ہو اور جس پر سونے کا پانی ہو اُسکا بھی حکم یہی ہو اور سونے کی کوئی چیز اگر جیب وغیرہ میں
ہو تو ضرر نہیں لیکن اگر ہاتھ میں انگوٹھی سونے کی ہو یا گھڑی کی زنجیر یا عینک
کی کمانی سونے کی ہو اور مستور نہ ہو تو نماز باطل ہو اور غیر نماز میں بھی پہننا جائز نہیں
اسلئے کہ مردوں کو سونے سے زینت کرنا حرام ہو،

**چوتھے** یہ کہ وہ لباس مردوں کے لیئے حریر محض کا نہ ہو خواہ ساتر عورت ہو
یا اُسکے علاوہ یہانتک کہ جو لباس تنہا نماز کے لیئے کافی نہیں وہ بھی حریر محض کا نہ
ہونا چاہیئے، ہاں اگر خالص نہ ہو تو جائز ہو اور مردوں کو غیر نماز میں بھی جائز نہیں ہو
بشرطیکہ کوئی ضرورت شرعی پیش نہ ہو ورنہ جائز ہو بلکہ وقت ضرورت نماز بھی

جائز ہو مثلاً لڑائی کا وقت ہو یا سخت سردی ہو اور دوسرے لباس کا موقع نہیں ہو، عورتوں کے لئے نماز اور غیر نماز دونوں حال میں جائز ہے اور چار انگشت سے زائد گوٹ کا ترک احوط ہو بلکہ مطلقاً ترک احوط ہے اگر ریشم کا کپڑا تکیا ہو اجیب میں ہو تو مضائقہ نہیں ان در لباس کے سوا دیگر استعمالات جائز ہیں مثل فرش و لحاف وغیرہ کے

**مسئلہ** نابالغ لڑکوں کو لباس حریر پہنانا جائز ہے۔

**پانچویں** یہ کہ وہ لباس غیر ماکول کے اجزا کا نہ ہو اگرچہ اجزا ایک بھی بال یا اس حیوان کو ذبح کر لیا ہو یا ابھی وہ زندہ ہو یا خون جہندہ نہ رکھتا ہو یہاں تک کہ اگر مصلے کے کپڑے یا بدن میں اس حیوان کے بال یا دیگر اجزائے فضلات مثل پسینہ و آب دہن کے چپٹے ہوئے ہوں تب بھی جان بوجھ کر پڑھنے سے نماز نہ ہوگی البتہ اگر یہ چیزیں اپنی یا کسی دوسرے انسان کی ہوں تو مضائقہ نہیں، ہاں اگر آدمی کے بالوں کا لباس بنا ہوا ہو تو اجتناب چاہیئے

خز اور سنجاب اگر خالص ہوں تو ان میں نماز صحیح ہوگی، شہد اور موم اگرچہ حیوان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن نماز ان میں صحیح ہے، جس حیوان میں گوشت نہیں ہوتا مثل مکھی اور مچھر کے اس کے اجزا کا بھی مضائقہ نہیں،

**مسئلہ** اگر معلوم نہ ہو کہ لباس ماکول اللحم کے بال یا کھال کا ہے یا غیر ماکول کی تو اس میں ترک نماز احوط ہے بابات وغیرہ شہادت تجار ماکول کے بال میں،

**چھٹے** یہ کہ وہ لباس میتہ کے اجزا کا نہ ہو چاہے ماکول اللحم کا میتہ ہو یا غیر ماکول کا وہ میتہ

نجس ہو یا پاک، میتہ کی کھال دباغت کے بعد بھی قابل نماز نہیں ہوتی، مسلمان کے ہاتھ سے جو حیوانی اجزا کا مشکوک الحال لباس لیا جائے ذبیحہ کے حکم میں ہے، اور اگر کسی کافر کے ہاتھ سے لیا جائے تو میتہ کے حکم میں ہے اسی طرح اگر مسلمان کو کیا جائے پھر معلوم ہو جائے کہ اُسے کافر سے بے تحقیق لیا ہے لیکن اگر کافر سے لیا جائے اور یقین ہو کہ اُسنے مسلمان سے لیا ہے تو اشکال ہے اگر لباس کے سوا میتہ کے اجزا نماز گزار کے ساتھ ہوں تو بھی نماز باطل ہے

**ساتویں** یہ کہ لباس شہرت نہ ہو اور اُس سے یہ مراد ہے کہ اپنی حیثیت حالت و شان کے بجسب عرف خلاف ہو مثلاً عالم کے لیئے ایک سپاہی کا لباس یا سپاہی کے لیے عالم کا،

مردوں کو خاص زنانہ لباس اور عورتوں کو مخصوص مردانہ لباس پہننا جائز نہیں ہے اور نماز میں بھی اجتناب چاہیئے،

**مکروہات لباس** مرزہ اور چادر اور عمامہ اور عبا کے سوا سیاہ لباس مردوں عورت دونوں کیلئے نماز میں مکروہ ہے، فقط پائجامہ پہنکر نماز پڑہنا، کرتہ پر لنگی باندہ کر دامنے ہاتھ کے نیچے سے کپڑا نکالکر شانہ پر ڈالنا تصویردار لباس یا انگوٹھی پہننا لوہے کی چیز کھلی ہوئی ہمراہ رکھنا، مردوں کو ڈھاٹا باندہنا عورتوں کو نقاب ڈالنا بشرطیکہ یہ دونوں مانع قرات نہوں عورتوں کو پازیب چھاگل جس میں صدا ہو پہننا لباس کے بند کھلکنا کفار اور اعداے دین و بے احتیاط لوگوں کا لباس پہننا بہت میلے کپڑے پہننا بہت چست کپڑے پہننا نجس ٹوپی یا ازار بند کے ساتھ نماز پڑہنا دھوں کو جانوروں کا لباس نماز میں پہننا بھی مکروہ ہے،

**لباس مستحب** عمامہ میں تحت الحنک رکھنا، ردا پہننا علی الخصوص امام کو متعدد کپڑے پہننا، عقیق کی انگوٹھی پہننا، روئی کا بنا ہوا لباس پہننا، سفید لباس پہننا، زنان صاف و پاکیزہ لباس پہننا، خوشبو لگانا نماز میں سنت ہے۔

**نماز کے مکان کا بیان** شرط ہے کہ مکان نماز مباح ہو خواہ وہ فرش ہو یا فرش کے نیچے کی جگہ یا چھت کے نیچے کا حصہ ہو جس پر وہ سقف قائم ہو یا دوسری منزل جو نیچے کی ہوا سے ہے۔ نیچے کی زمین ہو یا مکان کی فضا جس میں قیام و قعود و رکوع ہوتا ہے سب مباح ہونا شرط ہے یہاں تک کہ جس خیمہ میں نماز پڑھتا ہو وہ خیمہ اور اس کی میخ اور طناب تک بھی مباح ہونی احوط ہے اور اسی طرح اگر اوپر کی چھت یا اطراف کی دیوار یا کوئی اینٹ غصبی ہو تو اجتناب احوط ہے۔ اللہ اکبر شریعت کو حفظ حقوق میں کس قدر اہتمام ہے اور عبادات کو مظالم سے کس قدر بچایا ہے اور اس میں کس قدر صفائی اور پاکیزگی مقصود ہے۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

غصبی مکان میں چونکہ نماز باطل ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غصب کی کچھ تفصیل کیجائے۔ غصب سے مراد غیر کے عین مال یا منفعت میں بے اجازت و رضامندی تصرف کرنا ہے لہذا غیر کے مکان میں مالک کی اجازت لازم ہے اور اپنا مکان اگر کرایہ پر دیا جائے تو بھی اس میں کرایہ دار کی اجازت لازم ہے مشترک مکان میں شریک کی اجازت لازم ہے اور رہن میں راہن کو مرتہن کی اور مرتہن کو راہن کی اجازت لازم ہے اگر قرض خواہوں کا حق مال میت سے متعلق ہو یا میت کی وصیت کسی مال سے متعلق ہو تو یہ بھی قابل لحاظ ہے یہاں تک کہ اگر مسجد میں کوئی شخص کسی جگہ بیٹھ جائے یا کسی مدرسہ میں کسی حجرہ پر کوئی طالب علم قبضہ

کرے اور اُسے ہٹا کر قبضہ کیا جائے تو نماز صحیح نہوگی، اجازت کی کئی صورتیں ہیں
اوّل یہ کہ بصراحت ہو دوسرے اجازت فحوائی مثلاً کسی کو مکان میں رہنے کی اجازت
دی ہو تو نماز میں بدرجۂ اولیٰ اُسکی اجازت سمجھی جائیگی، تیسرے اجازت بقرائن حال
جسطرح حمام اور کاروانسرائیں رضائے مالک سمجھی جاتی ہے لیکن چاہیے کہ یقینی رضا سندی کے قرائن ہوں

مسئلہ ماں باپ بہن بھائی ماموں خالہ چچا پھوپھی دادا نانا دوست احباب کے گھروں میں
بے پوچھے ہوئے نماز پڑھ سکتے ہیں جبتک اُنکی ناراضی کا علم نہو،

مسئلہ وسیع میدان اور جنگلوں میں نماز کیلئے مالک سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں
البتہ اگر اُس نے منع کر دیا ہو تو نہ پڑھنا جہانتک ممکن ہو احوط ہے،

**دوسری شرط** یہ ہے کہ نماز کی جگہ مستقر ہو کہ بدن ساکن رہ سکے پس بحالت اختیار
غلہ کے انبار پر اور روئی کے ڈھیر پر اور بالو پر اور جہاں جہاں قدم نہ جم سکے نماز صحیح
نہوگی اسیطرح چلتی ہوئی گاڑی اور کشتی یا جہاز پر صحیح نہوگی لیکن بحالت اجبار و اضطرار
یا تنگی وقت صحیح ہے چاہیے بدن کو تسکین رہے یا مکان متحرک ہو اگر قبلہ کا رخ بدل جائے تو
چاہیئے کہ خود بھی گھوم جائے **مسئلہ** تیز ہوا اور سخت بارش اور جہاں لوگوں کا ہجوم
ہو کہ استقرار باقی رہنا دشوار ہو نماز پڑھنے سے اجتناب چاہیے **مسئلہ** جہاں شور
وغل زیادہ ہو اور افعال نماز ادا کرنے میں اطمینان حاصل نہو وہاں سے اجتناب
چاہیے مثلاً شیر درکا شبہ اگر ٹوٹی ہوئی دیوار یا چھت کے نیچے **مسئلہ** معصوم کی قبر یا
قرآن کے ورق پر اگر معاذ اللہ نماز میں قدم رکھے تو نماز صحیح نہوگی قبر معصوم کو پس پشت لیکر
اُنکی قبر کے مقابل آگے ہو کر بھی نماز نہ چاہیے بلکہ کچھ پیچھے ہٹ کر نماز ادا کرنا چاہیے

**مسئلہ** ایسے بہت ہی تنگ مقام میں نماز صحیح نہ ہوگی جہاں قیام وقعود ممکن نہ ہو
**مسئلہ** کعبہ کے اندر اور اُسکی چھت پر جبتک کوئی مجبوری نہ ہو واجب نماز نہ چاہیے اور بحالت مجبوری مقام سجدہ کے آگے کوئی جزو بڑا ہونا لازم ہے
**یہ بھی شرط ہے** کہ مکان نماز اس طرح نجس نہ ہو کہ مصلّی کا بدن اور لباس اُس سے نجس ہو جائے لیکن اگر خشک ہو تو نماز صحیح ہو جائیگی البتہ اگر عین نجاست ہو تو اجتناب چاہیے اور احتیاط یہ ہے کہ مکان نماز بالکل پاک ہو لیکن سجدہ کا مقام ہر طرح پاک ہونا چاہیئے **مسئلہ** چاہئے کہ مرد اور عورت برابر میں نماز پڑھیں جبتک کہ درمیان میں کوئی آڑ یا دس ہاتھ کا فاصلہ نہ ہو اور مرد کے سامنے بھی عورت مشغول نماز نہ ہو البتہ اگر عورت پیچھے ہو یا اس طرح برابر ہو کہ عورت کے سجدہ کی جگہ سے مرد کا قدم آگے ہو تو مضائقہ نہیں، اُسمیں محرم و نامحرم اور زوجین یکساں ہیں اگر عورت بغیر نماز کے سامنے یا برابر کھڑی ہو یا بیٹھی ہو تو مرد کی نماز میں خلل نہ ہوگا،

**جہاں جہاں نماز مکروہ ہے** (۱) یہ مقام ہیں کھلے دروازہ کے سامنے جہاں کوئی آدمی اُسکی طرف رُخ کیے ہوئے سامنے ہو جس گھر میں شراب ہو جس گھر میں کوئی جنب ہو جہاں نقش و نگار ہوں کہ طبیعت اسطرف متوجہ ہو جہاں سامنے کھلا ہوا قرآن ہو یا کوئی کتاب تصویر کے مقابل میں ہو جہاں سامنے آگ یا شمع یا چراغ روشن ہو آتش خانہ میں عام گذرگاہ پر پانی کے بہاؤ کی جگہ اگرچہ بالفعل پانی نہ ہو زمین شورہ زار میں باورچی خانہ میں گھوڑے پر پاک فرش بچھاکر مسلخ میں جہاں بکرے گائے یا بکریاں باندھی جاتی ہوں جہاں لوگ پیشاب کرتے ہوں اگرچہ اب خشک ہو

کثیف جگہ جس سے طبیعت کو نفرت ہو قبرستان میں حمام میں قبر پر قبر کیطرف منھ کرکے معصوم کی قبر مستثنیٰ ہی، دو قبروں کے درمیان نہیں اگر کوئی حائل اور آڑ نہ ہو شراب خانہ میں مجوسی کے گھر میں اصطبل میں برف کے اوپر جس گھر میں کتا ہو جہاں سامنے لوہا ہو لالہ زار میں،

**جہاں جہاں نماز پڑھنا سنت ہے** یہ مقامات ہیں، مسجد میں، ائمہ معصومین کے مشاہد میں، انبیا کے روضہ میں، علما کے گھروں میں نماز پڑھنا سنت ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ، اور سنت ہے کہ متفرق مقامات میں نماز پڑھے تاکہ ہر مقام گواہی دے نماز کے آگے کوئی آڑ ہونا سنت ہے گھر میں نماز کی کوئی جگہ خاص کرنا بھی سنت ہے،

**مساجد کا بیان** مسجد کا بنانا سنت ہے، اور اسکا ثواب بہت عظیم ہے مسجد کے وقف کرنے میں اسی طرح صیغہ پڑھا جاتا ہے جیسے اور چیزوں میں اور ایک مسلمان کے وہاں نماز پڑھ لینے سے قبضہ صادق آجاتا ہے، اور اختیار ہے کہ چاہے اوپر کے طبقہ کو مسجد قرار دے یا نیچے کے طبقہ کو البتہ تخصیص اگر نہ کی ہو تو مسجد کے مقابل نیچے کے طبقہ سے لیکر آسمان تک سب مسجد ہے اور اگر صیغہ نہ پڑھا گیا ہو لیکن قصد تقرب کے ساتھ بطور مسجد عمارت بنائی گئی ہو اور ایک مسلمان نے بانی کی اجازت سے نماز پڑھ لی ہو تو احکام مسجد کا جاری ہوں گے

**مسجد کے احکام** مسجد کو سونے سے زینت دینا اس پر تصویریں بنانا، کو نجس کرنا حرام ہے، مسجد کے سنگریزے اور اجزا کا باہر نکالنا بھی جائز نہیں اور اگر نکالے تو پھر اسی مسجد یا دوسری مسجد میں پہونچانا واجب ہے مٹی کوڑا اس حکم میں داخل نہیں، مسجد میں دفن کرنا بھی ممنوع ہے،

**مستحبات** سب سے پہلے مسجد میں جانے کی کوشش کرنا اور سب کے بعد وہاں سے آنا سنت ہے مسجد میں چراغ جلانا جھاڑو دینا جاتے وقت داہنا پاؤں رکھنا اور باہر آتے وقت بایاں پاؤں نکالنا مسجد میں جاکر نماز تحیۂ مسجد پڑھنا جاتے وقت خوشبو لگانا عمدہ لباس پہننا سنت ہے مسجد میں بارہا آمد و رفت کرنا اور تاریک رات میں مسجد میں جانا سنت ہے

**مکروہات** دیوار اور مینار کا بلند کرنا کنگرے بنانا سونے کے سوا نقش و نگار سے سجانا بغیر دو رکعت نماز پڑھے ہوئے مسجد میں آمد و رفت کرنا آب دہن ڈالنا پیاز لہسن خام کھاکر مسجد میں جانا مسجد میں خرید و فروخت کرنا شور و فریاد کرنا مجنون لڑکا اور شعر پڑھنا مقدمات فیصل کرنا حدود جاری کرنا مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنا بچوں اور دیوانوں کو مسجد میں جگہ دینا عورتوں کا آنا اور گھٹنے کا کھولنا تلوار غلاف سے نکالنا صنائع میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

**مسجدوں میں نماز پڑھنے کا ثواب** سر بازار جو مسجد ہو تو وہاں ایک نماز بارہ نمازوں کے برابر ہے محلہ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے سے پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے مسجد جامع میں ایک نماز سو نمازوں کے برابر ہے مسجد نبوی میں جو مدینہ میں ہے ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہے مسجد الحرام میں ایک نماز دس لاکھ نمازوں کے برابر ہے روضۂ رسالتمآب کے حرم میں اور حرم جناب امیرؑ میں بھی ثواب عظیم ہے ایک حدیث میں دو لاکھ نماز کا ثواب مروی ہے اور حرم جناب سید الشہداؑ میں نماز کی فضیلت مخصوص ہے اور بعض علما نے مسجد الحرام سے افضل فرمایا ہے مسجد کوفہ و مسجد اقصیٰ میں ایک ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے مسجد سہلہ اور مسجد خیف منیٰ میں بھی ثواب بہت ہے جس میں لوگ نماز پڑھتے ہوں اور خالی

پڑہی ہو اُسکا اور مسجد ہمسایہ کا خاص حق ہے،

**تنبیہ** مسجد میں نماز پڑہنے کا ثواب جو بیان ہوا خاص مردوں کے لیے ہے عورتوں کی مسجد اُنکا گھر ہے اُنھیں خداوند عالم وہیں ثواب عطا کر دیتا ہے اور اُنکے لیے گھر میں نماز پڑہنا مسجد میں جا کر نماز پڑہنے کی برابر یا اُس سے افضل ہے اور جس مسجد یا اُسے جانے کا موقع ہو اور ارادہ ہو اور اُسے ترک کرکے گھر میں نماز پڑھے تو اُسی مسجد کے موافق ثواب ملیگا گھر میں بھی عورتوں کیلئے افضل یہ ہے کہ صحن چھوڑ کر اندر نماز پڑہیں بلکہ جو سب سے اندر حجرہ ہو وہاں نماز پڑہنا سب سے افضل ہے،

**قابل غور ہے** کہ شرع کو عورتوں کے پردہ کا کسقدر اہتمام ہے جو لوگ پردہ دری اور عورتوں کے باہر نکالنے میں سرگرم ہیں وہ عبرت حاصل کریں اور اپنے خیالات فاسدہ کی اصلاح کریں،

**ہدایت** مسجد میں نماز پڑہنے کی عام طور پر تاکید ہے لیکن مسجد کے ہمسایہ پر بہت زیادہ تاکید ہے حدیث میں جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسجد کے ہمسایہ شخص کی نماز ہی نہوگی جب تک مسجد میں نہ پڑھے اور جو شخص مسجد کی حاضری سے روگردانی کرتا ہو سنت ہے کہ اُسکے ساتھ کھانا پینا اور اُس سے مشورہ کرنا اور نکاح کا سلسلہ قائم کرنا اور اُسکے ہمسایہ ہو کر رہنا ترک کر دیا جائے،

## روزانہ نماز کے اوقات کا بیان

**نماز واجب کے اوقات کا بیان** نماز صبح کا وقت طلوع صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے اور نماز ظہر کا وقت

اُسوقت شروع ہوتا ہے جب دائرۂ نصف النہار سے آفتاب کا زوال ہو جائے
اور جب فقط چار رکعت کا وقت غروب آفتاب میں رہجائے ظہر کا وقت ختم ہو جاتا
ہے اور نماز عصر کا وقت اُسوقت سے شروع ہوتا ہے جب بشرائط نماز ظہر ادا کرنے کی مقدار گذر جائے
اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے اور مغرب کا وقت غروب حقیقی کے بعد شروع
ہوتا ہے اور جب بقدر ادائے عشا وقت رہجائے تو وقت مغرب ختم ہو جاتا ہے اور
نماز عشا کا وقت باشرائط مغرب ادا کرنیکی مقدار گذر کر شروع ہوتا ہے اور نصف شب تک باقی رہتا ہے
زوال کی پہچان یہ ہے کہ جو دیوار خط نصف النہار کے محاذی اور قطب کے مقابل ہو
جانب مشرق اُسکا سایہ ظاہر ہو جائے اور غروب حقیقی کی پہچان یہ ہے کہ مشرق کی
طرف کی سیاہی بلند ہو کر سر کے مقابل سے گذر جائے اور نصف شب سے مراد
غروب شمس سے طلوع شمس تک کی مقدار کا وسط ہے اور بعضوں نے غروب شمس
سے طلوع صبح تک کا حساب کیا ہے اور احتیاط کا لحاظ احوط ہے،
اس بیان سے واضح ہوا کہ سوائے صبح کے ہر نماز کے دو وقت ہیں ایک خاص
دوسرا مشترک ظہر و مغرب کا وقت اول میں اور عصر و عشا کا وقت آخر میں خاص
ہے باقی مشترک ہے لیکن ظہر عصر سے پہلے اور مغرب عشا سے پہلے پڑھی جائیگی
البتہ اگر سہواً اسکے خلاف ہو جائے تو پہلی نماز آخر میں پڑھلی جائیگی، ہر نماز کے
لیے علاوہ اسکے ایک وقت فضیلت بھی ہے پس نماز صبح کا وقت فضیلت اُس وقت
تک ہے کہ مشرقی سرخی نمودار ہو جائے اور ظہر کی فضیلت کا وقت اُسوقت تک ہے کہ
ہر شے کا مشرقی سایہ اُسکے برابر ہو جائے اور عصر کی فضیلت کا وقت دونا سایہ

ہو جانے تک رہتا ہے اور مغرب کی فضیلت کا وقت اُسوقت تک ہے کہ جبتک مغربی سرخی باقی رہے اور عشا کی فضیلت کا وقت ثلث شب تک رہتا ہے،

**وقت کے بعض احکام**

اول وقت فضیلت نماز پڑھنا افضل ہے لیکن جہاں نماز نافلہ نماز واجب سے قبل ہو وہاں نافلہ کا مقدم کرنا افضل ہے اور اگر جماعت کا انتظار ہو تو شرکت جماعت کا لحاظ اولیٰ ہے اسی طرح نماز عشا میں زوال حمرت کا انتظار کرنا اولیٰ ہے، اسی طرح اور بھی بعض مقام پر تاخیر بہتر ہوتی ہے، آخر میں اگر ایک رکعت وقت میں ادا ہو جائیگی تو پوری نماز ادا سمجھی جائیگی، لیکن عمداً اتنی تاخیر کرنا جائز نہیں، وقت سے پہلے نماز کا پڑھنا جائز نہیں اور اُسوقت پڑھنا چاہیے جب وقت آجانے کا یقین ہو جائے، اگر وقت آجانے کا یقین کرکے نماز پڑھی اور وقت درحقیقت نہ آیا تھا پس اگر پوری نماز وقت سے قبل واقع ہوئی تو اعادہ لازم ہے اور اگر پڑھتے میں وقت آگیا تھا تو صحیح ہو جائیگی، اگر عصر کو ظہر سے پہلے یا عشا کو مغرب سے پہلے بھولے سے شروع کردیا ہو پس اگر نماز پڑھتے میں یاد آجائے تو نیت بدل لینی چاہیے اور اگر ختم کے بعد یاد آئے پس اگر دوسری نماز کے وقت خاص میں یہ نماز واقع ہوئی ہو تو فاسد ہے اور اگر وقت مشترک میں واقع ہوئی ہو یا پڑھتے میں وقت مشترک آگیا ہو تو کافی ہو جائیگی ظہر یا مغرب اُسکے بعد پڑھنی چاہیے،

**روزمرہ کی سنت نمازوں کے اوقات**

نافلۂ ظہر کا وقت زوال سے اسوقت تک ہے کہ سایہ ہر شے کا بقدر دو قدم کے ہو جائے جس سے مراد یہ ہے کہ کسی

شے کے سات حصے کیے جائیں اور دو حصوں کے برابر اسکا سایہ پہونچ جائے اور نافلۂ عصر کا وقت چار قدم تک ہو یعنی جب تک سایہ چار حصہ کے برابر ہو جائے اور ان دونوں جگہ نافلہ نماز واجب سے پہلے ہو نافلۂ مغرب نماز مغرب کے بعد ہو اور اسوقت تک اسکا وقت رہتا ہو جب تک مغربی شفق باقی رہے، نافلۂ عشا بھی نماز عشا کے بعد ہو، نماز شب جسے نماز تہجد کہتے ہیں اسکا وقت نصف شب کے بعد ہو اگر چار رکعت پڑہنے سے قبل وقت ختم ہو جائے تو نماز شب کا موقع گذر جاتا ہو اور اگر چار رکعتیں وقت میں ہو جائیں تو تمام کرنا چاہیے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہو یہاں جسقدر تاخیر ہو اور جسقدر صبح کا قرب ہو اولیٰ ہو نافلۂ صبح نماز شب کے ساتھ ساتھ آخر میں پڑہ سکتے ہیں اور وقت اسکا صبح صادق سے اسوقت تک ہو کہ مشرق میں سرخی نمودار ہو جائے، جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے نماز شب اسکے وقت پر ادا نہیں کر سکتے مثل مسافر و مریض اور پیر ضعیف کے یا اس جوان شخص کے جسپر نیند غالب ہو تو وہ نصف شب سے پہلے اس نماز کو پڑھ سکتے ہیں لیکن قضا پڑھنا مقدم کرنے سے بہتر ہے نافلۂ ظہر اور نافلۂ عصر میں سے اگر ایک رکعت بھی وقت میں ہو جائے تو پوری رکعتیں نافلہ کی خارج وقت پڑھ سکتے ہیں، نافلہ مغرب کی اگر ایک رکعت ملجائے تو دوسری رکعت اور اگر تین رکعتیں ہو جائیں تو چوتھی رکعت تمام کر سکتے ہیں، فریضہ کے قبل سنت نماز پڑہنے کا ترک احوط ہے نافلۂ صبح و ظہرین مستثنیٰ ہے،

**تنبیہ** نماز شب پڑہنے کا ثواب عظیم ہو اور اسکی تاکید احادیث میں بہت زیادہ

ہے نماز شب باعث ادائے دین اور موجب وسعت رزق اور سبب زوال رنج و غم ہے نماز شب سے آنکھوں میں جلا ہوتی ہے نماز شب پڑھنے والے کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں فقر دور ہوتا ہے جس گھر میں نماز شب پڑھی جائے وہ گھر آسمان والوں کو اس طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے جس طرح ہم کو آسمان کے تارے چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، یہ وقت خاص راز و نیاز کا وقت ہے، یہ وقت خاص خضوع و خشوع و رجوع کا وقت ہے اس وقت کی دعا خاص اثر رکھتی ہے خدا سب کو توفیق عطا کرے

اسی طرح دیگر نوافل یومیہ کی بھی بہت تاکید ہے یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے کہ ہر روز اکاون رکعت نماز پڑھنا (۱۷ واجب ۳۴ سنت) مومن کی علامت ہے

## اذان و اقامت کا بیان

پنجگانہ نماز کے لیے اذان و اقامت سنت ہے نماز ادا ہو یا قضا جماعت ہو یا فرادی سفر میں بھی سنت ہے اور حضر میں بھی، اذان و اقامت کی اسقدر تاکید ہے کہ بعض علما وجوب کے قائل ہو گئے ہیں نماز مغرب اور نماز صبح میں اور بھی زیادہ تاکید ہے بروز عرفہ اور جمعہ کے دن اگر نماز عصر نماز جمعہ یا نماز ظہر کے ساتھ جمع کی جائے تو اذان ساقط ہو جاتی ہے،

اگر نماز جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص اثنا میں آکر شریک ہو کر اُس نے اذان و اقامت کو نہ سنا ہو تو اُس سے اذان و اقامت دونوں ساقط ہیں، اسی طرح جو شخص مسجد میں بوقت جماعت یا بعد فراغ جماعت جب تک صفیں متفرق نہ ہوئی ہوں آئے اُس سے بھی اذان و اقامت ساقط ہے بشرطیکہ آنے والے کی اور جماعت کی نماز

دونوں ادا ہوں اور ایک ہی وقت کی ہوں اور جماعت کے فاسد ہونے کا علم نہ ہو گیا ہو اور ایسا اتفاق خاص مسجد میں ہوا ہو اور جماعت اذان و اقامت کے ساتھ ادا ہوئی ہو، جو شخص دوسرے شخص کی اذان سن لے اسے خود کہنے کی ضرورت نہیں امام ہو یا ماموم یا منفرد ہو خواہ حکایت اذان خود بھی کر رہا ہو انہیں بشرطیکہ پوری اذان سنی ہو، عورتیں اذان میں تکبیر و شہادتین پر اختصار کر سکتی ہیں اگر قضا نمازیں ایک وقت میں بہت سی پڑھنی منظور ہوں تو پہلی نماز کے لیے اذان و اقامت کہیں اور باقی نمازوں کے لیے اقامت کافی ہے،

**اذان کا طریقہ** چار مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو یا ایک مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ دو مرتبہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ دو مرتبہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دو مرتبہ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ دو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شہادت ولایت بجائے خود واجب اور جزو ایمان ہے لیکن اذان میں قصد جزئیت نہ کرے،

**اقامت کا طریقہ** اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو مرتبہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ دو مرتبہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دو مرتبہ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ دو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ

**مسائل** سفر میں اور قلیل الفرصہ شخص کے لیے اذان و اقامت میں ایک ایک مرتبہ کہنا کافی ہے، عورتیں اقامت میں فقط اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پر اختصار کر سکتی ہیں، سننے والے کو اذان کی حکایت سنت ہے یعنی

ہو موذن کہے یہ بھی کہتا جائے اذان واقامت میں نیت قربت اور صحیح طور پر ادا کرنا اور وقت نماز آجانے کے بعد کہنا اور اذان کو اقامت سے پہلے کہنا دونوں کے فصول میں ترتیب کی پابندی اور موالات عرفی شرط ہے البتہ اس اذان میں جو فقط اطلاع کے لیے کہی جائے جسے اذان اعلام کہتے ہیں نیت قربت اور دخول وقت نماز شرط نہیں کسی فقرہ میں اگر اس وقت شک ہو جب دوسرا شروع کر دیا ہو تو اسکا اعتبار نہ ہوگا،

**مستحبات** باطہارت ہونا قبلہ رو ہونا کھڑے ہو کر کہنا درمیان میں بات نہ کرنا، فقرے کے آخر میں توقف کرنا، اذان کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لینا یا فقط بیٹھ جانا یا دعا کرنا سنت ہے اور اذان میں دونوں انگلیاں کان تو میں کہنا آواز کا بلند کرنا سنت ہے اور سنت ہے کہ اذان ٹھہر ٹھہر کر کہو اور اقامت میں کم ٹھہرے جلدی کرے اور اقامت میں علی الاحوط طہارت اور استقلال ترک نہ

**موذن** میں شرط ہے کہ عاقل ہو مجنون نہ ہو مومن ہو مخالف نہ ہو اور اگر جماعت مردوں کی ہے یا اذان اعلام ہے تو مرد ہونا بھی شرط ہے اور ممیز لڑکے کی اذان صحیح ہے اور اس پر اکتفا بھی ہو سکتی ہے اگرچہ عدم اکتفا اولیٰ ہے جو شخص اذان کے لیے مقرر کیا جائے اُسے اذان کی اجرت لینا حرام ہے البتہ اجرت کا عنوان نہ ہو تو جائز ہے اور سنت ہے کہ جسکو مقرر کیا جائے وہ عادل ہو بلند آواز ہو بینا ہو وقت شناس ہو اور بلند مقام پر اذان کہے،

## نماز کی پوری تصویر

اس بیان میں نماز کے واجبات و مستحبات سب شامل ہیں واجبات پر علامت کے لیے خط کھینچا جاتا ہے اور جن پر خط نہیں انھیں مستحب سمجھنا چاہیے،

قبلہ رو سیدھا کھڑا ہو کر ہاتھوں کو کھلا ہوا لٹکا کر انگلیاں باہم ملا کر رانوں پر رکھے دونوں

پاؤں بقدر تین کھلی ہوئی انگلیوں کے فاصلہ کے جدا جدا رکھے اور پاؤں کی انگلیاں
بھی قبلہ رو ہوں تین مرتبہ اللہ اکبر کہے پھر دعا پڑھے پھر دو مرتبہ اللہ اکبر کہے اور
دعا پڑھے پھر اللہ اکبر کہے اور نیت کرے کہ فلاں نماز واجب پڑھتا ہوں قربۃ الی اللہ
اور اسی طرح استقبال و رو بدست سیدھا کھڑے ہونے کی حالت میں نیت کے
ساتھ کانوں تک ہاتھ بلند کرکے تکبیرۃ الاحرام کہے اللہ اکبر پھر دعائے توجہ پڑھے اور
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے پھر بعقب سورہ حمد بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر پورا
سورہ حمد پڑھے پھر کسی دوسرے سورہ کے اول سے بسم اللہ کہکر وہ سورہ پڑھے
بعد از آں تکبیر کھڑے کھڑے کہے اسکے بعد رکوع میں جائے اور دونوں گھٹنوں پر
دونوں ہاتھوں کو اس طرح رکھ کر انگلیاں کشادہ ہوں اور گھٹنے آگے کی طرف نکلے
ہوئے ہوں مطمئن ہو کر کہے سبحان ربی العظیم وبحمدہ اور ایک مرتبہ سے زیادہ تین مرتبہ
یا پانچ یا سات مرتبہ اسکو پڑھے پھر مستقل کھڑا ہو کر کہے سمع اللہ لمن حمدہ پھر ہاتھوں
کو اٹھا کر کھڑے کھڑے تکبیر کہے اسکے بعد سجدہ میں جائے کہ پیشانی اور ہاتھ کی دونوں
ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے اور ناک زمین پر رکھے،
اور زور دے اور ہاتھ چہرے کے مقابل ہوں اور مطمئن ہو کر سجدہ میں کہے سبحان ربی الاعلیٰ
وبحمدہ اور اسے بھی ایک مرتبہ سے مثل رکوع کے زیادہ کہے پھر اٹھ کر درست بیٹھے اور
بحال تورک اللہ اکبر کہے پھر استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہے پھر بیٹھے بیٹھے تکبیر کہے
اور دوسرا سجدہ مثل پہلے سجدہ کے بجا لائے اور اٹھ کر اور درست بیٹھ کر تکبیر کہے
بعد از آں کھڑا ہو جائے اور اٹھتے ..... وقت کہے بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد بجالا (قیام)

پھر سورہ حمد اور کوئی دوسرا سورہ پڑھے اور اسی طرح بحال قیام تکبیر کہے اور
دونوں ہاتھوں کو سائل کی طرح منھ کے مقابل پھیلا کر قنوت پڑھے اور جو دعائیں
منقول ہیں قنوت میں پڑھے بعد ازاں تکبیر کہکر رکوع و سجود مثل سابق بجا لائے
پھر دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے اور اگر دو رکعتی نماز ہے تو تشہد اور سلام بجا لائے اور
کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ اللھم صل
علی محمد و آل محمد السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ' السلام علینا و
علیٰ عباد اللہ الصالحین السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' اور بیٹھنے میں تورک
کی صورت یہ ہے کہ دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھے اور دونوں پاؤں داہنی طرف خارج
کر دے اور داہنے پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے، سجدوں کے درمیان
اور دوسرے سجدہ کے بعد اور تشہد و سلام سب میں نشست کا یہی طریقہ سنت ہے
اور اگر نماز سہ رکعتی یا چہار رکعتی ہے تو دوسری رکعت کے تشہد کے بعد کھڑا ہو جائے
اور تین مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہے اور آخر میں استغفر اللہ
بھی کہے باقی بدستور سابق آخری رکعت میں تشہد کے بعد سلام بجا لائے،

## نماز کا تفصیلی بیان

نماز ایک عبادت ہے جو چند افعال و اقوال کا مجموعہ ہے جنھیں بنیت طریقۂ خاص
اور ہیئت مخصوص کیساتھ ادا کیا جاتا ہے اور تکبیر سے اسکی ابتدا اور سلام پر ختم ہوا ور
اسمیں واجبات بھی ہیں اور مستحبات بھی جو مفصل معلوم ہونگے،
نماز میں جو افعال واجب ہیں انکی دو قسمیں ہیں واجب رکنی اور واجب غیر رکنی

رکن نماز وہ ہے جسکے ترک ہو جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ ترک عمداً ہو یا سہواً اور واجب غیر رکن وہ ہے جسکا عمداً ترک کرنا مبطل نماز ہو اور سہواً اُسکے ترک سے نماز باطل نہو اور دونوں جگہ زیادتی بھی اکثر مقامات میں کمی کے حکم میں ہے

**نیت نماز کا بیان** بعض علما نیت کو رکن کہتے ہیں لیکن شرط کہنا اولیٰ ہے بہر حال کسی عبادت کی نیت اسکے لیئے ارادۂ قلبی کا نام ہے جسکے لیے نہ زبان پر کسی لفظ کے جاری کرنے کی ضرورت ہے نہ ان الفاظ کے دل میں تصور کرنے کی البتہ یہ ضرور ہے کہ تقرب و بندگی خداوند عالم کیلئے اُسے کیا جائے یعنی تنہا اُس عبادت کا ارادہ کافی نہیں بلکہ یہ ارادہ ہونا چاہیئے کہ اس عبادت کو قربۃً الی اللہ یعنی اللہ کی اطاعت و بندگی کے خیال سے بجا لاتا ہوں یا اُسکی خوشنودی کے لیئے یا اُسکی نعمت کے شکریہ میں یا بغرض حصول ثواب یا بلحاظ دفع عقاب جس عبادت کو بجا لانا منظور ہے اُسکا معین کر لینا واجب ہے کہ بالخصوص فلاں عبادت کو قربۃً الی اللہ بجا لاتا ہوں نیت میں اس عبادت کے وجوب یا سنت ہونیکا یا اُسکے ادا یا قضا ہونیکا قصد لازم نہیں زبان سے تلفظ کرنا بھی نیت کا جائز ہے البتہ نماز احتیاط میں نیت زبان سے نکیجائے ریا اور سمعہ دکھلانے اور سنانے کا قصد عبادت کا مفسد ہے اسلیئے کہ نام و آوازہ یا مخلوق کی خوشی یا دنیاوی فائدہ و تقرب جو ریا و سمعہ کے لوازم ہیں اگر عبادت کی نیت میں شامل ہونگے تو خلوص باقی نہ رہیگا اور عبادت میں شرط ہے کہ خالصاً و مخلصاً خدا کے لیئے ہو اور ریا و سمعہ سے عبادت باطل ہے خواہ عبادت کی غرض محض ریا و سمعہ ہو یا تقرب خدا کے ساتھ اسکا بھی لحاظ کیا ہو خواہ پورے عمل سے اُسکا تعلق

ہو یا بعض اجزاء سے اجزائے واجبہ ہوں یا مستحبہ الغرض عمل سے تعلق ہو یا اس عمل کے وقت یا مکان سے مثلاً نماز تو خدا کے لیئے ادا کرتا ہو لیکن مسجد میں یا جماعت میں یا صف اوّل میں یا اوّل وقت میں لوگوں کے دکھلانے کے لیئے ہو، اور یہی حکم ہو کہ اگر نماز کے صفاتمیں ریا ہو، نماز کی نیت کا وقت تکبیرۃ الاحرام کا شروع ہے کہ آخر نماز تک اس سے غافل نہو اور اسکے خلاف ارادہ نہ کرے جن لوگوں کو نیت میں شکلات پیش آتی ہیں اور ڈھکوسلوں میں مبتلا رہتے ہیں وہ وسواسی ہیں اور انکی عبادت میں شیطان کی طرف سے خلل اندازی ہو جو نیکی کی صورتمیں انہوں نے ظاہر کی ہو ہر مومن کو لیے وسوسوں کی پابندی سے اجتناب چاہیئے،

**تکبیرۃ الاحرام** کلمہ اللہ اکبر تکبیر ہے اور جب یہ کلمہ نماز کے شروع میں نیت کیساتھ کہا جائے تو تکبیرۃ الاحرام کہا جاتا ہے تکبیرۃ الاحرام رکن ہے عمداً و سہواً اسکا ترک موجب بطلان نماز ہے اور زیادتی سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے اور اسی سے نماز کی ابتدا کرنا لازم ہو اور صورت اسکی یہ ہے اللہ اکبر ترجمہ یا کوئی دوسرا ہم معنی کلمہ بجائے تکبیرۃ الاحرام کے کافی نہیں اور نہ کمی زیادتی جائز ہو نہ دلمیں خیال کرلینا کافی ہو بلکہ زبان سے کہنا لازم ہو کہ حروف مخارج سے صحیح سے ادا ہوں اور حرف لام و حرف را میں تفخیم احوط ہے اور تکبیر کے دونوں کلموں میں فاصلہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور لفظ اکبر اسطرح نہ کہنا چاہیئے کہ اکبار ادا ہو یعنی ایک الف بڑھ جائے اور اکبر کی رے کو شدّ بھی نہ پڑھنا چاہیئے اور تکبیر بلکہ جملہ اذکار کو اسطرح کہنا چاہیئے کہ اپنے کان تک آواز پہونچ سکے اور آخر میں وقف کرنا احوط ہے

واجب ہے کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہے کہ جسم اور جائے قیام متحرک نہو اور تکبیر نیت سے ملی ہوئی ہو تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنا سنت ہے اس طرح کہ انگلیاں اور انگوٹھا سب باہم ملے ہوئے اور ہتھیلیاں قبلہ رو رہیں، تکبیرۃ الاحرام کیساتھ چھ تکبیروں کا اضافہ سنت ہے اور دعاؤں کا اضافہ زیادہ تر باعث ثواب ہے تکبیرات جو قیام یا قعود کی حالت میں نماز میں مستحب ہیں انمیں بھی مکان نماز اور مصلی کا جسم مستقر ہونا چاہیے کھڑے ہوتے ہیں یا جھکتے میں کہنا بیمورد ہے بلکہ بعض علما نماز کی صحت میں اشکال کرتے ہیں لہذا اگر ایسا اتفاق ہو تو ذکر مطلق کا ارادہ کر لینا چاہیے

**قیام** جو شخص اپنے کھڑے ہونے پر قادر ہے اسپر نماز میں کھڑا ہونا واجب ہے، قیام تکبیرۃ الاحرام کے وقت رکن ہے اور قبل رکوع متصل برکوع بھی رکن ہے اور حمد و سورہ کے وقت اور رکوع کے بعد واجب ہے، رکن نہیں ہے اور بوقت تکبیر رکوع سنت ہے، اور اسی طرح اس تکبیر میں جو رکوع سے اٹھکر سجدہ میں جانے کے وقت کہی جاتی ہو اور قنوت میں بھی اور قنوت سے پہلی تکبیر میں بھی قیام سنت ہے، بلکہ باوجود قدرت کے بیٹھکر قنوت پڑھنے سے قنوت کی صحت میں خلل آتا ہے قیام میں سیدھا کھڑا ہونا لازم ہے اور جائے قیام کا مستقر ہونا متزلزل نہونا اور جسم کا دونوں پاؤں پر مستقل ہونا متحرک نہونا کسی چیز پر تکیہ نکرنا بھی لازم ہے قیام میں دونوں پاؤں کا قریب قریب رکھنا بھی لازم ہے جو معمولی طور پر متعارف ہے، بہت پھیلا دینا پاؤں کا جس سے قیام کی ہیئت بگڑ جائے منافی ہے اور جو شخص

معذور ہو پورا قیام نہ کرسکتا ہو تو جسقدر ممکن ہو لازم ہوگا ورنہ قیام میں تکیہ بھی کرسکتا ہو اور اگر یہ بھی نہ ممکن ہو تو بیٹھکر پڑہنا واجب ہوگا اسکے بعد درجہ ہے تکیہ کرکے بیٹھنے کا پہر داہنی کروٹ لیٹنے کا پہر بائیں کروٹ لیٹنے کا پہر چت لیٹنے کا خلاصہ یہ کہ جو حالت ممکن ہو اُسکو اختیار کرنا والے نماز کیلئے لازم ہوگا اگر درمیان میں عذر پیدا ہوجائے تو مجبوری کی صورتوں کو ترتیب اختیار کرنا جائیگا اور اگر درمیان میں قدرت حاصل ہوجائے تو جس صورت کی قدرت حاصل ہوگی اُسکا اختیار کرنا لازم ہوگا، قیام میں سر گردن کا سیدہا رکہنا شانوں کا درست جہکانا مردونکو انگلیاں باہم ملاکر ہاتھوں کا گھٹنوں کے مقابل میں رانوں پر رکہنا اور عورتوں کو داہنے ہاتھ کا سوا اپنے سینہ پر اور بائیں ہاتھکا بائیں سینہ پر رکہنا اور پاؤں میں تین انگشت سے کم اور ایک بالشت سے زیادہ فاصلہ نہ دینا پاؤں کی انگلیونکا قبلہ رو رکہنا اور دونوں پاؤں پر برابر زور دینا قیام میں اپنی نگاہ مقام سجدہ پر رکہنا مثل یک ذلیل وحقیر غلام کے خضوع وخشوع کیساتھ کہڑا ہونا سنت ہے،

**قرارت کا بیان** قرارت سے مراد سورۂ حمد اور ایک کوئی دوسرا سورہ ہے جو حمد کے بعد پڑہا جائے ہر نماز واجب کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ دو رکعتی نماز ہو یا سہ رکعتی یا چہار رکعتی سورۂ حمد اور ایک پورے سورے کا پڑہنا واجب ہے سورہ کا حمد پر عمداً مقدم کرنا باعث بطلان نماز ہے اور سہو کیصورت میں حمد کے بعد سورہ کا پھر پڑہنا لازم ہے خوف اور بیماری اور تنگی وقت میں سورہ ترک کرسکتے ہیں مگر حمد کا

ترک کرنا کسی طرح جائز نہیں البتہ اگر ماموم کو موقع حمد کے تمام کرنے کا نہ ملے
تو جسقدر گنجائش ہو اسی پر اختصار کر سکتا ہے قرآن کا ہر سورہ نماز میں پڑھ سکتے
ہیں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لیکن عزائم یعنی جن سوروں میں سجدہ واجب ہے نماز فریضہ
میں انکا پڑھنا بلکہ ایک آیت بھی انمیں سے پڑھنا ممنوع ہے، اسی طرح وقت
کی گنجائش سے زیادہ بڑا سورہ پڑھنا بھی جائز نہیں نوافل میں عزائم کا پڑھنا
جائز ہے اور سجدہ کی آیت پڑھکر سجدہ کرنا واجب ہوگا پھر نماز تمام کی جائیگی؛
نوافل میں فقط سورہ حمد پر بھی اقتصار جائز ہے اور ناتمام سورہ پڑھنا بھی جائز
ہے سورہ برات کے سوا بسم اللہ ہر سورہ کا جزو ہے لہذا اسکے ترک کر دینے سے نماز باطل
ہوجائیگی اور جس سورہ کے پڑھنے کا ارادہ ہو اسی کے ارادہ سے بسم اللہ بھی
کہنی چاہیے کسی ایک سورہ کے ارادہ سے بسم اللہ کہنا اور دوسرا سورہ پڑھنا جائز
نہیں، نماز واجب میں نصف سے پہلے کسی سورہ کا چھوڑ دینا اور اسکی جگہ دوسرے
سورہ کا پڑھنا جائز ہے مگر سورۂ توحید اور قل یا ایہا الکافرون کا نصف سے
پہلے بھی چھوڑنا اور دوسرے سورہ کی طرف عدول کرنا جائز نہیں نماز واجب کی
ایک رکعت میں حمد کے بعد ایک ہی سورہ پڑھنا اور ایک سے زیادہ پڑھنے سے احتراز کرنا
چاہیے سورۂ فیل اور لایلاف اور اسی طرح والضحیٰ اور الم نشرح نماز واجب میں ایک سورہ
محسوب ہے تنہا ایک کا بغیر دوسرے کے پڑھنا کافی نہیں اگر پڑھنا ہو تو مع درمیانی
بسم اللہ کے دونوں کو پڑھے لیکن احوط مطلقاً ترک ہے، اگر سورہ حمد یاد نہ ہو تو اسکا سیکھنا
واجب ہے، اور اگر کچھ یاد ہو تو جسقدر یاد ہو پڑھے اور باقی کی جگہ اور آیات قرآن پڑھے

اور اگر قرآن بالکل یاد نہو تو ذکر خدا بجا لائے تیسری چوتھی رکعت میں مختار ہے چاہے سورۂ حمد پڑھے یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تین مرتبہ مع استغفار اور تسبیحات حمد سے افضل ہیں البتہ جو شخص پہلی دو رکعتوں میں حمد پڑھنا بھول گیا ہو اُسے ان رکعتوں میں سورۂ حمد پڑھنا احوط ہے نماز کی عبارت چونکہ عربی ہے لہذا اسطرح ادا کرنا واجب ہے کہ زبان عرب کے قواعد مسلمہ کے خلاف نحو اور محاورات عرب میں صحیح سمجھی جائے اور حروف کے جو مخارج صحیحہ ہیں اُن سے ادا ہو جائیں صفات حروف میں فن تجوید کا پورا التزام واجب نہیں اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف مثلاً بجائے ض کے ظ کہے یا کسی کلمہ کو درست ادا نہ کرے یا اعراب میں غلطی کرے یا تشدید یا مد واجب یا سکون لازم میں غلطی کرے تو نماز باطل ہو جائیگی وسط کلام میں ہمزۂ وصل کا گرانا لازم ہے حرکت پر وقف کرنا اور سکون پر وصل کرنا دونوں کا ترک احوط ہے اور الفاظ میں ادغام جہاں واجب ہے اُسکا لحاظ ترک نہ کیا جائے جو شخص کہ حروف کو مخارج سے ادا نہ کرسکتا ہو اُسپر لازم ہے کہ سیکھنے میں کوشش کرے ہاں اگر کوئی شخص سیکھنے پر قادر نہو یا سیکھنے کے بعد بھی صحیح ادا کرنا اُسے ممکن نہو تو جہاں تک ممکن ہو جماعت میں نماز پڑھے اور نہ جس طرح ادا کر سکتا ہو کافی ہے آیتوں میں ترتیب کا لحاظ واجب ہے اور موالات بھی ترک نہ کرے ورنہ نماز باطل ہوگی۔

**جہر و اخفات کا قاعدہ** مردوں پر نماز صبح میں اور مغرب عشا کی پہلی دو رکعتوں میں جہر واجب ہے ظہر و عصر میں تمام اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اخفات واجب ہے اور عورتوں پر جہریہ نمازوں میں جہر واجب نہیں

بلکہ جہر و اخفات دونوں جائز ہیں البتہ اگر نامحرم تک آواز پہونچے تو جہر منع ہے اور اخفاتی نمازوں میں اُنہیں بھی اخفات واجب ہے، مردوں کو اخفاتی نمازوں میں بسم اللہ بجہر کہنا سنت ہے اور جہری میں بسم اللہ بھی بجہر کہنا واجب ہے، اور روز جمعہ نماز جمعہ اور نماز ظہر میں جہر مستحب ہے لیکن تیسری چوتھی رکعت میں اگر سورۂ حمد پڑھے تو بسم اللہ میں اخفات احوط ہے جاہل مسئلہ ہو یا بھول کر جہر کی جگہ اخفات اور اخفات کی جگہ جہر کرے تو نماز صحیح ہوگی جہر یا اخفات کے وجوب کا تعلق فقط حمد اور سورہ سے ہے باقی اذکار خواہ واجب ہوں یا سنت تکبیرات ہوں یا اُسکے غیر سب میں جہر و اخفات دونوں جائز ہیں البتہ قنوت جہر سے پڑھنا سنت ہے اور امام کے کیلئے اذکار میں جہر اولیٰ ہے جہر سے باواز تکلم کرنا مراد ہے کہ صدا ظاہر ہو جائے اور اخفات سے مراد آہستہ تکلم کرنا ہے کہ جوہر آواز ظاہر نہو اگرچہ قریب کے آدمی سنتے بھی رہیں اخفات میں اسقدر ضروری ہے کہ خود سُن سکتا ہو دل ہی دلمیں پڑھنا یا اسطرح پڑھنا کہ خود بھی نہ سُن سکے کافی نہیں جہر میں اسقدر آواز بلند کرنا کہ معمولی طریقہ سے زائد ہو اور چیخنے کی حد تک پہنچ جائے ناجائز ہے سنت نمازوں میں جہر و اخفات کا اختیار ہے مگر دن کے نوافل میں اخفات اور رات کے نوافل اور نافلۂ صبح میں جہر اولیٰ ہے،

**مستحبات** سورۂ حمد سے پہلے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم آہستہ کہنا سنت ہے اور اسی طرح سورۂ حمد کے بعد الحمد للہ رب العالمین کہنا اور سورۂ قل ہو اللہ کے بعد کذالک اللہ ربی کہنا اور حروف کا واضح طور پر اور خوش الحانی سے ادا کرنا معانی کا لحاظ رکھنا آیۂ نعمت یا آیۂ عذاب پڑھ کر حصول نعمت یا دفع عذاب کی

دعا کرنا سنت ہے، نماز عصر و مغرب میں چھوٹے سوروں کا پڑھنا اور ظہر و عشا میں متوسط سوروں کا اور نماز صبح میں بڑے سوروں کا پڑھنا سنت ہے چھوٹے سوروں میں سے انا انزلنا اور قل ہو اللہ کا خاص درجہ ہے بلکہ سورہ توحید کا فرائض خمسہ میں ترک کرنا ناپسند فرمایا ہے پنجشنبہ اور دوشنبہ کی نماز صبح میں پہلی رکعت میں ہل اتی اور دوسری میں غاشیہ کا پڑھنا اور بروز جمعہ سورہ جمعہ و قل ہو اللہ نماز صبح میں اور سورہ جمعہ و منافقین ظہر و عصر میں سنت ہے، معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) قرآن کا جزو ہیں نماز میں پڑھنا جائز ہے،

**مکروہات** ایک سانس میں قل ہو اللہ پڑھنا اور اسی طرح حمد و سورہ کے پڑھنے میں جلدی کرنا دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ پڑھنا مکروہ ہے

## رکوع کا بیان

نماز واجب بلکہ نماز سنت کی بھی ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع واجب ہے اور یہ رکن ہے اسکی زیادتی اور کمی سے نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ عمداً یا سہواً البتہ نماز آیات کی ہر رکعت میں پانچ پانچ مرتبہ رکوع واجب ہے، اور نماز جماعت میں اگر ماموم غلطی سے امام سے پہلے رکوع سے کھڑا ہو جائے تو شرکت جماعت کیلئے دوبارہ رکوع جائز ہے،

**رکوع کے واجبات** رکوع میں بقصد رکوع اسقدر جھکنا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہونچ جائیں واجب ہے، اور جھکنے کا طریقہ معمولی ہونا چاہیے گھٹنوں کو آگے نکال کر کمر کا جھکا دینا کافی نہ ہوگا اور سکون و استقرار بقدر ادائے ذکر واجب

بھی واجب ہے، اور ایک مرتبہ تسبیح کبیر سبحان ربی العظیم و بحمدہ یا تین مرتبہ تسبیح صغیر یعنی سبحان اللہ کہنا واجب ہے، ارکوع کے بعد طمانیت و استقرار کیساتھ کھڑا ہونا بھی واجب ہے، اگر کوئی شخص اسقدر جھکنے پر قادر نہو تو جس قدر ممکن ہو جھکے اور اگر بالکل قدرت نہو تو کھڑے کھڑے سر سے اشارہ کرے اور اگر کوئی شخص رکوع کرنے والے کی صورت پر کھڑا ہو تو قیام اور رکوع میں اپنی نیت و قصد سے فرق کرلے اور چاہیے کہ رکوع کے لیے کچھ زیادہ جھک جائے،

**مسئلہ** تسبیح کبیر و صغیر دونوں کو ملاکر رکوع میں کہنا بھی جائز ہے اور ذکر اسوقت چاہیے جب رکوع کی حد میں پہونچکر مستقر ہو جائے اور اٹھنے کے قبل فراغت تمام ہو جانا چاہیے جھکنے اور اٹھنے کی حالت میں جائز نہیں اور ذکر رکوع میں مخارج صحیحہ سے حروف کا ادا کرنا اور اعراب کا صحیح ادا کرنا لازم ہے اور ترجمہ کسی دوسری زبان میں پڑھ لینا ناکافی ہے اگر بیٹھ کر رکوع کیا جائے تو اتنا جھکنا چاہیے کہ چہرہ گھٹنوں کے مقابل ہو جائے،

**مستحبات** رکوع کے قبل تکبیر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر کہنا انگلیاں کھول کر پوری ہتھیلی سے گھٹنے کو ہاتھ میں لینا گھٹنوں کو پوری طرح پیچھے کو جھکانا پشت کا سیدھا رکھنا گردن کا بڑھانا نگاہ پاؤں کے درمیان رکھنا بازوؤں اور کہنیوں کا جسم سے ہٹا ہوا رکھنا عورتوں کا اپنے ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا تسبیح کبیر تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا زیادہ کہنا دعائے رکوع پڑھنا کھڑے ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہنا سنت ہے

**مکروہات** ہاتھوں کو ملاکر گھٹنوں کے بیچ میں رکھنا رکوع میں قرآن پڑھنا

ہاتھوں کو کپڑوں کے نیچے جسم سے ملا ہوا رکھنا کہنیوں کا پہلوؤں سے ملا ہوا رکھنا،

## سجود کا بیان

نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے واجب ہیں اور دونوں سجدے مل کر ایک رکن ہیں جنکی کمی اور زیادتی عمداً اور سہواً نماز کو باطل کر دیتی ہے اور ایک سجدہ کی کمی اور زیادتی اگر عمداً ہو تو مبطل ہے سہواً مضر نہیں البتہ زیادتی ہیں جو طاہر کا اعادہ بھی کرے زمین پر بارادہ تعظیم پیشانی رکھنے کا نام سجدہ ہے سجدہ طاعت و عبادت و خضوع و خشوع کی اعلیٰ فرد ہے، سجدہ متکبر دل اور سرکشوں کے لیے عمل تادیب اور بجائے خود اعظم عبادت ہے، اور آدمی کا کوئی عمل شیطان پر سجدہ سے زیادہ شاق اور گراں نہیں ہے سجدہ سے گناہ اسطرح گر جاتے ہیں جس طرح ہوا سے درخت کے پتے گرتے ہیں کثرت سجود خدا کو محبوب اور سجدہ کو طول دینا مستحب اور مندوب ہے، افعال نماز میں سجدہ کے لیے مرتبہ اعلیٰ ہے،

**سجدے کے واجبات** اول پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کا رکھنا اور جسم کا بوجھ سب پر ڈالنا چاہیے، مگر رکنیت کا تعلق فقط پیشانی سے ہے،

دوسرے ذکر اور اسکا حکم سجدہ میں اسی طرح ہے جس طرح رکوع میں مذکور ہوا لیکن سجدہ کا ذکر سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ ہے یا تین مرتبہ سبحان اللہ

تیسرے اعضائے سجود میں طمانیت و استقرار اتنی دیر کے لیے کہ ذکر واجب ادا ہو جائے،

چوتھے سجدۂ اولیٰ سے سر اٹھا کر استقرار و استقلال کے ساتھ بیٹھنا،

پانچویں جائے قیام اور جائے سجود کا ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ پست یا بلند نہ ہو،
سجدہ میں بھی عربیت اور ادائے حروف اور مراعات ترتیب و موالات لازم ہے،

**جائے پیشانی کے شرائط** اول جہاں سجدہ کیلئے پیشانی رکھی جائے لازم ہے کہ پاک ہو نجس مقام پر اگرچہ خشک ہو سجدہ جائز نہیں جسکی تفصیل بیان ہو چکی ہے، دوسرے یہ کہ جائز السجود ہو،

**جائز السجود چیزوں کا بیان** سجدہ یا زمین پر صحیح ہو سکتا ہے یا ان چیزوں پر جو زمین سے اگی ہوں اور عادتاً کھانے یا پینے پہننے میں نہ آتی ہوں پس جن اجزائے زمین جنکو عرف میں زمین نہیں کہا جاتا مثل تانبے اور چاندی سونے اور جواہرات اور دیگر معدنی پتھروں کے کسی چیز پر سجدہ جائز نہیں اسی طرح روٹی اور ان میووں پر جو کھائے جائیں مثل شلجم و چقندر اور مختلف قسم کے ساگ و ریان وغیرہ کے اور اسی طرح ہر قسم کے لباس پر سجدہ جائز نہیں اگر کسی درخت کا فقط پھل کھایا جاتا ہو تو اسکے پتے اور لکڑی پر سجدہ جائز ہے اسی طرح اسکے عکس میں اسی طرح ان چیزوں پر جو حیوان کی غذا ہیں انسان کی غذا نہیں ہیں جیسے گھاس اور بھوسہ اور درختوں کی چھال اور پتے اور پھول جنکا دوا یا غذا میں کھانا معمول نہ ہو اور جس شئے کو ایک شہر والے نہ کھاتے ہوں دوسرے شہر میں کھاتے ہوں اس پر سجدہ جائز نہیں، جو دوائیں کثیر استعمال ہوتی ہوں مثل تریاکات اور برگ گاؤزبان اور برگ کاسنی و مکوہ کے وہ قابل اجتناب ہیں، لیکن جو اتفاقی استعمال ہوتی ہیں ان پر سجدہ ممنوع نہیں، کاغذ پر سجدہ جائز ہے خواہ سفید ہو یا رنگین ہاں اگر گاڑھی سیاہی

سے لکھا ہوا ہو یا رنگ جرم دار یا ریشمی کاغذ ہو تو سجدہ جائز نہ ہوگا چونے اور گچ اور پختہ برتنوں کے ٹکڑوں اور اینٹوں پر بھی سجدہ جائز نہیں،

جن چیزوں پر سجدہ جائز ہو ان سب میں افضل مٹی اور خاک ہے، اور سب سے افضل خاک شفا یعنی تربت حضرت سید الشہداؑ ہے اسلئے کہ خاک شفا پر سجدہ آسمان کے ساتوں حجابوں کو توڑتا ہے اور جو چیز قبول عبادت کے مانع ہر ہر آسمان میں ہیں انھیں اٹھا دیتا ہے اور زمین کے ساتوں طبقے جائے سجدہ کے نیچے نورانی ہو جاتے ہیں اور یہ نسبت بنی ہوئی سجدہ گاہ کے نفس خاک پاک پر سجدہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور جسقدر قبر مطہر کے قریب کی خاک ہو اولیٰ ہو

**مسئلہ** بحالت مجبوری ہر چیز پر سجدہ جائز ہو جاتا ہے خواہ لباس ہو یا دوسری کوئی چیز یہاں تک کہ جب کچھ ممکن نہ ہو تو پشت دست پر سجدہ جائز ہو جاتا ہے لیکن اگر اثنائے نماز میں جائز السجود چیز گم ہو جائے تو اگر وقت نماز وسیع ہے نماز کو قطع کر دے اور انتظام کرکے پھر نماز پڑھے ورنہ جسطرح ممکن ہو نماز کو تمام کرے

تیسری شرط یہ ہے کہ پیشانی مقام سجدہ پر برقرار ہو جائے پس اگر بسبب تری یا نرمی کے پیشانی جم نہ سکے تو سجدہ صحیح نہ ہوگا،

چوتھی شرط یہ ہے کہ پیشانی پر یا مقام سجدہ پر کوئی چیز حائل نہ ہو پس اگر سجدہ گاہ میل ہو یا پیشانی پر ضماد ہو تو سجدہ صحیح نہ ہوگا، اگر پہلے سجدہ میں پیشانی پر مٹی چمٹ جائے یا پتہ تو دوسرے سجدہ کیلئے اسکو دور کر دینا چاہیے، غبار کا البتہ مضائقہ نہیں

**تنبیہ** پیشانی کے سوا دوسرے اعضا میں شرط نہیں کہ انکا محل جائز السجود ہو

اور چاہیئے کہ پاؤں کے انگوٹھوں کے کنارے رکھے جائیں اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں
پوری رکھی جائیں تخت کا شگاف یا باریک جالی دار چیز پر ہاتھ رکھنا کافی ہے
اگر زیادہ بڑے سوراخ ہوں تو کافی نہ ہوگا، مٹھیاں باندھ کر ہاتھ رکھنا یا
انگلیوں کے سر ٹکا کر رکھنا بھی ناکافی ہے۔ **مسئلہ** اگر پیشانی غیر جائز السجود پر رکھی جائے
تو اُسکا اٹھانا اور جائز السجود مقام پر رکھنا جائز نہیں بلکہ پہلے مقام سے دوسرے
مقام پر کھینچ لینا چاہیئے **مسئلہ** جسکی پیشانی پر پھوڑا ہو تو ایک گڑھا کھودنا لازم ہے کہ صحیح
مقام زمین تک پہونچ جائے یا پھوڑے کو بچا کر سجدہ کرلے اور اگر تمام پیشانی گھری ہوئی
ہو تو داہنی کنپٹی پر ورنہ بائیں کنپٹی پر سجدہ کرے اور اگر سجدے کے لیے پورا جھکنا ممکن
نہ ہو تو مقام سجدہ بلند کرلینا چاہیئے اور اگر بالکل نہیں جھک سکتا ہے تو اشارے سے سجدہ
کریگا۔ **مسئلہ** اگر پیشانی ٹکر کھا کر اٹھ جائے اور پھر بے اختیار محل پر پہونچ جائے تو ایک
سجدہ شمار کرنا چاہیئے اور اس نماز کا دوبارہ پڑھ لینا اولیٰ ہے۔

**سجدہ کے مستحبات** سمع اللہ کے بعد سجدہ کیلئے بحالت استقرار تکبیر کہنا
سجدہ میں گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کا پہونچانا اور کھڑے ہونے کے وقت ہاتھوں سے قبل
گھٹنے اٹھانا، اعضائے سجدہ کو کامل طور پر رکھنا اور ناک کو بھی جائے سجدہ
تک پہونچانا، ہاتھوں کو سب انگلیاں ملا کر کانوں کے مقابل قبلہ رو رکھنا، دعائے
سجدہ پڑھنا ذکر سجدہ متعدد مرتبہ کہنا تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا نو یا
دعا مانگنا، سجدوں کے درمیان تورک تشہد کی طرح بیٹھنا، بیٹھنے میں ہاتھ رانوں
پر رکھنا، پہلے سجدے سے اٹھ کر تکبیر کہنا، دوسرے سجدے کیلئے جھکنے سے پہلے تکبیر کہنا۔

استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہنا دوسرے سجدہ کے بعد بتورک اطمینان بیٹھنا بلکہ اسکو ترک نہ کیا جائے مردوں کو سجدہ میں کہنیاں اور شکم کو زمین سے اونچا رکھنا اور بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھنا کھڑے ہونے میں بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد کہنا سجدہ کو طول دینا سجدہ میں تسبیح اور ذکر خدا زیادہ کرنا سجدہ میں ناک کیطرف نگاہ رکھنا،

## تشہد کا بیان

تشہد نماز کی دوسری اور آخری رکعت میں واجب ہے عمداً ترک کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے اگر سہواً ترک ہوجائے اور رکوع سے پہلے یاد آجائے تو تشہد پڑھنا اور بعد نماز کے دو سجدہ سہو لازم ہیں اور رکوع جانے کے بعد یاد آئے تو نماز کے بعد اسکی قضا اور سجدہ سہو لازم ہیں،

**تشہد کے واجبات** اول شہادت توحید و رسالت مع صلوات اسطرح اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اللھم صل علی محمد وآل محمد دوسرے بقدر اذکار مذکور مطمئن بیٹھنا تیسرے ترتیب مذکور تشہد پڑھنا چوتھے موالات یعنی فقرات مذکورہ میں فاصلہ نہ کرنا پانچویں اعراب حروف کے الفاظ عربیہ مذکورہ صحیح طور پر ادا کرنا،

**مستحبات** بطور تورک بیٹھنا اور تورک کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں کولے پر زور دیکر بیٹھے اور دونوں پاؤں کو داہنی طرف خارج کرے کہ بائیں پاؤں کے تلوے پر داہنے پاؤں کی پشت رہے انگلیاں ملاکر ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا نگاہ آغوش کیطرف رکھنا اذکار مستحبہ تشہد میں پڑھنا،

# سلام کا بیان

تشہد کے بعد سلام واجب ہے مگر تشہد اور سلام رکن نہیں ہیں عمداً ترک کرنا باعث بطلان نماز ہے اور سہواً ترک ہونے میں اگر اس وقت یاد آئے کہ نماز کے منافی امور واقع نہیں ہوئے تو ادا کرنا لازم ہے اور اگر واقع ہو گئے ہیں تو سجدہ سہو کی ضرورت ہوگی سلام کے لئے تین فقرے ہیں اول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دوسرے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین تیسرے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان میں پہلا فقرہ مستحب ہے بلکہ سلام سے خارج اور صلوٰۃ کا ضمیمہ ہے اور احوط یہ ہے کہ اسکو بھی ترک نہ کیا جائے باقی دو فقروں میں ایک واجب ہے جو پہلے کہا جائے اور دوسرا سنت لیکن اگر دوسرا فقرہ مقدم کیا جائے تو وہی کافی ہے مگر احوط ہے کہ دونوں فقرے بترتیب کو ادا کیے جائیں،

**واجبات** سلام میں بیٹھنا اور مستقر ہونا اور پابندی عربیت فقرات صحیح اعراب اور صحیح مخارج سے ادا کرنا اور موالات کا لحاظ رکھنا واجب ہے،

**مستحبات** تورک اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا سلام میں سنت ہے تشہد وسلام میں امام کو جہر اور ماموم کو اخفات سنت ہے اور منفرد مختار ہے اور ماموم کو سلام ختم پر گوشۂ چشم سے اشارہ کرنا اور امام کو بھی اسی قدر سنت ہے اگر بائیں طرف کوئی نہ ہو ورنہ دوبارہ سلام کہنا اور بائیں طرف اشارہ کرنا بھی سنت ہوگا، سلام پر نماز ختم ہو جاتی ہے،

## نماز کے دیگر واجبات و مستحبات

**واجبات** نماز میں جس طرح مذکور ہوا ترتیب واجب ہے اول نیت بعدہٗ

تکبیرۃ الاحرام پھر حمد و سورہ پھر رکوع پھر سجدہ اسی طرح دوسری رکعت اور اس کے آخر میں تشہد اور اگر دو رکعتی نماز ہو تو پھر سلام اور اگر سہ رکعتی ہے تو ایک رکعت بطرز سابق اور پڑھ کر اور اگر چہار رکعتی نماز ہو تو دو رکعتیں اور پڑھ کر تشہد و سلام پڑھے اور نماز کو تمام کرے پس اگر کوئی عمداً ترتیب بدل دے تو نماز باطل ہو جائیگی،

دوسرے موالات واجب یعنی ایک فعل سے دوسرے فعل کو فاصلہ سے ادا نہ کرے کہ نماز کی صورت بگڑ جائے لیکن رکوع و سجود میں طول دینا یا بڑے بڑے سورے یا زیادہ دعائیں موقع پر پڑھنا مضر نہیں،

**مستحبات** ہر نماز میں قنوت سنت ہے خواہ نماز واجب ہو یا سنت اور جہری نماز میں خصوصاً نماز صبح و نماز جمعہ و نماز وتر میں تاکید زیادہ ہے اور احوط ہے کہ قنوت ترک نہ کرے ہر نماز میں قنوت ایک مرتبہ سورہ کے بعد اور رکوع سے پہلے دوسری رکعت میں چاہیے، اگر عیدین میں پہلی رکعت میں پانچ قنوت اور دوسری میں چار قنوت ہیں اور نماز آیات کی پہلی رکعت میں دو قنوت اور دوسری میں تین قنوت ہیں یعنی ہر دوسرے رکوع سے پہلے ایک قنوت ہے اور نماز جمعہ میں ایک قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد سنت ہے،

قنوت کا جہر سے پڑھنا مستحب ہے خواہ نماز جہری ہو یا اخفاتی خواہ امام ہو یا منفرد بلکہ ماموم کیلئے بھی جہر سنت ہے اگر امام تک آواز نہ پہنچے، اور قنوت سے پہلے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر تکبیر کہنا بھی سنت ہے اور پھر چھوڑ کر قنوت کیلئے دوبارہ اس طرح اٹھانا سنت ہے کہ ہاتھ کھلے ہوئے اور ہتھیلیاں آسمان کی طرف اور پشت دست زمین کی طرف ہو اور نگاہ

ہتھیلیوں پر ہو اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے آگے ہو اور ہر ہاتھ کی انگلیاں انگوٹھا چھوڑ کر باہم ملی ہوئی چہرہ کے مقابل ہوں جس طرح سائل محتاج ہاتھ پھیلاتا ہو مگر ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے جس طرح بیان ہوا شرط نہیں ہے اور نہ کوئی خاص دعا یا ذکر مخصوص ہے بلکہ ہر طرح کی دعا دنیا و آخرت کی حاجتیں طلب کرنا مناجات نظم یا نثر صلوات قرآن کی تلاوت یا قرآن کی آیات دعا کا پڑھنا سب جائز ہے لیکن اولیٰ وہی دعائیں ہیں جو حضرات معصومین سے قنوت کے لئے وارد ہیں اور کلمات فرج کی فضیلت بھی بہت ہے اور اول و آخر درود پڑھنا اولیٰ ہے مگر امر حرام کیلئے دعا ناجائز ہے اور قنوت میں طول دینے کا ثواب بہت عظیم ہے علی الخصوص نماز وتر میں **مسئلہ** جو شخص قنوت بھول جائے تو بعد رکوع پڑھ لینا سنت ہے بلکہ اگر نماز کے بعد یاد آجائے تو اسی وقت قضا پڑھ لے،

**مکروہات** نماز میں انگلیاں چٹخانا انگڑائی لینا جو امور مانع خضوع و خشوع اور حضور قلب میں خلل انداز ہوں ان کا بجالانا جماہی لینا بیکار اور فضول شغل کرنا،

**مبطلات نماز** حدث اکبر و اصغر عمداً ہو یا سہواً مخالفین کی طرح بحالت قیام ہاتھ کا ہاتھ پر رکھنا یعنی نماز میں ہاتھ باندھنا جسکو تکفیر کہتے ہیں خواہ ناف کے نیچے قبلہ سے عمداً منحرف ہو جانا عمداً کلام کرنا اگرچہ ایک حرف بامعنی یا دو حرف مہمل ہوں قہقہہ امور دنیا کیلئے رونا جس فعل سے نماز کی صورت بگڑ جائے اسکا بجالانا کھانا پینا سورۂ فاتحہ کے بعد لفظ آمین کہنا یہ سب امور نماز باطل کر دیتے ہیں،

**مسئلہ** گنگارنا نماز میں مبطل نہیں **مسئلہ** قرآن اور دعا اور ذکر خدا کلام ممنوع میں داخل نہیں **مسئلہ** اگر کوئی شخص نماز گذار پر سلام کرے تو جو صیغہ سلام وہ کہے جواب میں مصلی بھی وہی کہے لیکن جو سلام از راہ تمسخر ہو اُسکا جواب واجب نہیں ہے چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنا اور چھینکنے والے کو نماز میں دعا دینا جائز اور مسنون ہے **مسئلہ** جو شخص پیاسا ہو اور صبح کو روزہ رکھنا ہو اور وقت میں بھی گنجائش نہو تو نماز وتر میں پانی پینا مستثنیٰ ہے اسکے سوا باقی چیزوں میں نماز واجب و سنت دونوں یکساں ہیں

**تعقیبات** تعقیب سے مراد نماز کے بعد بے فاصلہ دعا اور مناجات اور ذکر خدا و تلاوت قرآن میں مشغول ہونا ہے معارف آلٰہیہ میں غور کرنا اور عظمت و جبروت خدا میں فکر کرنا خوف خدا میں رونا بھی تعقیب ہے، تعقیب نماز کے بعد سنت ہے اور تاکید وارد ہے اور اُس میں نماز کا ثواب ملتا ہے روزی کے حق میں شہروں شہروں پھرنے سے بیٹھ کر تعقیب میں مشغول ہونا زیادہ مفید ہے دعا اسوقت قبول ہوتی ہے تعقیب کے لیے کوئی مقدار معین اور محدود نہیں منجملہ تعقیبات کے تین مرتبہ ہاتھوں کو اُٹھا کر تکبیر کہنا اور تسبیح فاطمہ زہرا کا پڑھنا ہے، چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہنا، ہزار رکعت نماز سے یہ تسبیح افضل ہے یہ تسبیح جناب رسالتمآب نے اپنی نور چشم فاطمہ زہرا کو تعلیم فرمائی اور انھیں کے نام سے مشہور ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی دوسری چیز اس سے بہتر ہوتی تو جناب رسالتمآب اپنی بیٹی کو وہی عنایت فرماتے اس تسبیح کو خاکِ شفا کی تسبیح پر پڑھنا بالخصوص مستحب ہے، اگر تسبیح پختہ ہے تو بھی ثواب ہوگا جناب فاطمہ زہرا

سیدۃ النساء صلوات اللہ علیہا ڈورے میں گرہیں لگاکر تسبیح پڑھا کرتی تھیں جب حضرت حمزہ نے شہادت پائی تو جناب معصومہ نے حضرت حمزہ کی قبر کی مٹی سے تسبیح بنائی جب امام حسینؑ درجہ شہادت فائز ہوے تو خاک شفا کی تسبیح کا رواج ہوگیا اس تسبیح کا یہ ثواب ہے کہ اگر ہاتھ میں ہو تو اس شخص سے پہلے وہ خود تسبیح میں مشغول ہوتی ہو اور بغیر پڑھے ہوے اس شخص کو فقط حرکت دینے سے سات مرتبہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہو،

اور حدیث میں ہو کہ زانو بدلنے سے پہلے اگر یہ تسبیح پڑھے تو مغفرت ہو جاتی ہے، تعقیبات جو حضرات معصومینؑ سے منقول ہیں بہت کثیر ہیں بعض نماز صبح کیلئے مخصوص ہیں بعض نماز ظہر یا عصر کے ساتھ بعض نماز مغرب یا عشاء کے ساتھ بعض بلا تخصیص ہر نماز کے لیے ہیں اور کتب مبسوطہ میں تفصیل مذکور ہیں مخصوص دعائیں بغیر قصد خصوصیت دوسرے مقام پر پڑھ سکتے ہیں صلوات بہترین تعقیبات ہو اور برادران ایمانی کی حاجات شرعیہ کے لیے دعا کرنا اپنی حاجت روائی کا باعث ہے، دشمنان اہلبیت پر لعنت کرنا بھی بعد نماز کے سنت ہے،

**سجدۂ شکر** نماز واجب ہو یا سنت نماز کے بعد سجدۂ شکر سنت مؤکدہ ہو اور تعقیب کے بعد سجدۂ شکر بجالانا بہتر ہے اور بہتر طریقہ اسکا یہ ہو کہ دونوں کلائیاں بھی زمین پر رکھے اور کم سے کم تین مرتبہ شکراً للہ کہے پھر داہنا رخسار خاک پر رکھے پھر بایاں رخسار رکھے پھر دوبارہ پیشانی خاک پر رکھے اور جو دعائیں منقول ہیں پڑھے اور جس

---

ا‍ے سجدۂ شکر میں پیشانی خاک پر رکھے، دونوں کلائیاں پھیلا دے اسینہ و شکم زمین سے ملا دے ۱۲

کام کے لئے چاہے دعا کرے اور سنت ہے کہ بعد سجدہ کے موضع سجدہ پر ہاتھ پھیرے
پھر اُس ہاتھ کو منھ سینہ پر پھیرے اور داہنے ہاتھ سے بجالائے تو بہتر ہے
علاوہ نماز کے جب کوئی نعمت حاصل ہو یا کوئی بلا یا مصیبت دفع ہو یا کسی عمل
خیر کی توفیق حاصل ہو سجدہ شکر سنت ہے بلکہ جب سابق کی ایسی کوئی حالت
یاد آجائے تو بھی سنت ہے،

## نماز پنجگانہ کے سوا اور واجب نمازوں کا بیان

**نماز آیات** یہ نماز چاند گہن اور سورج گہن اور زلزلہ کے سبب سے اور خوفناک
ارضی و سماوی حوادث کے سبب سے مثل سیاہ و سرخ و زرد آندھی کے اور شدید
تاریکی ہو جانے کے سبب سے واجب ہوتی ہے جن سے اکثر اور بکثرت آدمی خوف زدہ
ہو جائیں اگر یہ حالت نہ ہو تو نماز بھی واجب نہ ہوگی، چاند گہن سورج گہن میں
خوف کی شرط نہیں اور دیگر ستاروں کے گہن سے نماز واجب نہیں ہوتی گہن میں
شروع سے ختم تک نماز کا وقت ہے اور احوط یہ ہے کہ کھلنا شروع ہونے سے پہلے
نماز پڑھلی جائے اگر ایک رکعت کا وقت ملجائے تو پوری نماز ادا سمجھی جائیگی دیگر
امور کے لیے وقت کی حد مقرر نہیں جہانتک ہو جلدی کیجائے اگر گہن کی اطلاع
ہوا اور جانکر نماز نہ پڑھے تو گناہگار ہوگا اور قضا بھی واجب ہوگی اور بھول کر نہ پڑھنے
میں بھی قضا واجب ہے البتہ اگر اطلاع نہ ہو تو قضا واجب نہیں ہاں اگر پورا گہن ہو تو
پھر بھی قضا واجب ہے دیگر خوفناک امور میں اگر نماز ترک ہو گئی ہو تو اسکا فوراً ادا کرنا
واجب ہے اور جب یاد آئے فوراً پڑھلے اگر نماز یومیہ کا وقت بھی ہو اور ابھی پڑھنے

کی نوبت نہیں آئی اور نماز آیات بھی واجب ہو گئی پس اگر دونوں کا وقت وسیع ہے تو یومیہ کا پہلے پڑھنا احوط ہے اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو تو یومیہ کو مقدم کرے اور اگر ایک کا وقت تنگ ہے تو جس کا وقت تنگ ہے اسے مقدم کرے اور جس کا وقت وسیع ہو اسے آخر میں پڑھے۔

**نماز آیات کی کیفیت** یہ نماز دو رکعتی ہے ہر رکعت میں پانچ پانچ رکوع اور دو دو سجدے ہیں اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ نیت کرکے تکبیرۃ الاحرام کہے اور حمد و سورہ پڑھے رکوع میں جائے رکوع سے اٹھ کر پھر حمد اور سورہ پڑھے اور قنوت پڑھ کر رکوع میں میں جائے پھر اٹھے اور حمد و سورہ پڑھ کر رکوع میں جائے پھر اٹھ کر حمد و سورہ اور قنوت پڑھے اور رکوع میں جائے پھر اٹھ کر حمد و سورہ پڑھے اور پانچواں رکوع کرے اور کھڑا ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور سجدہ میں جائے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر پھر مثل سابق ہر مرتبہ حمد و سورہ پڑھ کر پانچ رکوع کرے اور کھڑا ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور سجدوں کے بعد تشہد و سلام بجالائے لیکن اس رکعت کے پہلے اور تیسرے اور پانچویں رکوع کے ساتھ قنوت ہوگا یعنی پہلی رکعت میں دو قنوت ہوئے اور دوسری میں تین جس طرح اور نمازوں میں دوسری رکعت میں قنوت ہوتا ہے یہاں ہر دوسرے رکوع کیساتھ قنوت ہوگا۔ یہ اختیار ہے کہ ہر مرتبہ ایک ہی سورہ پڑھے یا دوسرا سورہ پڑھے یہ بھی اختیار ہے کہ ایک سورہ کے پانچ ٹکڑے کرے ایک ایک ٹکڑا ہر رکوع کیساتھ پڑھے اور یہ بھی اختیار ہے کہ دو تین رکوع میں پورے پورے سورے پڑھے اور باقی رکوعات میں ٹکڑے کرکے کوئی سورہ پڑھے لیکن اگر پورا سورہ پڑھے گا تو بعد کے رکوع میں سورہ حمد کا پڑھنا بھی

لازم ہوگا اور اگر ٹکڑا پڑھا ہو اور بعد کے رکوع میں آیتکی دوسرا ٹکڑا پڑھنا چاہتا ہو تو حمد نہ پڑھیگا لیکن بہرحال پانچ رکوع میں ایک سورہ ضرور کامل ہوجانا چاہیے،

**مستحبات** قنوت جسکا ذکر ہوا نماز میں سنت ہے اور قنوت سے پہلے اور قنوت کے بعد بھی تکبیر سنت ہو اور سمع اللہ بھی سنت ہے اور بشرط گنجائش وقت نماز کا طول دینا اور بڑے بڑے سورے پڑھنا ہر قیام میں پورا سورہ پڑھنا اور آخر شب میں نماز پڑھنا اور کھلے آسمان نماز پڑھنا مساجد میں پڑھنا یہ سب امور بھی سنت ہیں،

**مسئلہ** امور مذکورہ جس جس شہر میں ظاہر ہوں وہیں کے لوگوں پر نماز واجب ہے،

**نماز جمعہ** نماز جمعہ اس زمانہ میں کہ زمانہ غیبت ہو واجب عینی نہیں ہو اسلئے وجوب عینی کے احکام ترک کیے گئے بلکہ واجب تخییری ہو یعنی نماز ظہر و نماز جمعہ میں سے کسی ایک کا پڑھنا واجب ہے اور مکلف کو اختیار ہو جسے چاہے پڑھے مگر جمعہ افضل ہو اور ظہر کا بھی بہ نیت قربت پڑھ لینا احوط ہو یعنی مخصوص وجوب کی نیت کسی میں نہ کرے نماز جمعہ کا وقت زوال سے اُس وقت تک ہے کہ ہر شئے کا سایہ اسکے برابر ہوجائے اگرچہ زوال کے بعد جلدی پڑھ لینا احوط ہے،

نماز جمعہ اُسپر واجب ہے جو بالغ ہو عاقل ہو مرد ہو آزاد ہو حضر میں ہو بیمار و نابینا و بڈھے اور مسافر اور عورت اور غلام سے ساقط ہو لیکن اگر نماز جمعہ ہو رہی ہو اور یہ عورت کے سوا یہ لوگ حاضر ہوجائیں تو صحیح ہوجائیگی،

نماز جمعہ کی صحت اس بات پر موقوف ہو کہ دونوں خطبے ممکن ہوں جماعت سے نماز پڑھنا ممکن ہو ایک فرسخ کے اندر دوسری جگہ نماز جمعہ نہ ہوتی ہو کم سے کم پانچ مرد جماعت جمعہ

میں شرکت کریں اور امام جمعہ کا بالغ عاقل مومن مختون عادل اور مرد ہونا ولد الزنا نہ ہونا شرط ہے اور اسکے لیے احوط یہ ہے کہ مجتہد ہو یا مجتہد کی طرف سے ماذون ہو نماز جمعہ بغیر جماعت کے صحیح نہیں لیکن جو شخص دوسری رکعت میں شریک ہو وہ اپنی دوسری رکعت فرادیٰ پڑھیگا اور قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد سنت ہے نماز جمعہ سے پہلے دو خطبے واجب ہیں

**پوری ترکیب** اول اذان کے بعد کھڑے ہو کر باطہارت نیت کرکے دو خطبے پڑھے خواہ امام خود پڑھے یا کوئی دوسرا شخص دونوں خطبوں میں حمد و ثنائے خدا اور محمد و آل محمد پر صلوات اور وعظ کا ہونا اور درمیان خطبوں کے بیٹھنا اور ایک چھوٹا سا سورہ پڑھنا چاہیے اور دوسرے خطبہ میں ائمہ پر صلوات اور مومنین و مومنات کے لیے طلب مغفرت بھی کرے پھر اقامت کے بعد نماز شروع کرے اور مثل نماز صبح کے دو رکعت پڑھے لیکن پہلی رکعت میں حمد اور سورہ جمعہ پھر قنوت جمعہ پڑھنا اور دوسری رکعت میں بعد حمد کے سورہ منافقون پڑھنا اور رکوع کے بعد دوبارہ پھر قنوت جمعہ پڑھنا سنت ہے خطبہ میں کلام کرنا حرام ہے اور سامعین کا بحال سکوت غور سے خطبہ کا سننا اور خطیب کا اسقدر بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ پانچ یا سات آدمی سن لیں لازم ہے نماز جمعہ جب واجب تخییری ہو تو بیع و شرا اور سفر حرام نہیں ہے اگرچہ احوط ترک ہے جمعہ کے دن غسل کرنا اور سر منڈانا کنگھی کرنا عمدہ لباس پہننا عطر لگانا خطبہ میں تلوار یا عصا پر تکیہ کرنا خطیب کا فصیح و بلیغ ہونا قبل خطبہ حاضرین پر سلام کرنا اور نماز جمعہ کے قبل نافلہ جمعہ پڑھنا سنت ہے خطبہ میں نیت و طہارت شرط ہے ،

**نماز عیدین** امام یا اسکے نائب خاص کی موجودگی میں یہ نماز واجب ہے لیکن اس زمانہ میں سنت ہے نماز عید کا وقت صبح سے زوال تک ہے اسکے بعد وقت فوت

ہو جاتا ہے اس نماز کی قضا نہیں ہو

**نماز عید کی ترکیب** نماز عید دو رکعت ہے ہر رکعت میں بعد حمد کے جو سورہ چاہے پڑھے مگر پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری میں والشمس پڑھنا سنت ہے اور پہلی رکعت میں علاوہ تکبیر رکوع کے پانچ تکبیریں ہیں اور دوسری میں چار اور ہر تکبیر کے بعد قنوت ہو اور قنوت عید کی مخصوص دعا پڑھنا بہتر ہے اور یہ نماز فرادی بھی ہو سکتی ہو اور اگر جماعت سے پڑھی جائے تو دو خطبے مثل جمعہ کے یہاں بھی پڑھے لیکن یہاں خطبے نماز کے بعد ہیں اور عید فطر میں شب عید کی نماز مغربین اور نماز صبح اور نماز عید کے بعد تکبیرات سنت ہیں اور عید قربان میں دس نمازوں کے بعد تکبیرات سنت ہیں جو کہ روز عید کی ظہرین سے ابتدا ہے اور بارہویں تاریخ نماز صبح پر ختم ہے،

**نماز عید کے مستحبات** بلند آواز سے پڑھنا تکبیروں میں ہاتھ بلند کرنا مکہ کے سوا اور شہروں میں صحرا میں نماز پڑھنا نماز سے قبل غسل کرنا عمامہ سفید باندھنا خاص زمین پر سجدہ کرنا نماز کے لیے سکون و وقار کیساتھ جانا پیادہ اور برہنہ پا جانا نماز سے قبل غسل کرنا،

**مکروہات** ہتھیار باندھ کر جانا نماز عید سے پہلے اور بعد نافلہ پڑھنا منبر کا صحرا میں لیجانا زیر سقف نماز پڑھنا،

واجب نمازوں میں نماز طواف ہے لیکن اسکا بیان حج کیساتھ مناسب ہے،

نماز نذر و عہد و یمین اور نماز اجارہ اور باپ کی قضا نماز بڑے بیٹے کے ذمے یہ بھی

؎ اس زمانۂ غیبت میں اگر یہ نماز بجماعت پڑھی جائے تو بھی ترک خطبہ جائز ہے اور دو جماعتوں میں ایک فرسخ فاصلہ بھی ضروری خیال و لحاظ اسی کے عدد کی بھی شرط نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

واجب ہے نماز نذر وغیرہ میں جو وقت اور جو مکان اور جو شرط نذر میں ملحوظ کریگا اُسکی پابندی لازم ہوگی اور اگر فقط نماز بغیر کسی قید کے نذر کی ہے تو اختیار ہوگا کہ جہاں اور جسوقت اور جس ہیئت سے چاہے پڑھے،

نماز نذر نماز کی ہیئت شرعیہ کے خلاف اگر کچھ نذر کریگا تو نذر باطل ہوگی مثلاً ایک رکعت دو رکوع کیساتھ یا چار سجدوں کیساتھ،

اور نماز اجارہ میت کیطرف سے پڑھی جاتی ہے یعنی اگر کوئی شخص مرجائے اور اسکے ذمہ قضا ہوں تو وہ نمازیں دوسرے کے بقصد نیابت پڑھ دینے سے بری الذمہ ہو جائیگا خواہ مفت پڑھے یا کوئی شخص بغیر اجرت کے تبرعاً پڑھ دے اور اگر کسی کو اجیر کرے کہ میت کی نمازیں ادا کرائی جائیں تو بھی برات ذمہ ہو جائیگی جب اجیر بقصد نیابت ادا کرے،

نماز اجارہ زندہ شخص کیطرف سے صحیح نہیں بلکہ کوئی عبادت زندہ کی طرف سے دوسرا شخص ادا نہیں کرسکتا خواہ تبرعاً ہو یا اجارۃً البتہ پیر ضعیف کیطرف سے حج بحالت زندگی بطور معتبرہ ادا ہوسکتا ہے اور بعض مستحب چیزیں بھی مثل زیارت معصومین کے زندوں کی طرف سے بہ نیابت ہو سکتی ہیں،

اجیر میں شرط ہے کہ جس فعل پر مثل نماز روزہ کے اجیر کیا جائے اُسکے مسائل سے اجتہاداً یا تقلیداً واقف ہو اور ایسا ہو کہ ادا کرنے کا اُسپر اطمینان ہو اگرچہ عادل نہ ہو اور لازم ہے کہ میت کی تکلیف کے موافق عمل کیا جائے مثلاً اجیر حضر میں ہو اور نماز میت سفر میں قضا ہوئی ہو تو قصر لازم ہوگا، اگر اجیر قیام نہ کر سکتا

ہو یا کوئی عذر ہو تو اسکو اجیر کرنا جائز ہے اور اگر اجیر کیا جائے تو اسکو زوال عذر کے بعد ادا کرنا لازم ہوگا نماز اجارہ میں ترتیب کا لحاظ ترک نہ کیا جائے اگر کسی کو اجیر کیا اور اُسنے ادا نہیں کیا تو وہ مشغول الذمہ رہیگا لیکن اس فعل کا دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا اسلیئے کہ میت کی برات ذمہ اجیر کردینے سے نہیں ہوتی بلکہ عمل سے ہوتی ہے اجیر میں احوط ہے کہ اگر نماز یا روزہ کے لیئے اجیر کیا جاوے تو خود اُسکے ذمہ اپنا ذاتی نماز روزہ قضا نہ ہو مرد کی طرف سے عورت اور عورت کیطرف سے مرد نائب ہو سکتا ہے اور جہر و اخفات میں نائب کا اعتبار ہوگا اجیر دوسرے کو اجیر نہیں کر سکتا اگر جب مستاجر کی اجازت ہو یا اجازت عام طور پر ہو کہ چاہے خود ادا کرے یا دوسرے سے ادا کرادے،

## قصر و اتمام کا بیان

واضح ہو کہ جو نمازیں چہار رکعتی ہیں اگر قصر کے شرائط نہ پائے جائیں تو پوری پڑھی جائینگی لیکن شرائط قصر پائے جانے کے بعد اُنمیں قصر لازم ہوگا، یعنی آخر کی دو رکعتیں ساقط ہو جائینگی اور پہلی دو رکعتوں پر سلام ادا کرکے نماز تمام کر دی جائیگی البتہ اماکن اربعہ یعنی مسجد نبی اور مسجد الحرام اور مسجد کوفہ اور حائر امام حسینؑ میں جسکی مقدار علی الاحوط ضریح اقدس کے چاروں طرف پچیس ہاتھ تک ہے، باوجود شرائط قصر پائے جانے کے بھی اختیار ہے چاہے قصر پڑھے یا تمام اور شرائط قصر چھ ہیں

**پہلی شرط** مسافت شرعیہ کا ارادہ ہو اور مسافت شرعیہ آٹھ فرسخ راہ ہے جو چوبیس میل شرعی کے برابر ہے اور میل شرعی دو ہزار گز کے برابر ہوتا ہے اور دو میل انگریزی دو سو چالیس گز بڑا ہوتا ہے اور اس بنا پر مسافت شرعیہ سوا ستائیس میل انگریزی

سے چالیس گز زیادہ کی مقدار ہوتی ہو خواہ یہ مسافت جانے میں پائی جائے یا واپسی میں یا آمد و رفت ملا کر جبکہ اُسی دن یا اُسی رات یا دن رات میں واپسی کا پہلے سے ارادہ کرلیا ہو اور اگر ایک شب یا زیادہ قیام کرکے واپسی کا ارادہ ہو لیکن اقامت عشرہ کا ارادہ نہو تو احوط جمع ہو یعنے قصر بھی پڑھے اور تمام بھی اور روزہ رکھے اور قضا بھی کرے اور اگر تھوڑی مسافت میں چند مرتبہ آمد و رفت کرنے سے مسافت شرعیہ ہو جائے تو اُسکا اعتبار نہوگا اور اگر کسی شہر کی دو راہیں ہوں اور ایک راہ مثلاً سات فرسخ ہو اور دوسری آٹھ فرسخ یا زیادہ تو جس راہ کو اختیار کریگا اُسی کا اعتبار لازم ہوگا، اگر کوئی شخص چار فرسخ کے ارادہ سے سفر کرے پھر وہاں پہونچکر چار فرسخ یا زیادہ مگر مسافت سے کم آنے جانے کا ارادہ ہو جائے تو قصر نہوگا البتہ واپسی میں چونکہ مسافت پوری ہوگی اسلئے قصر لازم ہوگا،

اور مسافت کا شمار چھوٹے شہروں میں آبادی کی انتہا سے اور بڑے شہروں میں محلہ کی انتہا سے ہوتا ہے،

جو شخص کسی دوسرے کیساتھ سفر کرے تو جو اُسکا حکم ہوگا وہی اُسکا حکم ہوگا پس اگر مطلع ہو کہ اُسکا قصد سفر شرعی کا ہے تو اُسکو قصر لازم ہوگا ورنہ اتمام کریگا اس حکم میں زوجہ اور اولاد اور غلام اور خادم اور قیدی وغیرہ سب برابر ہیں

**دوسری شرط** یہ ہے کہ قصد مذکور آخر تک باقی رکھے اثنائے سفر میں ارادہ بدل نہ دے پس اگر چار فرسخ پہونچنے سے قبل قصد فسخ کردے یا تردد پیدا ہو جائے تو قصر نہوگا اور اگر چار فرسخ کے بعد یہ نوبت پہونچے تو در صورت ارادہ

واپسی قصر ہوگا اگر واپسی بغیر اقامت عشرہ مقصود ہو اور اگر اقامت عشرہ کے بعد واپسی کا ارادہ ہو تو قصر نہ ہوگا اور درصورت عدول نیت جو نمازیں عدول سے قبل پڑھ لی ہوں وہ کافی ہونگی،

**تیسری شرط** یہ ہے کہ سفر جائز اور مباح ہو پس اگر سفر معصیت ہوگا تو قصر جائز نہ ہوگا اور سفر معصیت کی کئی صورتیں ہیں **اول** یہ کہ نفس سفر حرام ہو مثلاً زوجہ کا بے اذن شوہر اور اولاد کا باوجود ممانعت والدین باستثناے سفر واجب سفر کرنا اور غلام کا آقا سے آبق ہو کر سفر کرنا اور درصورتیکہ سفر یقینی ضرر کا باعث ہو سفر کرنا **دوم** یہ کہ سفر کی غرض وغایت حرام ہو مثلاً چوری یا قتل یا اعانت ظالم یا زنا کیلیے سفر کرنا لیکن اگر سفر غرض صحیح ہو اور اثنا میں کسی فعل حرام کا مرتکب ہو تو یہ سفر سفر معصیت نہ ہوگا، اگر کوئی شخص غصبی گاڑی، کشتی، گھوڑے وغیرہ پر سفر کرے تو سفر حرام میں محسوب ہوگا اگر کوئی شخص امر واجب سے گریز کرکے سفر کرے تو قصر و اتمام میں جمع کرنا احوط ہے، اگر شروع سفر میں معصیت کا قصد ہو اور درمیان میں قصد معصیت بدل جائے یا اسکا عکس ظہور میں آئے اور ابتدا از پوری مسافت کی نیت ہو تو جب تک عصیان کی حالت ہے اتمام لازم ہوگا اور جو حالت عدم عصیان کی ہو اُسمیں قصر لازم ہوگا،

**جو** سفر صید لہو کے لیے ہو وہ بھی سفر معصیت ہے اور صید لہو سے مراد وہ شکار ہے جو کھیل میں داخل ہو لیکن اگر اپنے اور اپنے عیال کی قوت کے لیے شکار کرے تو سفر جائز اور قصر لازم ہوگا لیکن تجارت کے لیے شکار میں احتیاط جمع

میں ہو، جو سفر سیر و سیاحت کے لیے ہوں حرام نہیں ہے اور قصر کا حکم اسمیں جاری ہوگا اگر دیگر شرائط پائے جائیں،

**چوتھی شرط** حد ترخص تک پہونچ جانا ہے پس جب تک وہاں نہ پہنچے قصر جائز نہیں اور حد ترخص سے مراد وہ مقام ہے جہاں سے معتدل نگاہ سے شہر کے گھروں کی دیواروں کی شکل و صورت نظر نہ آئے اور معتدل کان سے شہر کی اذان کی آواز وہاں نہ سنی جائے بشرطیکہ سماعت و بصارت اور آواز اذان اور شہر کی دیواریں پستی و بلندی میں معمولی حالت میں ہوں اور سننے اور دیکھنے کے موانع بھی مثل ہوا اور غبار کے موجود نہ ہوں لیکن اگر شہر بلاد عظیمہ میں سے ہو تو محلہ کی دیواروں اور محلہ کی اذان کا اعتبار ہوگا،

**پانچویں شرط** یہ ہے کہ سفر کو اپنا پیشہ اور شغل قرار نہ دیا ہو اور خانہ بدوش نہ ہو پس جنکا پیشہ اور شغل سفر ہو جس طرح ملاح و ساربان و قاصد اور گاڑی ڈرائیور وغیرہ یا جو خانہ بدوش ہوں وہ اپنے اُس سفر میں جو پیشہ و شغل کی غرض سے ہو قصر نہ کرینگے اور یہ حکم اُنکے لیے اُس وقت تک باقی رہیگا جب تک وہ دس دن کہیں قیام نہ کریں اور قیام کرلینے کے بعد پہلے سفر میں بشرائط معتبرہ قصر کرینگے اور دوسری میں قصر و اتمام میں جمع احوط ہے اسکے بعد حکم سابق جاری ہوگا لیکن اگر اُنکا سفر اسکے علاوہ ہو مثلاً حج یا زیارت کو جائیں یا کسی اور خاص کام کے لیے سفر کریں تو اُنکے لیے بھی احکام سفر مثل دیگر مسافرین کے ہوں گے، جو شخص کسی ضرورت سے پے درپے سفر کرے لیکن سفر کرنا اُسنے اپنا کام قرار نہ دیا ہو

(ن) اس حکم سے خارج ہے اور حکم قصر شرائط معتبرہ اُسپر جاری ہوگا خواہ ہر مرتبہ نیا سفر اُسے پیش آئے یا اول سے کئی سفر دن کا کیے بعد دیگرے ارادہ کر لیا ہو

**چھٹی شرط** یہ ہو کہ اثنائے مسافت میں کسی جگہ دس دن قیام کا یا وطن سے گذر کر جانے کا ارادہ نہو لیکن اگر ایسا خیال اتفاقاً پیش آجائے تو پھر اتمام لازم ہوگا **واضح ہو** کہ شرائط سفر پائے جانے کے بعد کسی مقام میں دس دن یا زیادہ قیام کا ارادہ کر لینے یا تیس دن تک قیام و عدم قیام میں متردد رہنے سے یا وطن پہونچ جانے سے سفر قطع ہو جاتا ہے،

**اقامت** عشرہ کا ارادہ جو سفر کو قطع کر دیتا ہے اُس میں شرط ہے کہ دس دن متصل ہوں متفرق نہوں اور پورے ہوں کم نہوں چاہے شمار رات سے شروع ہو یا دن سے لیکن اگر دن یا رات کی کسی درمیانی ساعت سے گیارہویں دن کی اُسی ساعت تک قیام کا ارادہ ہو تو احوط جمع ہے اور لازم ہے کہ قصد اقامت میں محل قیام ایک شہر یا ایک گاؤں ہو متعدد مقاموں میں قیام کا ارادہ کافی نہیں مگر یہ قید نہیں کہ وہاں سے باہر نہ نکلنے کا بھی ارادہ رکھتا ہو لہذا اطراف کے باغ وغیرہ تک جا آنا بلکہ بقصد مراجعت چار فرسخ کے اندر اندر جانا جو شہر کے قیام کے عرفاً منافی نہو مضر نہیں،

**مسئلہ** اگر کوئی شخص نیت اقامت کے بعد چار رکعتی نماز اتمام کیساتھ پڑھ لے اور پھر ارادہ بدل جائے تو جب تک وہاں قیام رہے اتمام لازم ہوگا اور اگر نماز کی نوبت نہ آئی تھی اور قصد بدل گیا تو قصر کرتا رہیگا،

**اور** مسافت شرعیہ طے کرنے کے بعد کسی مقام پر توقف در رجوع یا قیام و عدم

قیام میں تیس دن بحالت تردد بسر کرنا بھی سفر کو قطع کر دیتا ہے اور اقامت کا حکم جاری ہو جاتا ہے پس تیس دن تک قصر اور بعد ازاں اتمام لازم ہوگا، اور یہی حکم ہے اگر دو چار دن قیام کا ارادہ کیا پھر جانا نہ ہوا اور چند دن قیام کا پھر ارادہ کر لیا اور اسی طرح ارادہ کرتے کرتے تیس دن بحالت قصر پورے گزر گئے اس صورت میں بھی اتمام لازم ہو جائیگا، اسی طرح وطن میں پہونچ جانا بھی قاطع سفر ہے،

**وطن کا تفصیلی بیان** وطن سے مراد وہ شہر یا قریہ وغیرہ ہے جسے ہمیشہ کے لیئے اپنا مسکن بنا لیا ہو خواہ وہ ماں یا باپ کا مسکن ہو یا اپنی جائے ولادت ہو یا ایسا نہ ہو بلکہ اُسنے دائمی مسکن خود قرار دے لیا ہو اور اس نیت کیساتھ معتد بہ قیام بھی وہاں کیا ہو کہ عرفاً صدق وطن ہو جائے خواہ کوئی ملک بھی وہاں ہو یا نہ ہو، ایک شخص کے ایک وقت میں دو وطن ہو سکتے ہیں مثلاً اُسنے قصد کر لیا ہو کہ میں فلاں اور فلاں مقام میں ہمیشہ رہونگا اور سال کا ایک ایک حصہ ہر مقام کے لیئے معین کر لیا ہو مثلاً قصد کیا ہو کہ چھ مہینہ ایک جگہ اور چھ مہینہ دوسری جگہ رہا کرونگا،

**مسئلہ** اگر ایک وطن سے دوسرے وطن تک مسافت شرعیہ ہو تو فقط راہ میں قصر لازم ہوگا،

**مسئلہ** اولاد بالغ ہونے کے بعد ماں یا باپ کے وطن سے یعنی جو اولاد کی نابالغی کے زمانہ میں انکا وطن رہا ہے اگر اعراض نہ کرے تو ماں باپ کا وطن اُنکا بھی وطن محسوب ہوگا چاہے وہ خود اُسکے وطن بنانے کا ارادہ کرے یا نہ کرے لیکن وہ

درحالیکہ اولاد بالغ ہو اور وہاں باپ نیا وطن اختیار کریں تو وہ اولاد کے لیے وطن قرار نہ پائیگا جبتک اولاد اُسکے وطن بنانے کا خود قصد کرے،

**مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے وطن سے دست بردار ہو جائے تو خواہ وہ دوسرے مقام کو وطن بنائے یا بے وطن رہے حکم وطنیت اس شرط سے اٹھ جائیگا کہ اس شخص کی کوئی ملک وہاں نہو یا ہو اور قابل سکونت نہو یا قابل سکونت ہو اور دائمی سکونت کے ارادہ سے چھ مہینہ اُسمیں سکونت نہ کی ہو ورنہ احوط ہو کہ وہاں قصر و اتمام میں جمع کرے،

**واضح** ہو کہ سالہا سال کسی مقام پر رہنے سے وطن صادق نہیں آتا جب تک دائمی قیام کی نیت نہو،

**مسئلہ** سفر میں نافلۂ ظہر اور نافلۂ عشا ساقط ہے اور صبح و مغرب کا نافلہ اور نافلہ شب ساقط نہیں اور دیگر سنتی نمازیں پڑھنا بھی جائز ہے اور ہر نماز قصر کے بعد تیس مرتبہ تسبیحات اربعہ سنت ہیں،

**مسئلہ** اگر نماز کا وقت حضر میں آجائے اور بغیر نماز پڑھے ہوے سفر کرے تو قصر لازم ہوگا اور اگر سفر میں وقت آجائے اور بغیر نماز پڑھے ہوے حضر میں پہنچ جائے تو تمام لازم ہوگا اور اگر صورت مذکورہ میں نماز قضا ہو جائے تو بھی آخر وقت کا لحاظ لازم ہوگا اگرچہ احتیاط دونوں مقام میں یہ ہے کہ قصر و اتمام دونوں طرح پڑھے،

**مسئلہ** جاہل مسئلہ اگر بجائے قصر کے پوری نماز پڑھے تو اعادہ یا قضا واجب نہیں،

# نمازِ جماعت کا بیان

نمازِ جماعت سے مراد یہ ہے کہ ایک یا زیادہ آدمی مل کر اس طرح نماز پڑھیں کہ ایک امام اور متبوع ہو اور باقی ماموم اور تابع جماعت تمام واجب نمازوں میں سنت مؤکدہ ہے علی الخصوص نمازِ پنجگانہ میں اور ادا میں زیادہ تاکید ہے اور نمازِ صبح اور نمازِ مغربین میں تاکید اور بھی زیادہ ہے اور جو مسجد کے ہمسایہ ہوں اور انکے کان تک جماعت کی اذان کی آواز پہونچتی ہو انپر سب سے زیادہ تاکید ہے اور جماعت سے نفرت کرنا اور اسے بے حقیقت جاننا حرام ہے احادیث میں ہے کہ جو شخص بغیر عذر جماعت سے علیحدہ نماز پڑھے اسکی نماز صحیح نہیں اور جماعت سے جو متنفر ہو اسکی غیبت جائز ہے اور اسکی عدالت ساقط ہے اور اس سے ترک ملاقات الزم ہے اور جو باوجود نصیحت امام کے بھی جماعت میں نہ آئے تو حکم ہے کہ اسکا گھر جلا دیا جائے، امیر المومنین کا ارشاد ہے کہ جو لوگ مسجد میں ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتے اور نماز جماعت میں حاضر نہیں ہوتے یا تو وہ آئیں ورنہ تم کو چاہیئے کہ ہمارے ساتھ کھانا اور پینا اور مشورہ کرنا اور سلسلۂ نکاح قائم کرنا چھوڑ دیں،

**جماعت کا ثواب** مروی ہے کہ جماعت کی نماز بے جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ ہے اور ایک رکعت نماز جماعت کی دو سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور ایک سجدہ نماز جماعت کا ایک سال کی عبادت سے اور ایک رکعت ایک لاکھ درہم مساکین پر تصدق کرنے سے بہتر ہے، جامع الاخبار میں ہے کہ اگر نماز فجر بجماعت نہ ملے تو اس دن روزہ رکھو اور اگر ظہر فوت ہو تو بین الظہرین نماز پڑھو اور اگر عصر فوت

ہو تو تا غروب آفتاب ذکر خدا کرو اور اگر مغرب بجماعت فوت ہو تو تین المغربین نماز پڑھو اور اگر عشا بجماعت فوت ہو تو عبادت خدا میں شب بیداری کرو شاید تلافی مافات ہو جاوے،

یہ بھی مروی ہو کہ ایک تکبیرۃ الاحرام امام کیساتھ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے،

یہ بھی مروی ہو کہ ایک رکعت جماعت کی ساٹھ ہزار حج اور ساٹھ ہزار عمرہ سے بہتر ہے اور دنیا و مافیہا سے ستر درجہ بہتر ہے،

**زیادتی ثواب جماعت بسبب زیادتی عدد ماموین** جبرئیل امین نے رسالتمآب سے عرض کیا کہ جماعت میں اگر دو شخص ہوں تو ہر ایک کو بعوض ہر رکعت کے ایک سو پچاس نماز کا ثواب ملیگا اور اگر تین ہوں تو چھ سو نماز کا اور اگر چار ہوں تو بارہ سو نماز کا اور اگر پانچ ہوں تو چوبیس سو نماز وں کا اور اگر چھ ہوں تو اڑتالیس سو نمازوں کا اور اگر سات ہوں تو نو ہزار چھ سو نمازوں کا اور اگر آٹھ ہوں تو انیس ہزار دو سو نمازوں کا اور اگر نو ہوں تو چھتیس ہزار چار سو نمازوں کا اور اگر دس ہوں تو ہر ایک کو ہر ایک رکعت کے عوض میں بہتر ہزار آٹھ سو نمازوں کا ثواب ملیگا اور جب دس سے زیادہ ہو جائیں تو اگر تمام آسمان سیاہی اور تمام درخت قلم ہوں اور تمام جن وانس ملائکہ لکھیں تو ایک رکعت کا ثواب بھی نہ لکھ سکینگے اور اگر جماعت کا امام عالم ہو تو جو اس حساب سے اور بھی بڑھ جائیگا اور امام سید بھی ہو اور تقوی و پرہیزگاری میں بھی یکتا ہو تو ثواب اور بڑھ جائیگا پھر اگر ماموم بھی صاحب فضیلت ہوں تو ثواب اور بھی بڑھ جائیگا اور اگر مسجد میں جماعت ہو تو بحساب ثواب مسجد ثواب جماعت دو چند مضاعف

ہوتا جائیگا اور چونکہ تضاعف کا کلمہ وارد ہوا اور تضعیف عدد کے طریقے مختلف ہیں اسلیے بعض طریقوں کے حساب سے حد شمار سے زیادتی بڑھ جاتی ہے،

**تنبیہ ضروری** شریعت کسطرف سے نماز جماعت کی اسقدر تاکید اور اہتمام جسکا ذکر ہوا قابل توجہ ہے اور ایمان کا تقاضا یہ ہو کہ بغیر عذر ہرگز جماعت ترک نہ کی جائے اور نہایت افسوسناک حالت اُن لوگوں کی ہو جو بالاستمرار جماعت کو ترک کرتے ہیں گویا انھوں نے ان بیانات و تاکیدات کو بالکل بے حقیقت سمجھ لیا ہو جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ ارشاد فرمانے والوں کی قدر و عظمت بھی اُنکے دلوں میں برائے نام ہے

**جماعت کے عقلی فوائد** آپس میں ملاقات کا ذریعہ موقع ملتا ہو انس و محبت و اتحاد میں استحکام ہوتا ہو ہمدردی بڑھتی ہے ایک کو دوسرے کی حالت پر اطلاع کا اعلیٰ ذریعہ ہو ایمانی و اسلامی حقوق کے ادا کرنے کا عمدہ طریقہ ہے باہمی نفرت و عداوت دور کرنے کا اچھا راستہ ہو مختلف الخیال و مختلف الحالات آدمیوں کی صف بصف بے امتیاز شرکت سے اسلام کی شان بڑھتی ہے مخالفین اسلام پر رعب قائم ہوتا ہے متکبروں کا تکبر زائل ہوتا ہے اخلاق کی درستی ہوتی ہو،

## جماعت کے متعلق چند ضروری مطالب

**مطلب اوّل** سنتی نمازوں میں جماعت نہیں ہو فقط نماز استسقا مستثنیٰ ہو البتہ اگر نماز اصل میں واجب ہو اور استحباب عارض ہو گیا ہو تو جماعت جائز ہے مثلاً نماز یومیہ دوبارہ پڑھی جائے یا کسی میت کی واجبی نماز تبرعاً ادا کی جائے یا نماز عیدین جب شرائط وجوب موجود نہوں ادا کیجائے لیکن سنتی نماز اگر نذر کر لینے سے واجب ہو جائے

تب بھی احوط یہ ہے کہ جماعت سے نہ پڑھی جائے،

**مطلب دوم** جن نمازوں میں جماعت واجب اور شرط صحت ہے نماز جمعہ ہے خواہ جمعہ واجب عینی ہو یا واجب تخییری دوسرے نماز عید فطر و نماز ضحیٰ ہے اگر شرائط وجوب جمع ہوں ان مقامات پر امام کو امامت کی نیت کرنا لازم ہے ورنہ نماز باطل ہے دیگر نمازوں میں نیت امامت لازم نہیں لیکن ثواب جماعت بغیر اسکے نہ ملیگا مگر اقتدا کرنے والوں کی نماز صحیح ہوگی اور ثواب جماعت بھی انھیں ملیگا، اور انھیں اقتدا کی نیت بہر حال لازم ہے جماعت کبھی نذر یا عہد سے بھی واجب ہوتی ہے

**مطلب سوم** امام اور ماموم کی نماز میں اتحاد نوعیت شرط نہیں لہذا جائز ہے کہ امام نماز پنجگانہ میں سے کوئی ایک نماز پڑھے اور ماموم دوسری پڑھے مثلاً امام کی نماز ظہر کیساتھ ماموم نماز عصر یا مغرب یا عشاء پڑھے یا امام کی نماز عصر کیساتھ ماموم نماز ظہر یا صبح پڑھے اسی طرح جہری نماز کیساتھ اخفاتی یا ادا کیساتھ قضا یا نماز قصر کیساتھ پوری نماز یا اسکا عکس سب جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ امام کی نماز ابتدائی ہو اور ماموم کی نماز اعادہ ہو اور اسکا عکس بھی جائز ہے اسی طرح نماز یومیہ نماز طواف کیساتھ اور اسکا عکس بھی جائز ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام کی نماز یومیہ یا طواف ہو اور ماموم نماز آیات یا نماز عید یا نماز میت پڑھے اور اسی طرح عکس بھی جائز نہیں اور اسی طرح نماز عید نماز آیات کے ساتھ اور اسکا عکس بھی جائز نہیں،

**مطلب چہارم** ماموم پر لازم ہے کہ جسکی اقتدا کرے اُسے معین کرلے اور تعیین

میں اختیار ہے خواہ نام سے تعیین کرے یا اشارہ سے یا وصف سے پس اگر دو امام قریب قریب نماز پڑھاتے ہوں اور ماموم نیت کرے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی اقتدا کرتا ہوں تو نماز جماعت صحیح نہ ہوگی اور اگر امام کو زید سمجھ کر خاص اُسی کی نیت سے اقتدا کی پھر معلوم ہوا کہ وہ عمرو تھا تو نماز باطل ہے اور اگر یہ نیت کی تھی کہ امام موجود جو کوئی بھی ہو میں اُسکی اقتدا کرتا ہوں گرچہ خیال یہ تھا کہ یہ زید ہے اور اُسکے خلاف ظاہر ہوا تو نماز صحیح ہوگی،

**مسئلہ** ماموم کو ماموم کی اقتدا جائز نہیں **مسئلہ** اگر ضرورت ہو تو ماموم کو جماعت سے الگ ہو جانا اور انفراد کی نیت کر لینا ہر وقت جائز ہے مگر جسنے منفرداً نماز شروع کر لی ہو وہ اثنائے نماز میں اقتدا کی نیت نہیں کر سکتا اور اسی طرح جو اقتدا کے بعد منفرد ہو جائے وہ بھی دوبارہ اقتدا کی نیت نہیں کر سکتا،

# امام جماعت کا بیان

لازم ہے کہ امام بالغ و عاقل و مومن ہو عادل ہو ولدالزنا نہ ہو اور اگر ماموین قیام سے نماز پڑھتے ہوں تو یہ بھی شرط ہے کہ امام قیام سے معذور نہ ہو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوں تو امام بیٹھنے سے معذور نہ ہو اور اگر ماموم مرد ہوں تو امام عورت اور خنثیٰ نہ ہو اسی طرح اخرس یعنی گونگا امام غیر اخرس کا امام نہیں ہو سکتا اور جسکی قرات درست نہ ہو صحیح القراۃ کا امام نہیں ہو سکتا عورت عورت کی امامت کر سکتی ہے اور چونکہ امام میں عدالت شرط ہے لہذا فاسق کے پیچھے نماز جائز نہیں اور نہ مجہول الحال شخص کے پیچھے جائز ہے بلکہ

جسکی عدالت ثابت ہو گی اُسکے پیچھے نماز صحیح ہو گی،

**عادل** وہ شخص ہو جسے گناہان کبیرہ سے بچنے اور خلاف مروت باتوں سے جنکا عامل دین سے بے پروا سمجھا جاتا ہو، اجتناب کرنے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرنے کا ملکہ حاصل ہو جائے،

اور جسکا حال بالتحقیق نہ معلوم ہو گر ظاہر اُسکا اچھا ہو اور متقی و پرہیزگار معلوم ہوتا ہو بس اگر اُسکے ظاہر حال سے گمان ہو جائے کہ وہ عدالت بمعنی مذکورہ کے ساتھ متصف ہو تو اُسکی اقتدا جائز ہو گی اور اگر دو عادل کسی کے عادل ہونے کی گواہی دیدیں تو ثبوت عدالت کے لیے کافی ہو اگر کوئی اور امر مانع نہ ہو،

اسی طرح جماعت مومنین کی گواہی کافی ہو بشرطیکہ اُنکے کہنے سے اطمینان بھی حاصل ہو جائے اور اگر دو عادلوں کو اُسکا اقتدا کرتے ہوے دیکھے یا ایک جماعت اہل فہم اور صاحب بصیرت کو جو قابل وثوق ہوں اقتدا کرتے ہوے دیکھے تو بھی کافی ہو،

**واضح** ہو کہ زنا و لواطہ اور سود خواری اور مال یتیم بظلم کھانا اور جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا جادو کرنا عقوق والدین قطع رحم قمار بازی شراب خواری نماز نہ پڑھنا زکوٰۃ نہ دینا جھوٹی قسم کھانا حقوق مومنین کا حبس کرنا رحمت خدا سے مایوسی اُسکی عقوبت سے بے پروائی قتل نفس معونت ظالمین یہ سب اُمور گناہان کبیرہ میں داخل ہیں،

**مسئلہ** جو شخص اپنی ذات کو غیر عادل جانتا ہو اور مومنین اُسے عادل جانتے

ہوں پیشنمازی کرسکتا ہی، مگر احوط اجتناب ہے،

اگر چند پیشنماز جمع ہوں اور ہر ایک کا خیال ہو کہ وہی امامت کرے تپس اگر بغرض نمود اور بخواہش عز و جاہ یا اور کسی دنیاوی غرض کے لیے نزاع کریں تو سب سے اجتناب چاہیے اور اگر بغرض تحصیل ثواب ہے تو جسے بپابندی شرع سب ماموم ملکر مقدم سمجھیں وہ مقدم ہوگا اور اگر ان میں اختلاف ہو تو جسکی قرات سب سے بہتر ہو وہ مقدم ہوگا اور اگر اس میں سب برابر ہوں تو جو فقیہ زیادہ ہو وہ مقدم ہوگا پھر درصورت تساوی جسکا سن اسلام میں زیادہ ہوا ہو وہ مقدم ہوگا پھر اگر اس میں بھی مساوی ہوں تو دیگر مرجحات شرعیہ پر بنا کی جائیگی اور آخر میں بنا قرعہ پر کیجائیگی، اور مجتہد غیر مجتہد سے مقدم ہوگا اور امام راتب یعنی جو کسی مسجد میں لتزاماً نماز پڑھانے کا عادی ہو، غیر راتب پر مقدم ہوگا لیکن اگر غیر راتب اس سے افضل ہو تو اولی یہ ہو کہ راتب خود اسکو مقدم کرے اور ہاشمی غیر ہاشمی سے اولی ہو،

**مسئلہ** جائز ہے کہ مجتہد کسی عادل غیر مجتہد کی اقتدا کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی اقتدا کرے یا ایک مجتہد کا مقلد دوسرے مجتہد کے مقلد کی اقتدا کرے،

**مسئلہ** صاحب برص و جذام اور جسکا کسی عذر کے سبب سے ختنہ نہوا ہو اور جسنے شرعی حد کے بعد توبہ کر لی ہو اور جسے ماموم ناپسند کرتے ہوں اُن سب کو پیشنماز بننا مکروہ ہو اور جولاہہ کو اپنے مثل کے سوا اور وں کا امام بننا مکروہ ہو اور یہ بھی مکروہ ہو کہ جو تیمم سے نماز پڑھتا ہو وہ طہارت کرنے والوں

کی امامت کرے،

**مسئلہ**، جماعت میں شریک ہونے کا ہر وقت اختیار ہے اور اگر رکوع میں بھی شرکت ہو جائے اگرچہ ذکر رکوع ختم ہو چکا ہو تو بھی پوری رکعت محسوب ہو جائیگی لیکن اگر کوئی شخص اُسوقت شریک ہو کہ امام نے رکوع سے سر اُٹھایا ہو مگر حد رکوع سے خارج نہ ہوا ہو تو احوط یہ ہے کہ اسکو شرکت نہ سمجھے اور اگر کوئی شخص بارادۂ شرکت رکوع نیت کر کے تکبیر کہے اور رکوع نہ کرنے پایا ہو امام رکوع سے بالکل سر اُٹھالے تو اُسکو لازم ہو کہ نیت انفراد کرلے،

**مسئلہ** اگر بعد نماز کے معلوم ہوا کہ امام فاسق تھا یا بے طہارت تو ماموم کی نماز صحیح رہیگی،

**مسئلہ** اگر کسی نے تنہا نماز پڑھی ہو اور پھر جماعت کا موقع مل جائے تو اعادہ نماز مستحب ہو خواہ امام بنکر اعادہ کرے یا ماموم بنکر اور جو ماموم یا امام ہو کر جماعت میں پڑھ چکا اسکا بھی یہی حکم ہو خواہ دوسری جگہ جاکر ماموم بنے یا امام مگر احوط یہ ہو کہ ماموم جدید ہوں،

**جماعت کی شرطیں** پہلی شرط یہ ہے کہ امام کی جگہ ماموم سے زیادہ اونچی نہو ہاں اگر بلندی ایک بالشت سے کم ہو یا زمین میں ڈھال ہو اور امام اونچی طرف کھڑا ہو تو جماعت صحیح ہو جائیگی اور ماموم جتنا بھی بلند ہو جائز ہے دوسرے یہ کہ امام سے ماموم قریب ہو اور اگر کئی صفیں ہوں تو ہر صف دوسری صف سے قریب ہو اور احوط یہ ہے کہ امام و ماموم یا دونوں صفوں کے درمیان ایک انسانی

حبد سے زیادہ فاصلہ نہو اس طرح کہ سجدہ کے وقت پچھلے کے سجدہ کا مقام
اور اگلے کے قیام کا مقام قریب قریب رہے اور ایک قدم سے زیادہ فاصلہ
کسی طرح نہ ہونے پاوے تیسرے یہ کہ ماموم اور امام کے درمیان اور اسی طرح
صفوں کے درمیان کوئی حائل نہو کہ مشاہدہ کا مانع ہو اگر ایسا حائل نماز کے
کسی حال میں واقع ہو جائیگا تو نماز باطل ہو جائیگی البتہ اگر امام مرد اور ماموم عورت
ہو تو باوجود حائل کے نماز صحیح ہو گی بشرطیکہ متابعت میں خلل نہ پڑے چوتھے یہ
کہ ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ امام سے آگے بڑھی ہوئی نہو بلکہ برابر بھی نہو،

**مسئلہ** اگر دو ماموم برابر ہوں اور ان میں باہم حائل ہو مگر انکے اور امام کے
درمیان میں حائل نہو تو نماز صحیح ہو جائیگی،

**مسئلہ** تاریکی یا غبار کا حائل ہونا مضر نہو گا، شیشہ یا کپڑا حائل سمجھا جائیگا
مشکوک حیثیت سے اجتناب چاہیئے،

**جماعت کے مسائل** اول یہ کہ ماموین کو امام سے اتصال ضروری ہے پس
چاہیے کہ امام کے عقب کا شخص دل میں نیت کر کے حرام اسکے برابر والے اور یہی
طرح اسکی پشت والے اور اسی طرح سلسلہ رہے پس اگر دور کے ماموم قریب کے
ماموم سے پہلے نیت کریں یا پچھلی صف کے ماموم اگلی صف سے اور اپنے
سامنے کے ماموین سے پہلے نیت کریں تو جماعت صحیح نہو گی ایک شخص کا فاصلہ
مضر نہیں اور جو لوگ آمادۂ نیت ہیں وہ بمنزلہ نیت کر لینے والوں کے محسوب
ہیں اگر دو نابالغ پہلی صف میں ہوں یا ایسے دو شخص ہوں جنکی نماز قطعاً باطل

ہے تو جو امام کی طرف اُنکے پہلو میں ہیں اُنکی نماز صحیح ہوگی اور جو دوسری پہلو میں ہیں اُنکی نماز صحیح نہوگی اسی طرح اگر دو شخص اپنی نماز کو تمام کر دیں اور امام نیت نہوں یا ابتدا ہی سے معطل کیے ہوں تو دوسری طرف والوں کی اقتدا صحیح نہوگی،

**دوسرے** ماموم پر امام کا اتباع تمام افعال نماز میں لازم ہے کسی فعل کا امام سے پہلے بجا لانا جائز نہیں خواہ سجدہ ہو یا رکوع یا تشہد یا قیام اور اگر عمداً ایسا کرے جس سے جماعت کی حیثیت میں خلل واقع ہو تو نماز صحیح نہوگی البتہ اگر سہواً یا اس خیال سے کہ امام جا چکا ہے امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں چلا جائے اور اسی طرح اگر سہواً یا اس خیال سے کہ امام نے سر اُٹھالیا ہے امام سے پہلے سر اٹھالے تو واجب ہے کہ پھر پلٹ جائے اور متابعت کرتا ہے اور رکن کی زیادتی جماعت میں معاف ہو صحت نماز کے لیے مضر نہیں اور اگر انتظار کرے یہانتک کہ امام بھی پہونچ جائے تو بھی نماز صحیح ہے لیکن معصیت کا اندیشہ ہو اور احوط اعادۂ نماز ہے یہ حکم تو افعال کا تھا لیکن اقوال واذکار کا امام کے بجا لانے کے بعد بجا لانا لازم نہیں ہو گر تکبیرۃ الاحرام ضرور امام کی تکبیر کے بعد بجا لانا چاہیئے یہ بھی ضرور نہیں کہ دونوں کا ذکر مقدار میں برابر ہو بلکہ امام سے کم یا زیادہ ذکر کر سکتا ہے اور اذکار مستحبہ میں یہ بھی جائز ہے کہ امام ایک ذکر کرے اور ماموم دوسرا ذکر بجا لائے مثلاً قنوت میں امام کی دعا اور ہو اور ماموم کی اور ہو یا امام نے ذکر نہیں کیا تو ماموم کو اسکا ترک لازم نہیں یہ بھی صحیح ہے

کہ امام تسبیح تکبیر رکوع میں کہے اور ماموم تین مرتبہ تسبیح صغیر پڑھے یا تشہد در کوع وسجود میں امام سے زیادہ ذکر دعا بجالائے،

**تنبیہ** امام کے بجالانے سے نماز کا کوئی فعل یا ذکر ماموم سے ساقط نہیں ہوتا البتہ پہلی دو رکعتوں میں ماموم سے حمد وسورہ کا پڑھنا ساقط ہے پس اگر نماز جہری ہے تو واجب ہے کہ امام کی قرارت سنتا رہے اور اگر بالکل آواز نہ آئے تو قرارت حمد وسورہ بقصد قربت جائز ہے اور اگر اخفاتی ہو تو ذکر خدا بجا لائے،

**مسئلہ** جو شخص دوسری رکعت میں شریک ہو حمد وسورہ نہ پڑھے مگر امام کی تیسری رکعت میں جا ماموم کی ........

........ دوسری ہو گی حمد وسورہ مع قنوت آہستہ بجالائے اور گنجائش نہ ہو تو قنوت کو بلکہ سورہ کو بھی ترک کر دے اور رکوع وسجود کے بعد تشہد پڑھے پھر امام کی چوتھی رکعت میں شریک رہ کر ایک رکعت علیحدہ پڑھے اور امام کی دوسری اور چوتھی رکعت کے تشہد میں امام کی تبعیت میں خود بھی تشہد پڑھ سکتا ہے بلکہ سلام بھی پڑھ سکتا ہے بلکہ متابعت امام مستحب ہے اور اس حالت میں تجافی بھی مستحب ہے یعنی ہاتھوں کا جسم سے ہٹا کر زمین پر رکھنا اور اگر تیسری رکعت میں شریک ہو یا چوتھی میں تو احوط یہ ہے کہ رکوع میں شریک ہو اور اگر رکوع سے پہلے شریک ہو تو ایسے وقت شریک ہو کیا ہو کہ حمد وسورہ ورنہ فقط حمد پڑھ سکے اگر پہلی یا دوسری میں شریک ہوا اور خیال ہوا کہ یہ تیسری یا چوتھی ہے اور اس خیال سے حمد وسورہ پڑھ لیا پھر خلاف ثابت

ہوا تو نماز صحیح ہوگی اور اسی طرح اگر آخر کی رکعتوں میں شریک ہوا اور یہ خیال ہوا کہ یہ پہلی یا دوسری ہے لہذا حمد و سورہ ترک کیا پھر خلاف ظاہر ہوا تو بھی نماز صحیح ہے اور اگر کچھ نہ معلوم ہو کہ امام کس رکعت کو ادا کر رہا ہے چاہیے کہ حمد و سورہ بقصد قربت پڑھے پھر اسکے بعد اگر خلاف ثابت ہوگا تو کچھ ضرر نہیں،

**مسئلہ** اگر ماموم کے نزدیک امام کی نماز قطعاً باطل ہو تو اقتدا ناجائز ہے اور اگر اثنا میں امام کی نماز کا بطلان یقینی ہو جائے تو وہیں سے جدا ہو جانا اور انفراد کی نیت کر لینا لازم ہے اگرچہ امام کے نزدیک وہ نماز صحیح ہو لیکن اگر بعد نماز کے یقین ہو کہ امام کی نماز باطل تھی تو ماموم کی نماز صحیح رہیگی بشرطیکہ متابعت امام میں کوئی رکن اضافہ نہ ہو گیا ہو، اگر امام کو بعد ختم نماز اپنی نماز کے بطلان کا یقین ہو جائے تو ماموین کو آگاہ کرنا واجب نہیں اور اگر اثنائے نماز میں علم ہو جائے مثلاً یاد آجائے کہ نماز بے وضو کے پڑھ رہا ہوں تو ماموین کو آگاہ کر دینا واجب ہے،

**مستحبات** پہلی صف میں ان لوگوں کا ہونا مستحب ہے جو اہل علم و فضل و صاحب تقوی و پرہیزگاری ہوں اور پہلی صف کے داہنے حصہ میں ان لوگوں کا ہونا سنت ہے جو اُن میں زیادہ مرتبہ رکھتے ہوں جہانتک ممکن ہو امام سے قریب ہونا اور ہر صف کی داہنی طرف ہونا افضل ہے اور سنت ہے صفوں کا سیدھا رکھنا اور قریب قریب کرنا اور جب تک وہ ماموین جو پہلی رکعت کے بعد شریک ہوئے ہیں نماز سے فارغ نہ ہو جائیں امام کا بصورت نماز گذار بیٹھا رہنا اور یہ بھی سنت ہے کہ امام نماز کو طول نہ دے اور ماموین میں جو ضعیف ہیں انکا لحاظ رکھے ہاں اگر سب ماموین کی خواہش

طول دینے کی ہو تو مضائقہ نہیں نیز سنت ہے کہ جب امام سورۂ ختم کرے تو ماموم الحمد للہ کہے اور جب امام کو محسوس ہو کہ کوئی شخص رکوع میں شریک ہونا چاہتا ہے تو سنت ہے کہ امام انتظار کرے اور رکوع کو طول دے۔

**مکروہات** صف اول میں لڑکوں کو جگہ دینا مکروہ ہے اگرچہ وہ ممیز ہوں اسی طرح یہ کہ ماموم اپنی آواز امام تک پہنچائے مکروہ ہے اور نیز ماموم کا اکیلا کھڑا ہونا باوجودیکہ صفوں میں جگہ ہو مکروہ ہے۔

## نماز قضا کا بیان

نماز یومیہ اگر اپنے وقت پر ترک ہو جائے خواہ عمداً یا سہواً خواہ بیماری و ضعف کی وجہ سے یا پورے وقت تک آرام کی نیند سونے کی وجہ سے تو قضا یعنی وقت معین کے بعد بجا لانا واجب ہے جن لوگوں نے نماز تو پڑھی ہو مگر شرائط کو دیدہ دانستہ بحالت امکان چھوڑ دیا ہو مثلاً کافر کے ہاتھ کے دھوئے ہوئے نجس کپڑے پہنکر یا نجس غذا کھانے کے بعد اعضا کی تطہیر نہ کی ہو اور نماز پڑھ لی ہو یا بقدر واجب قرات سے ادا کرنا اور سیکھنا ممکن تھا اور بے پروائی کرکے اسی طرح نماز پڑھ لی ہو تو اسکی بھی قضا لازم ہوگی اور کافر سے مسلمان ہو کر زمان کفر کی نمازوں کی قضا ساقط ہے اور نابالغی اور جنون کے زمانہ کی قضا واجب نہیں اور جو شخص پورے وقت نماز تک بیہوش رہے اُسپر بھی قضا نہیں اور عورتوں پر حیض و نفاس کے زمانہ کی بھی قضا نہیں لیکن اگر باشرائط نماز کے بقدر وقت باقی ہو کہ نابالغ بالغ ہو جائے اور مجنون کو افاقہ ہو جائے یا بیہوش ہوش میں آ جائے اور پھر نماز

بجا نہ لائے تو قضا لازم ہوگی اور اسی طرح اگر اتنا وقت اول میں گذر گیا ہو جس میں
نماز باشرائط ہو سکتی تھی مگر پڑھی نہ تھی اور اسکے بعد جنون و بیہوشی وغیرہ لاحق ہوئی
تو بھی قضا لازم ہے مسلمان ہو جانے کے بعد بر تقدیر زمان ارتداد کی نمازوں کی قضا
واجب ہے خواہ وہ فطری ہوں یا مرتد ملی اور اگر کوئی مسلمان شیعہ ہو جائے اور اُسنے
اس سے قبل نمازیں ادا کی تھیں تو اسپر ان نمازوں کی قضا واجب نہیں البتہ اگر پڑھی ہی
نہوں یا غلط اور اپنے مذہب کے خلاف پڑھی ہوں تو قضا واجب ہے، اگر نماز
سفر میں ترک ہو جائے تو قصر قضا کی جائیگی اور اگر حضر میں ترک ہوئی ہو تو تمام قضا
کی جائیگی، قضا کے لیے کوئی وقت معین نہیں بلکہ دن میں رات میں یومیہ نماز سے
پہلے اور بعد ہر وقت پڑھ سکتے ہیں روزانہ جو نوافل سنت ہیں انکی قضا بھی سنت ہے کیونکہ
ہے بلکہ اگر قضا نہو سکے تو دو دو رکعت کے بدلے ایک ایک مُد صدقہ دینا سنت ہے اور جب یہ بھی نہو سکے
تو تمام دن کی سنت نمازوں کے بدلے ایک ایک مُد صدقہ دینا سنت ہے، نماز یومیہ کے سوا
اور واجب نمازیں اگر وقت پر ادا نہوں انکی بھی قضا واجب ہے مگر عیدین کی نماز واجب
بھی ہو تو انکی قضا نہیں

**مسئلہ** زندہ شخص کی نماز کوئی دوسرا شخص نہیں پڑھ سکتا چاہے وہ شخص قادر
ہو یا مجبور **مسئلہ** نماز قضا بجماعت ہو سکتی ہے خواہ امام بھی قضا پڑھتا ہو یا ادا
**مسئلہ** بیمار یا معذور کے لیے احوط ہے کہ بحالت عذر قضا نہ پڑھیں ہاں اگر زوال عذر
کی امید نہو تو جس طرح ہو پڑھ لینا چاہیے **مسئلہ** بچوں کو بھی قضا بجا لانے کا عادی
کرنا سنت ہے **مسئلہ** جنکے ذمہ نماز قضا ہو انہیں سنت نماز بجا لانے سے بہتر یہ ہے

کہ قضا بجا لائیں لیکن اگر قضا کی طرف التفات نہ کریں ورنہ سنت پر آمادہ ہوں تو تسمیم ناقل ہے،

**قضا نمازوں کی ترتیب کا بیان** نماز یومیہ کے سوا دیگر نمازوں کی قضا میں ترتیب نہیں ہے مگر نماز یومیہ کی قضا میں ترتیب واجب ہے جو پہلے ترک ہوئی ہے اسکو پہلے قضا کرنا چاہیے اور جو بعد میں ترک ہوئی ہے اُسے بعد میں قضا کرنا چاہیے لیکن اگر ترتیب یاد نہ ہو تو اس طرح پڑھنا چاہیے کہ جمیع احتمالات پر ترتیب حاصل ہو جائے مثلاً اگر ایک نماز ترک ہو اور یاد نہ ہو کہ کونسی نماز تھی تو تین نمازیں پڑھنی چاہییں ایک دو رکعتی ایک سہ رکعتی ایک چہار رکعتی جس میں مافی الذمہ کی نیت کی جائے اور اسمیں جہر و اخفات کا اختیار ہوگا اور اگر یہ بھی یاد نہ ہو کہ وہ نماز پوری تھی یا قصر تو دو رکعتی نماز میں بھی فی الذمہ کی نیت کرنا چاہیے، اگر ترتیب حاصل کرنے میں زحمت و مشقت زیادہ ہو تو ترتیب ساقط ہو جائیگی،

## شکیات و سہویات کا بیان

شک اور سہو اور نسیان کے احکام بہت زیادہ ہیں لیکن یہاں مختصر احکام لکھے جاتے ہیں جنکی ضرورت زیادہ پیش آتی ہے،

**شک کا بیان** شک یا رکعات سے متعلق ہو یا افعال نماز سے پس اگر افعال سے متعلق ہو تو اسکی دو صورتیں ہیں یا ایسے وقت ہے کہ دوسرا فعل شروع کر چکا ہو یا ابھی شروع کرنے نہیں پایا پس اگر دوسرا فعل شروع نہیں کیا تو مشکوک فعل کا بجا لانا واجب ہے مثلاً حمد کے باب میں شک ہوا ایسے وقت کہ سورہ شروع ہونے

نہیں پایا یا رکوع یا قنوت سے قبل سورہ میں شک ہوا تو حمد کا پہلی صورت میں اور سورہ کا دوسری صورت میں بجا لانا واجب ہے اور اگر دوسرا فعل شروع کر چکا ہے تو یہ شک قابل التفات نہ ہوگا اور اسی طرح حمد یا سورہ کی کسی آیت میں شک اُسکے بعد والی آیت پڑھنے کی حالت میں معتبر نہ ہوگا، پہلا اور دوسرا فعل عام ہے اس سے کہ وہ واجب ہو یا سنت ہو، دونوں حالتوں میں حکم ایک ہے البتہ اگر اُٹھنے کی حالت میں سجدہ میں شک ہو تو کر لینا واجب ہے اور اگر کسی فعل کے صحیح یا غلط ادا ہونے میں شک ہو تو اُسکا کچھ اعتبار نہیں چاہیے دوسرا فعل شروع کر دیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن صورت اخیرہ میں تمام کرنے کے بعد اعادۂ نماز بھی احوط ہے جن صورتوں میں فعل کا بجا لانا واجب ہے اگر اگر بجا لانے کے بعد یقین ہو جائے کہ فعل مشکوک ادا ہو گیا تھا اور یہ مکرر واقع ہوا پس اگر یہ فعل رکن ہے تو نماز باطل ورنہ صحیح ہو گی اور دو سجدۂ سہو لازم ہونگے اور جس صورت میں التفات نہ کرنے کا حکم بیان ہوا اگر التفات ترک کر کے نماز پڑھ لی اور پھر یاد آیا کہ وہ فعل یقیناً رہ گیا تھا تو اگر بجا لانے کا موقع باقی ہے مثلاً اسکے بعد رکن کی نوبت نہیں آئی تو اُسکو بجا لائے اور اگر موقع گذر گیا اور وہ فعل مشکوک رکن تھا تو نماز باطل ہو ورنہ صحیح ہو گی اور یہاں بھی سجدۂ سہو لازم ہوگا اور اگر شک رکعات میں ہو تو اُسکی دو صورتیں ہیں ایک وہ جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے دوسرے وہ شک جسکے تدارک کی ضرورت ہے، جن شکوک کا اعتبار نہیں اُن میں وہ شک ہے جو کثیر الشک کو ہو دوسرے امام کا شک جبکہ ماموم کو یاد ہو تیسرے ماموم کا شک جبکہ امام کو یاد ہو چوتھے نماز نافلہ کی رکعتوں کا

کا شک، پانچویں نماز احتیاط میں شک، چھٹے ختم نماز کے بعد اگر شک ہو ساتویں ان شک جو غور کرنے کے بعد زائل ہو جائے اور کسی ایک بات کا یقین یا گمان ہو جائے

**واضح** ہو کہ کثیر الشک وہ شخص ہو جو ہر بات میں شک کرنے کا عادی ہو جو شخص برابر تین نمازوں میں شک کرے یا ایک نماز میں تین مرتبہ شک کرے وہ کثیر الشک کہا جائے گا اور اطلاق عرفی پر بنا کرنا بہتر ہے،

**جن شکوک میں نماز باطل ہے** کئی ہیں اول نماز صبح کی رکعتوں کا شک دوسرے نماز مغرب کی رکعتوں کا شک تیسرے نماز قصر کی رکعتوں میں شک، چوتھے چہار رکعتی نماز کی رکعتوں کا شک جن میں پہلی رکعت شامل ہو مثلاً پہلی دوسری میں یا پہلی اور تیسری میں شک یا پہلی اور چوتھی میں شک پانچویں چار رکعتی نماز میں رکعتوں کا شک جن میں دوسری رکعت شامل ہو اور یہ شک اکمال سجدتین سے پہلے ہو، چھٹے دو اور پانچ میں شک اگرچہ سجدوں کے بعد بھی ہو ساتویں رکعتوں کا وہ شک جس میں بالکل نہ معلوم ہو کہ کونسی رکعت ہے ان صورتوں میں اگر تأمل کے بعد شک رفع ہو جائے اور کسی بات کا یقین یا گمان حاصل ہو جائے اس پر عمل واجب ہوگا ورنہ نماز باطل ہو جائے گی،

**جن شکوک میں تدارک سے** وہ بھی کئی ہیں اول دو اور تین میں شک **بعد نماز صحیح رہتی ہے** اکمال سجدتین کے بعد اسکا حکم یہ ہے کہ اس رکعت کو تیسری رکعت قرار دیکر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد نماز احتیاط بجا لائے خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعتیں بیٹھ کر دوسرے تین اور چار میں شک یعنی

جو رکعت پڑھ رہا ہوں یہ تیسری ہو یا چوتھی اس صورت میں حکم یہ ہے کہ چاہے قبل سجدتین شک ہو یا بعد سجدتین اُس رکعت کو چوتھی رکعت قرار دے اور نماز تمام کرے بعد اسکے دو رکعت بیٹھکر یا ایک رکعت کھڑے ہو کر نماز احتیاط بجالائے تیسرے دو اور تین اور چار میں اکمال سجدتین کے بعد شک ورا سکا حکم یہ ہے کہ اس رکعت کو چوتھی رکعت قرار دے کر نماز تمام کرے اور بعد نماز دو رکعت ایستادہ اور دو رکعت نشستہ نماز احتیاط بجالائے چوتھے دو اور چار میں شک بعد اکمال سجدتین اور حکم اسکا یہ ہے کہ اس رکعت کو چوتھی رکعت قرار دیکر نماز تمام کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط بجالائے پانچویں چوتھی اور پانچویں میں شک اور اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ رکوع سے قبل شک ہو اور اسکا حکم یہ ہے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو تمام کرے اور تیسری چوتھی کے شک کیطرح ایک رکعت ایستادہ یا دو رکعت نشستہ نماز احتیاط پڑھے اور احتیاطاً دو سجدۂ سہو بھی کرے اور نماز کا بھی اعادہ کرے، دوسرے یہ کہ سجدتین کے بعد شک ہو پس نماز ختم کر کے سجدۂ سہو وجوباً بجالائے،

## نماز احتیاط کا بیان

نماز احتیاط کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورۂ حمد پڑھے اور رکوع و سجود و تشہد و سلام بجالائے اور اگر دو رکعتی نماز احتیاط ہو تو پہلی رکعت کے بعد دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کیطرح حمد کے ساتھ پڑھ کر تشہد و سلام بجالائے اس نماز میں دوسرا سورہ اور قنوت اور اذان و اقامت کچھ نہیں ہے البتہ جو شرائط نماز کے ہیں وہ سب یہاں بھی معتبر ہیں البتہ اس نماز میں جہر نہیں اگرچہ جہری نماز کی

احتیاط ہو بجائے حمد کے اس نماز میں تسبیحات کافی نہیں اور اصلی نماز اور نماز احتیاط کے درمیان میں ان چیزوں کا بجالانا جو نماز کے منافی ہیں جائز نہیں اور اگر عمداً منافیات واقع ہوں تو نماز احتیاط اسی طرح پڑھ لینا احوط ہے لیکن اصل نماز کا اعادہ لازم ہے اس نماز کو اصل نماز کے بعد فوراً بجالانا چاہیے اگر نماز احتیاط سے پہلے یقین ہو جائے کہ اصل نماز کامل و درست تھی اور نماز احتیاط کی ضرورت نہ تھی تو نماز احتیاط کا بجالانا واجب نہیں ہے۔

## سہو کا بیان

سہو کی ایک قسم وہ ہے جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے دوسری قسم وہ ہے جس سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن فراموش شدہ فعل کا یاد آتے ہی نماز میں بجالانا لازم ہو جاتا ہے تیسری قسم وہ ہے جس کے سبب سے فقط سجدہ سہو کی ضرورت ہوتی ہے اور فراموش شدہ فعل معاف ہو جاتا ہے چوتھی قسم وہ ہے جس کے سبب سے سجدہ بھی لازم ہوتا ہے اور بھولے ہوئے فعل کا بعد نماز بجالانا بھی واجب ہوتا ہے پہلی قسم نیت یا تکبیرۃ الاحرام کا فراموش کرنا اگرچہ حمد پڑھتے میں یاد آجائے یا کسی رکن کا فراموش کرنا اور دوسرے رکن میں داخل ہونے کے بعد یاد آنا دوسری قسم وہ مقامات ہیں جہاں مصلی کسی فعل واجب رکن یا غیر رکن کو بھول جائے اور رکن میں داخل ہونے سے پہلے یاد آجائے مثلاً حمد کو بھول گیا اور سورہ پڑھتے میں یا پڑھنے کے بعد یاد آیا تو حمد کا بجالانا اور سورہ کا دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا یا رکوع بھول گیا اور سجدے میں جانے سے پہلے یاد آگیا تو رکوع کرنا لازم ہوگا اور یہی حکم سجدہ کا ہے کہ اگر قبل رکوع یاد آجائے یا تشہد بھول

جائے لو رکوع سے پہلے یاد آجائے، تیسری قسم کسی واجب غیر رکن کا فراموش کرنا جو بعد والے رکن میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے یا ایسے وقت یاد آئے کہ اگرچہ رکن میں داخل تو نہیں ہوا لیکن اگر اس واجب کو بجا لائے تو رکن بڑھ جاتا ہو مثلاً حمد یا سورہ بھول گیا اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا یا ذکر رکوع بھول گیا اور سجدے ہونے کے بعد یاد آیا پس فراموش شدہ فعل معاف ہے اور بعد نماز کے دو سجدہ بجا لانا لازم ہے، چوتھی قسم ایک سجدہ کا یا تشہد کا فراموش کرنا یا فقط صلوات کا فراموش کرنا ہے کہ اگر رکوع میں یاد آئے یا ختم نماز کے بعد یاد آئے تو بعد نماز اول فراموش شدہ فعل کو بجا لائے یہ نیت کرکے کہ میں فلاں فعل فراموش شدہ کو قربۃً الی اللہ بجا لاتا ہوں پھر اسکے بعد دو سجدہ سہو کرے لیکن اگر آخری تشہد فراموش ہوا ہو اور بعد نماز کے یاد آیا ہے تو تشہد بجا لائے اور سلام بھی بجا لائے اور دو سجدہ سہو زیادتی سلام کے سبب ادا کرے، علاوہ اسکے چند مقام اور ہیں جہاں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اول سہواً بےمحل سلام کے سبب سے دوسرے سہواً بےمحل کھڑے ہوجانے سے یعنی قیام بیجا کے سبب سے تیسرے سہواً بےمحل بیٹھ جانے سے چوتھے قرآن دعا کے علاوہ سہواً کلام کرنے سے پانچویں ہر زیادتی یا کمی کے سبب سے،

**مسئلہ** سجدہ سہو کا متصل بنماز بجا لانا واجب ہے اگر عمداً تاخیر کرے تو گناہگار ہوگا اور اگر سجدہ سہو کا بجا لانا بھول گیا تو جب یاد آئے فوراً بجا لانا چاہیے، **مسئلہ** اگر کئی امر موجب سہو واقع ہوئے ہوں تو ہو سکتا ہے کہ اخیر والے کے لیے سجدہ اول کرے اور اول کے لیے آخر میں کرے لیکن اگر کئی فعل ایسے فراموش ہوئے

ہوں جن کا بعد نماز بجالانا واجب ہے تو ان میں ترتیب لازم ہے جو پہلے ترک ہوا ہے اسے پہلے بجالائے اور جو بعد ترک ہوا ہے اُسے بعد بجالائے،

**سجدۂ سہو کا طریقہ** تکبیر کہکر سجدہ میں جائے اور کہے بسم اللہ وباللہ اللّٰھم صل علی محمد وآل محمد پھر بیٹھکر تشہد وسلام بجالائے اور تشہد خفیف جو طاہر اور اسکی صورت یہ ہے اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمدا رسول اللہ اللّٰھم صل علی محمد وآل محمد اور احوط ہے کہ جتنی چیزیں نماز کے سجدہ میں قابل لحاظ ہیں یہاں بھی ان سب کا لحاظ کرے، اور تکبیر بھی احوط ہے اگرچہ واجب نہیں،

## سنتی نمازوں کا بیان

نوافل یومیہ کے علاوہ بیشمار نمازیں سنت ہیں اور ان کی کئی قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جن کے اوقات معین ہیں مثل نوافل رجب شعبان و رمضان اور نماز نوروز و غدیر و مباہلہ وغیرہ کے، ایک قسم وہ ہے جن کے اسباب معین ہیں مثل نماز شکر و تحیہ مسجد و نماز زیارت کے، ایک قسم وہ ہے جو بغیر کسی سبب خاص کے مستحب ہیں مثل نماز رسالت مآب نماز فاطمہ وعلی ونماز جعفر کے ایک قسم وہ ہے جو خاص ضرورتوں کیلئے ہیں مثل نماز حاجت و نماز ادای دین و نماز طلب رزق و نماز استسقا وغیرہ کے ایک قسم وہ ہے جسکے لیے نہ کوئی سبب ہے نہ کوئی وقت نہ کوئی ضرورت بلکہ اسلیے پڑھی جائیں کہ نماز پڑھنا عمدہ عبادت ہے ان نمازوں کو نوافل مبتدءہ بھی کہتے ہیں، سنتی نمازوں کے ادا کرنے میں خاص خاص ثواب وارد ہیں اور ہر ایک کی فضیلت میں تفصیل ہے جسکا بیان کتب اعمال میں قابل ملاحظہ ہے،

# سنت نمازوں کے خاص احکام

سنت نماز بغیر سورہ کے بھی صحیح ہوگی اور کئی سورے بھی اسمیں پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ اسکی ترکیب شرع میں خاص طور پر نہو بیٹھکر بھی پڑھ سکتے ہیں ایک سورے سے دوسرے سورے کی طرف عدول بھی کر سکتے ہیں سورہ کا ایک حصہ بھی پڑھ سکتے ہیں سواری پر پڑھ سکتے ہیں راہ چلنے میں پڑھ سکتے ہیں، نماز کو قطع کرنا نا جائز نہیں ہے، اگر ماں باپ منع کریں اور غلام کو آقا منع کر دے تو نماز سنتی باطل ہوگی سورہ ہائے عزائم کا پڑھنا بھی جائز ہے اور وہ جب آیہ سجدہ کی تلاوت کرے سجدہ کر لینا لازم ہے سنتی نمازوں کیلئے در صورت شک سہو نہ نماز احتیاط نہ فراموش شدہ اذکار کی قضا نہ سجدۂ سہو اور نہ رکعتوں کے شک سے نماز کا بطلان ہوتا ہے اور اختیار ہے چاہے اقل پر بنا کرے یا اکثر پر تمام سنتی نمازیں دو دو رکعت کرکے پڑھی جاتی ہیں کمی زیادتی رکعت کی جائز نہیں، نماز وتر و نماز اعرابی مستثنیٰ ہے نماز استسقا کے سوا کسی سنتی نماز میں جماعت جائز نہیں، سنتی نمازیں بغیر عذر بھی بیٹھکر پڑھ سکتے ہیں مگر سنت ہے کہ جلوس کی دو رکعتوں کو ایک رکعت استادہ کی جگہ شمار کرے، یہ بھی جائز ہے کہ ایک رکعت میں قیام کرے اور دوسری میں جلوس،

## خاتمہ شرائط قبول میں

ابتک جو بیان کی گئیں وہ وجوب یا صحت نماز کی شرطیں تھیں جنکی پابندی سے برات ذمہ حاصل ہو جائے گی لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو نماز صحیح ہو جائے وہ درجہ قبول تک بھی پہونچ جائے، عمل کے صحیح ہونے کا اثر اسیقدر ہے

کہ ترک عمل کا عقاب نہ ہوگا اعادہ یا قضا کی ضرورت نہ رہے گی لیکن قبول سے
مراد یہ ہے کہ حکم دینے والا اس عمل کو منظور اور پسند کرے اور راضی و خوشنود ہو جائے
مثال اسکی یہ ہے کہ آقا اپنے غلام کو کچھ لکھنے کا حکم دے پس اگر اس غلام نے تمام
ضروری باتوں کا لحاظ کرکے نوشتہ حاضر خدمت کر دیا تو اسکا ذمہ بری ہو جائیگا
اور وہ فرمانبردار سمجھا جائیگا لیکن وہ اس بات کا مستحق نہ ہوگا کہ خوشنودی مزاج
کا پروانہ بھی اُسے دیدیا جائے **البتہ** اگر نفیس کاغذ پر خوشخطی کے ساتھ عمدہ
سیاہی سے لکھکر نہایت ادب و تہذیب بخضوع و فروتنی اُسے پیش کرے گا
تو البتہ پروانہ خوشنودی کا بھی مستحق ہو جائیگا **مرتبہ** قبول نہایت عظیم الشان
مرتبہ ہے اور اسکے شرائط بھی خاص ہیں ہر مومن کو چاہیے کہ ہر عمل اور ہر عبادت
میں علی الخصوص نماز میں جو عمدہ عبادات سے ہے ان امور میں کامل اہتمام کرے جو
قبول عمل کا ذریعہ ہیں اور ان امور سے اجتناب کرے جو قبول کے موانع ہیں،
**قبول** عمل کا قوی مانع اکل حرام ہے اسیطرح شرب مسکرات اور کذب اور عقوق والد
اور نشوز زوجہ اور اباق غلام اور غیبت و حسد و تکبر اور حقوق واجبہ کا حبس کرنا،
زکوٰۃ و خمس نہ دینا بلکہ تمام وہ چیزیں جو پرہیزگاری کے خلاف ہیں سب موانع
قبول ہیں **اور عمل** کے قبول ہونیکا عمدہ ذریعہ خشوع و خضوع اور اخلاص اور
اقبال قلب ہے جسکے لیے چند امر ضروری ہیں حضور قلب معبود کی عظمت کا تذکرہ حیا
خوف و رجا فہم معانی، ہیبت آلہیہ اور اقبال قلب کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دل
دنیاوی افکار سے پاک و صاف ہو اور اپنے تئیں بارگاہ خداوندی میں حاضر

سمجھے اور اعلیٰ درجہ ہمارے تصور سے بھی بالاتر ہے اور یہ درجہ جناب رسالتمآب اور ولایت مآب علیہم السلام کا ہے اور ان دونوں کے مابین درجات کثیرہ ہیں جو بحسب درجات معرفت مختلف ہیں **دوسری** شرط ورع وتقویٰ ہے جسکے لیئے خداوند عالم نے بطور حصر فرمایا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین یعنی سوائے متقین کے خداوند عالم کسیکا عمل قبول نہیں کرتا پس جسکو یہ بات منظور ہو کہ اسکے اعمال درجہ قبول پر فائز ہوں اور بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوجائیں اُسے لازم ہے کہ ہمیشہ تقویٰ و پرہیزگاری کا پابند رہے **تیسری** یہ کہ جن امور سے نماز کے اجر میں کمی ہوجاتی ہے اجتناب کرے مثلاً جلدی کرنا بول و براز ضبط کر کے نماز پڑھنا **چوتھے** یہ کہ توبہ و استغفار کی تجدید کرے اس پابندی کیساتھ امید قوی ہو کہ نماز خلعت قبول سے آراستہ ہوجائے مگر چونکہ یہ مرتبہ ہر شخص کیلئے حاصل ہونا دشوار ہے اسلیئے خدا کی رحمت نے قاصرین کا محروم رہنا بھی گوارا نہ کیا اور انکی تلافی نوافل کے ذریعے سے فرمائی پس جس کی نماز شرائط مذکورہ سے خالی ہو اور وہ نوافل کا پابند ہو تو اس کی نماز بے شرائط بسبب پابندی نوافل کے قبول ہوجائیگی **یہ بھی** جاننا چاہیے کہ بعض چیزیں خدا نے ایسی بھی مقرر فرمائی ہیں جن سے نماز کی شان زیادہ ہوجاتی ہے مثلاً عقیق کی انگوٹھی پہننا خوشبو لگاکر نماز پڑھنا مسواک اور کنگھی کے بعد نماز پڑھنا الی غیر ذلک، خداوند عالم ہم سب کو توفیق عطا کرے کہ ہم ہمیشہ اپنی نمازیں شرائط معتبرہ کی پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہیں اور اسطرح اہتمام کریں کہ ہماری عبادت بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوجائے ؎

تمت